صلاح الدین

یعنی

ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جسمین

سلطان موصوف کے خصائل و عادات - خاندانی طفلی و حکومت کے حالات اور اسکی بالترتیب غزوات فتح بیت المقدس اور اسکے بعد کے واقعات مفصل لکھے گئے ہین

باجازت

خاکسار خادم الاطبار احمد حسین الہ آبادی اڈیٹر رسالہ الاسلام الہ آباد و مترجم تاریخ امام ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۸۹۸ع

[illegible] رسالہ الاسلام الہ آباد باہتمام محمد فصیح اللہ منیجر طبع ہوئی

عز شانہ تعالیٰ

صلاح الدین

یعنی

ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جسمین

سلطان موصوف کے خصائل و عادات - خاندانی طفلی و حکومت کے حالات اور اسکی بالترتیب غزوات فتح بیت المقدس اور اسکے بعد کے واقعات مفصل لکھے گئے ہین

باجازت

خاکسار خادم الاطبا ر احمد حسین الہ آبادی اڈیٹر رسالہ الاسلام الہ آباد و مترجم تاریخ امام ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۸۹۸ع

مطبع قیصر ہند نعلبند ٹوله - الہ آباد باہتمام محمد فصیح اللہ مینجر طبع ہوئی

سکنڈ ایڈیشن ۵۰۰ جلد * قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک عمر

الاسلام الہ آباد

آجتک ہندوستان مین کوئی ایسا رسالہ ہماری نظرون سے نہین گزرا - جو کہ
مسلمانونکو اپنی گذشتہ تاریخ کے یاد دلانے اور اس سے دلچسپی پیدا کرنیکا باعث ہو - عربی مین
ایسی تاریخین کثرت سے موجود ہین لیکن اُس زبان کی لاعلمی کیوجہ سے وہ عام طور سے ہمکو فایدہ نہین
پہونچا سکتین ہمنے اسی خیال سے امام تاریخ علامہ ابن خلدون کی مشہور تاریخ
کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر کا ترجمہ سلسلہ اُردو زبان مین آغاز ماہ جنوری
سنہ ۱۸۹۷ع سے شایع کرنا شروع کیا ہے - اس تاریخ (یعنی علامہ ابن خلدون) مین
حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے آٹھوین صدی ہجری تک کے حالات کمال تحقیق و
تدقیق سے لکھے گئے ہین جسکو انبیاء کرام اور سلاطین عظام اور اسلامی بزرگون
کے کارنامون اور اونکی سوانح عمریان پڑہنے اور دیکہنے کا شوق ہو وہ ہمارے رسالہ
الاسلام کو دیکہے اسی مین علامہ ابن خلدون موصوف کے تاریخ کا ترجمہ سلسلہ وار
کتابی صورت مین شایع ہوتا ہے - علاوہ برین بالفعل اسکے ہمراہ ایک رسالہ اور مسمی بہ
تبیین الکلام فی احکام الاسلام صفحہ بندی جداگانہ شایع ہوتا ہے
جسمین مخالفین اسلام کا دندان شکن جواب دیا جاتا ہے اور بنظر دلچسپی اسلامی دنیا
کی چیدہ چیدہ سچی سچی خبرین بھی ہوتی ہین باینہمہ قیمت سالانہ صرف ایکروپیہ معہ
محصول ڈاک مقرر ہے - چونکہ سنہ ۱۸۹۸ع کے خریدارونکو سلسلہ کے لحاظ سے سنہ ۱۸۹۷ع کے بہی
پرچے دیے جاوینگے اسوجہ سے ہر خریدار کو مبلغ دو روپیہ دو سالونکا بمد پیشگی یا اجازت
دینیو کی مرحمت فرمانی چاہیے ورنہ رسالہ جاری نہ کیا جائیگا -

المشتہر حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

بحولہ تعالیٰ

صلاح الدین

یعنی

ابوالمظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جسمین

سلطان موصوف کے خصائل و عادات - خاندانی طفلی و حکومت کے حالات
اور اُسکی بالترتیب غزوات فتح بیت المقدس اور اُسکے بعد کے واقعات مفصل لکھے گئے ہین

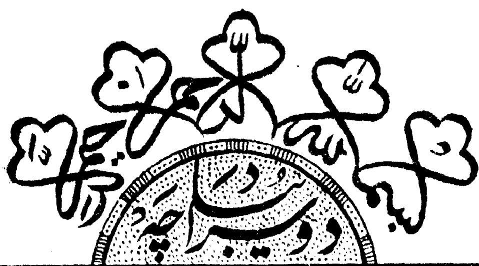
باجازت

خاکسار خادم الاطباء احمد حسین الہ آبادی اڈیٹر رسالہ الاسلام الہ آباد
و مترجم تاریخ امام ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۸۹۸ع

مطبع قیصر ہند نعلبند ٹولہ - الہ آباد باہتمام محمد فصیح اللہ منیجر طبع ہوئی

قیمت فی جلد بلامحصول ڈاک ... ... عمر
سکنڈ ایڈیشن ... ... ۵۰۰ جلد



سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری کا یہہ دوسرا ایڈیشن ہے - اسمرتبہ اسمین تاریخی واقعات اور اضافہ کئے گئے ہین - جابجا بہت سے نوٹس (حواشی) بڑہاے گئے ہین - موقع موقع سے مغربی تاریخون سے بھی استنباط کیا ہے غرضکہ اب میری اس کتاب کا ماخذ مشرقی (عربی) اور مغربی (انگریزی فرانسیسی) مورخونکی تالیفات ہین مین نے اِن دونون فریق کے متفق کرنیمین اپنے احتمالات عقلی اور قراین خارجی سے کام نہین لیا بلکہ کثرت روایات پر فیصلہ کردیا ہے - مین امید کرتا ہون کہ شایقین فن تاریخ اس کتاب کی قدر و منزلت اون آنکھون سے دیکھین گے جنسے کہ ایسی کتابون کے بہتر لکھنے والے اور قابل بزرگ کی تالیف کو دیکھتے ہین - واللہ الموفق والمعین وھو حسبی ونعم الوکیل

خاکسار

احمد حسین - الہ آبادی مترجم تاریخ علامہ ابن خلدون

الہ آباد ۲۵ - اپریل سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۳ - ذیحجہ سنہ ۱۳۱۵ھ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

واقعی ہماری قوم کی عام ناواقفیت اور علی الخصوص فن تاریخ کی لاعلمی نے صرف اونکے خیالات کے دایرہ ہی کو تنگ اور محدود نہین کررکہا بلکہ اس نے یہہ آفت ڈہار کہی ہے کہ اب یہہ شجاعت۔ دلیری۔ فیاضی کی اصلی اور نقلی تصویرون کو ایک دوسرے سے ممتاز نہین کرسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہہ غیر قومون کے مصنوعی مشاہیر کو خوشنما رنگین لباس مین دیکہکر فریفتہ ہوجاتے ہین اور اونکی ایجاد کی ہوئی تصویرونکو جنمین کہ محض فرضی رنگ بہرا گیا ہے قدر وعزت کی اون آنکہون سے دیکہتے ہین جن سے کہ کسی سچے بہادر فیاض ودلیر کی اصلی صورت دیکہنی چاہیے۔

ہم اسکا انکار نہین کرسکتے کہ غیر قومون مین ایسا کوئی اصلی ہیرو نہین گزرا کہ جسکے نام کو زمانہ عزت وقدر کے ساتہہ نہ لے سکے لیکن عام طور سے جب غور کی عینک لگا کر تعمق کی نظرونسے دیکہا جاتا ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونمین دس فیصدی ایسے نکلینگے کہ جنکے فرضی چہرہ پر اوستادی کا پوڈر نہ ملا گیا ہو۔ باایہمہ آجکل کے نوجوان نئی روشنی کے مقلد انکے ایسے مشتاق اور فریفتہ ہورہے ہین کہ اپنے اسلاف کے اکابر کی مطلقاً وقعت نہین کرتے اور اون کے سوانح کو ایسا بہلا دیا ہے کہ گویا وہ تہے ہی نہین اس سے زیادہ تو یہہ امر افسوس کے قابل ہے کہ انلوگون نے تاریخی معلومات کے ہونیکے

وجہہ سے ان مورخوں کا رتبہ جنکی حیثیت شاعر یا فسانہ گو سے زیادہ نہین ہو سکتی اسقدر چڑہا رکہا ہے کہ اپنے سچّے۔ عادل مورخ کا نام لیتے شرماتے ہین حالانکہ ان مورخون مین جنکو فرضی خاکے مین رنگ بہرنے کے سوا اور کچہہ نہین آتا وہ وہ شان ہی نہین پائی جاتی جس سے کہ مورّخ مُورّخ کہے جانیکا مستحق ہوسکتا ہو۔

ہمین درحقیقت اس موقع پر اس مسئلہ سے بحث کرنی مقصود نہین ہے پہر کسی موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس بحث کو چہیڑکر ناظرین کو دکہلا دینگے کہ ہمارے مُورّخوں اور غیر قوموں کے تاریخ دانوں مین کیا فرق ہے اسوقت ہم نہین چاہتے اور نیز اس خیال سے کہ قوم کو تاریخی معلومات کی سخت ضرورت ہے ایک ایسے سچّے فیاض بہادر۔ دلیر۔ کی لائف ہدیۂ ناظرین کیا چاہتے ہین کہ جسکے سامنے غیر قومون کے فرضی مشاہیر کی تصویرونکی چمک دمک ماند پڑ جائیگی کیا کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ **سلطان صلاح الدین یوسف فاتح** بیت **المقدس** کی سوانح ایسی نہین ہے؟ کیا کسی کے ذہن مین یہہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اسکی بہادری اور فیاضی فرضی ارتہر اور شارلیمین سے بڑہی ہوئی نہین ہے؟ کیا زمانہ اس سے واقف نہین ہے کہ اس نے رچرڈ[1] اور فلپ جیسے بادشاہوں کے مددگار ہوتے شام سے عیسائیونکو نکال باہر کیا ہے؟ سارا یورپ ایکطرف تہا اور یہہ ایکطرف اسکے ساتہہ کوئی بڑی جمعیت نہ تہی لیکن ہان ایک سچّے مذہب کا سچّا جوش تہا کہ جسکے وجہ سے اوس نے یروشلیم (بیت المقدس) مین نہایت اچہی طرح جمے ہوئے عیسائیون کو باوجودیکہ انکی اعانت مین مسیحی سلاطین و اُمراء نے اپنی سلطنتین بیچ ڈالین جایدادین گرو کردین ایسا قلع و قمع کیا کہ آجتک وہ بیت المقدس کے فتح کو خیال مین بہی حسد کی آنکہون نہین دیکہہ سکتے اور نہ آیندہ خدانے چاہا تو دیکہہ سکینگے یہہ پہلا وہ شخص ہے کہ جسکو تاریخی دنیا مین **سیدنا عمر ابن الخطاب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] رچرڈ انگلینڈ کا بادشاہ تہا اور فلپ فرانس کا۔

کے بعد فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب دیا گیا ہے۔ اسکی دلیری و جوانمردی مردانگی کیوجہ سے
آجتک یہہ مقدس زمین اسلامیون کے قبضہ مین ہے۔ چنانچہ اسوقت بہی ہمارے خلیفۃ المسلمین
امیر المومنین السلطان ابن السلطان ابن السلطان الخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان
سلطان عبد الحمید خان غازی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ و بدوام ملکہ و بقایہ کے قبضہ
اقتدار مین ہے۔

اس اسلامی ہیرو فاتح بیت المقدس کی سوانح کی واقفیت کے لئے ہمکو جس طرح
علامہ عبد الرحمن ابن خلدون مغربی۔ علامہ ابو الحسن علی ابن ابی الکرم شیبانی معروف
بہ ابن اثیر جزری۔ علامہ ابو الفدا۔ شیخ امام ابن شداد قاضی فاضل رضی اللہ تعالی عنہم کا
شکریہ ادا کرنا چاہئے اوسی طرح مولفین فتح القسی فی فتح القدسی۔ نجوم الزاہرۃ
فی احوال المصر والقاہرۃ۔ نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ کے گرامی اسماء تشکر
و امتنان کے ساتہہ درج کرنا چاہئے۔

ہمنے اسکی سوانح کے لکہنے مین اعتدال سے قدم باہر نہین نکالا اور نہ دلچسپی کے
خیال سے کسی واقعہ کو کم و زیادہ کیا ہے جیساکہ زمانہ حال مین ہمارے بعض معاصرین
نے تاریخ کو ناول کے پیرایہ مین ظاہر کیا ہے۔

چونکہ تاریخی معلومات کا ذخیرہ ایک ایسی زبان مین ہے کہ جسکے اولاً جاننے والے
ہی کم نظر آتے ہین اور ثانیاً ہماری قوم کے عام لوگون کو اوس زبان (یعنی عربی)
کے لاعلمی کیوجہ سے اون کتابون سے کچہہ فائدہ ہی نہین پہونچ سکتا اسیوجہہ سے
ہملوگونکی لاعلمی۔ تاریخی معلومات کی ناواقفیت سے جہالت اسدرجہ بڑہ گئی ہے کہ ہم
اپنے اسلاف کے مشاہیر کے نام تک نہین جانتے اور یہی باعث ہے کہ ہم مین نہ تو
وہ ہمدردی باقی ہے اور نہ اوس جوش کا کچہہ اثر ہے کہ جسکے وجہ سے ہمارے بزرگون نے
کامیابی کا سکہ عالم مین چلا دیا تہا نظر برین ہم دنیاء اسلام کے اون نامی ہیرو کی سوانح

کہ جسکا ذکر خیر اوپر ہو چکا ہے ہدیۂ ناظرین کیا چاہتے ہین کہ جسکے دیکھنے اور سننے سے یہہ امید کیجا سکتی ہے کہ ہملوگونمین ہمدردی۔ فیاضی۔ خود داری۔ مردانگی۔ دلیری کی صفتین پہر پیدا ہو جائینگی اور پہر ترقی یافتہ قومون مین اپنا شمار ہو جائے گا۔

اے خدا تو اس کتاب کو عام مقبولیت کا خلعت عطا فرما اور اس کے دیکہنے سُننے سے ہماری مُردہ قوم مین وہی روحین پہونک دے کہ جو ہمارے اسلاف اور تیرے برگزیدہ بندون مین تہی۔

اے ربّ العزت تو اس سوانح کو عزت اور امتیاز کا خوشنما دلپسند لباس مرحمت کر کہ جسکے دیکہنے سے غیر قومونکی آنکہین چکاچوند ہو جائین تاکہ تیرے اسلامی بندون کو ذلّت کی نظرون سے نہ دیکہہ سکین۔ خداوندا تیرے قبضہ مین سب کچہہ ہے تو مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے تو ہماری مردہ قوم کو پہر وہی زندگی عنایت فرما کہ جس سے یہہ نیکنامی۔ نام آوری کے ساتہہ زندۂ جاوید کہلائی جائے۔ آمین ثم آمین ؂

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہٗ۔ الہ آباد۔
۱۱۔ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ ہجری مطابق ۱۳۔ جون ۱۸۹۷ء





سیرۃ السلطان

الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایوّبی کے کارنامے اسلامی دنیا مین ایسے شہرت پا چکے ہین کہ کسی اسلامی ہیرو کی لائف اوس سے زیادہ مشہور نہوگی - اس کے تذکرات اسکے حالات سے شاید ہی کوئی ناواقف ہوگا - اس نے اسلامی دُنیا مین اپنے کارنامون سے بہت بڑی شہرت حاصل کی ہے - یہی بانی دولت سلاطین ایّوبیہ ہے - اسی کو صفحۂ تاریخ پر مسلمانون مین دوبارہ **فاتح بیت المقدس** کا مبارک لقب دیا گیا ہے اسکے قومی حملون نے شام کے مُتبرک زمین کے بلند پہاڑون کی چوٹیون پر مکرر اسلامی پھریرا اُوڑایا ہے -

اِسکو اکثر علماء انساب نے عربی النسل تحریر کیا ہے اور سلسلہ نسب عوف[۱] حمیری تک پہونچایا ہے اگرچہ بعض مورخین[۲] نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے لیکن مجھکو یاد آتا ہے کہ اس نے خود کسی موقع پر اپنے عربی النسل ہونے پر فخر کیا ہے اِسکی ولادت باسعادت ۵۳۲ھ ہجری

---

[۱] ابن مہیر کا سلسلہ نسب یہ ہے "سلطان صلاح الدین یوسف ابن نجم الدین ابن ایوّب ابن شاذی ابن مروان ابن علی ابن عشرہ ابن حسن ابن علی ابن احمد ابن علی ابن عبد العزیز ابن ہدبتہ ابن الحصین ابن الحرث ابن سنان ابن عمر ابن مرّۃ ابن عوف حمیری"

[۲] علامہ فاضل ابن اثیر نے اسکو اکراد زوادیہ سے شمار کیا ہی اور فاضل ابن خلکان نے اعیان دوین مین شامل کیا ہے -

خلیفہ المقتفی[۱] لامر اللہ کے عہد خلافت مقام تکریت[۲] مین واقع ہوئی۔
اسکا عالی قدر باپ نجم الدین[۳] اس قلعہ کا حاکم تہا اسکی دلی خواہش تو یہی تہی کہ اپنی پوری عمر اسی قلعہ کے حکومت مین صرف کر دے لیکن اسد الدین[۴] شیر کوہ کی وجہ سے قلعہ تکریت کو خیر آباد کہکر اتابک شہید زنگی[۵] کے پاس جانے پر مجبور ہوا۔ اسکے دربار مین ان دونون بہائیونکی بڑی آؤ بہگت کیگئی۔ اور خود زنگی اپنے عزیز مہمان کی مہمانداری مین مصروف ہوا جسوقت کہ قلعہ بعلبک[۶] ۵۳۳ھ ہجری مین اسکے ممالک محروسہ مین داخل ہوا فوراً اپنے محسن[۷] قدیم نجم الدین ایوب کو اس قلعہ کا حاکم کر دیا۔ ان تغیرات اور تبدیلی مقامات مین ہمارا ہونہار نامی سلطان اپنے عالیقدر بزرگ باپ کا برابر شریک حال رہا۔
اسکے پکے سچے مسلمانون کے سے عقائد تہے۔ مذہب شافعی رکہتا تہا کبہی اس نے

---

۱ خلیفہ المقتفی لامر اللہ کا نام ابو عبد اللہ محمد ابن المستظہر تہا یہ اٹہارہوین ذیحجہ ۵۳۰ھ ہجری مین مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ اور ۵۵۵ھ مین انتقال کیا
۲ تکریت بفتح تائے قرشت و سکون کاف و کسر رائے بے نقطہ و سکون یائے تحتانی و تائے قرشت ت ک ر ی ت۔ تکریت ایک مشہور شہر مابین بغداد و موصل دجلہ کے غربی جانب واقع ہے اسکا قلعہ نہایت مستحکم بنا ہے جسکے ایک جانب تو دجلہ ہے اور دوسرے طرف جانب شرق نہر اسحاقی ہے جسکو کہ زمانہ متوکل مین اسحاق بن ابراہیم کوتوال نے کہدوائی تہی۔ بغداد سے تیس[۳۰] فرسخ اور موصل سے چہہ روز کے راستہ پر ہے۔
۳ نجم الدین بن ایوب مقام دوین مضافات اذربائیجان مین پیدا ہوا جسوقت کہ مجاہد الدین سنخنہ بغداد کے پاس عنفوان شباب مین گیا قلعہ تکریت کی حکومت اسکے سپرد کی گئی۔
۴ اسد الدین شیر کوہ نجم الدین بن ایوب کا حقیقی چہوٹا بہائی تہا۔ اسی قلعہ تکریت مین ایکروز کسی شخص سے کچہہ ایسی بحث بڑہی اور اس قدر اشتعال پیدا ہوا کہ اسد الدین نے اوس شخص کو مار ڈالا چونکہ نجم الدین ایوب نے بہاندیشکا اسوجہ سے بہروز نے اسکو معزول کر دیا اور اسد الدین کے گرفتاریکا حکم نافذ کیا اسوجہ سے دونون بہائی شہید زنگی کے پاس موصل کو چلے گئے۔
۵ عماد الدین اتابک شہید زنگی بن آقسنقر ماہ ربیع الثانی ۵۲۱ھ مین عراق کا والی مقرر کیا گیا۔ اور اسی سنہ کے کسی مہینہ مین بعد انتقال عز الدین مسعود بن البرسقی حاکم موصل ولایت موصل کی تولیت اسکے سپرد کیگئی۔ یہ بہت ہی بڑا کفایت شعار اور منتظم تہا۔ اسنے تقریباً کل شام کے بلاد اپنے قبضہ مین کر لئے تہے ۵۔ ربیع الثانی ۵۴۱ھ مین جبکہ جعبر کا محاصرہ تہا اپنے غلامون کے ہاتہون شہید ہوا۔ ساٹہہ برس سے کچہہ زیادہ عمر پائی۔
۶ بعلبک ایک مشہور شہر ہے اسمین آثار عظیمہ اور بناء عتیقہ بہت ہین قلعہ بہت مستحکم بنا ہوا ہے۔
۷ جبکہ عماد الدین ۵۲۶ھ مین قراجا ساقی سے ہزیمت پاکر موصل کیطرف جا رہا تہا تکریت کیطرف ہو کر گذرا۔ نجم الدین ایوب نے دریائے دجلہ مین پل کشتی وغیرہ کا انتظام کر دیا تہا اور بڑی دہوم دہام سے اسکی دعوت کی تہی۔

صرف تقلید سے کام نہین لیا بلکہ مشایخین علم و اکابرین علما سے ہمیشہ مناظرہ کرتا اور تحقیق حق کے درپے رہتا۔ ایسی کوئی علمی مجلس نظیر کیلیئے بہی نہین ملسکتی جسمین کہ وقت بحث و مناظرہ اسکے کلام فصیح سے سامعین خوش نہوے ہون۔ کلام سنجیدہ اور متانت سے معمور رہتا تہا۔ بڑے بڑے نامی علما اسکے خدمتمین رہتے تہے۔ اسکا دربار اہل علم و فضل سے کبہی خالی نہین رہا۔

حفّاظِ قرآن جو مختلف وقتونمین کلام اللہ سُناتے تہے وہ محض حافظ یا قاری ہی نہوتے تہے بلکہ علوم دینی۔ قرأت سبعہ کا جاننا۔ ورع۔ تقویٰ سے مزیّن ہونا حفّاظ کے اہم شرط اور ضروریات سے تہا سلطانی باڈیگارڈ اکثر حافظ ہوتے تہے رات کو انکو انلوگون سے قرآن پڑہوانا تہا جہان کہین کسی آیت مین عذاب۔ عقاب کا ذکر آجاتا فوراً اوسکی با مروت۔ حیادار آنکہون سے آنسو جاری ہوجاتے تہے۔

جس شوق ذوق سے اوسکے مشتاق کانونمین قرآن مجید کی آیتین جاتی تہین اوسی محبت و اشتیاق سے احادیث نبوی صلعم کی خوشگوار آوازین پہونچتی تہین محدثین اگر کسی وجہ سے نہ آسکتے تو خود بنفس نفیس۔ اونکی خدمتمین حاضر ہوتا تہا اس نعمت عظمیٰ سے تنہا ہی مستفید نہوتا بلکہ عام طور سے مسلمانونکو اس متبرک مجلس مین آنیکی اجازت تہی۔ کچہہ تخصیص امیر۔ غریب۔ مقرب۔ غیر مقرب کی نہ تہی شعائر اسلام کی بہت بڑی تعظیم کرتا تہا فلسفہ۔ دہریت کو ذلیل آنکہون سے دیکہتا تہا معاندین شریعت کا جانی دشمن[۱] عقاید مذہبی کا بہی حد سے زیادہ پابند تہا اپنے پاک سچے خدا پر سچے دل سے بہروسہ رکہتا تہا۔

اوس نے بہت کم فسخ عزیمت کی ہے۔ نازک حالتون مین بہی اپنے ارادے سے

---

[۱] شہاب الدین سہروردی فلسفی۔ شارح حکمۃ الاشراق۔ خاتم حکماء اشراقیین کو چونکہ فلسفیانہ خیالات رکہتا تہا۔ اکثر مسایل شریعہ کا مخالف تہا۔ ملک الظاہر نے حسب حکم سلطانی مقام حلب مین طلب کرکے بعد تحقیق و اظہار قتل کیا۔ یہہ شہاب الدین علاوہ اون شہاب الدین سہروردی کے ہے کہ جو اولیاء کرام مین سلسلہ سہروردیہ کے ایک شیخ کامل ہین سُہرورد بضم سین مہملہ و فتح ہا و سکون را و فتح واو و سکون را و دال مہملہ ایک قریہ ہے۔

منہہ نہین موڑا چنانچہ جبکہ نصرانی بیت النوبہ مین او رخود یہہ اسلامی ہیرو بیت المقدس مین تہا اسکا جری لشکر واقعہ عکا[1] سے کچہہ ایسا بددل ہو رہا تہا اور اسدرجہ ہل چل مچ رہی تہی کہ افسران فوج نے وقت مشورہ بالاتفاق قدس شریف چہوڑنیکی رائے دیدی تہی یہہ مجلس شوری اسوجہ سے کہ سلطان اس رائے کا بالکل مخالف تہا ناتمام برخاست ہوئی۔

اسکی مستقل مزاجی اور توکل علی اللہ کو نہ تو ان ایون کے اختلاف نے کچہہ مضرت پہونچائی اور نہ نصاریٰ کی کثرت نے اسکے مطمئن قلب کو خائف کیا تہا ہان بیقدر اوسکے مطمئن بشاش چہرہ پر اس خبر سے کہ عساکر اسلامی قدس شریف ضرور چہوڑ دینگے تشویش کے آثار نمایان ہوگئے تہے اوسکی بلند اور خوشنما پیشانی پر فکر کی کیفیت پیدا ہو رہی تہی تاہم اوس نے فسخ عزیمت نہ کی۔ گو اسی فکر و اندیشہ سے شب بہر نہ سویا اور نہ اپنے پہلو کو آشنائے فرش راحت کیا کبہی تو اپنے عجز و انکسار کے سر کو خدائے برحق کے سامنے جہکا کر التجا کرنے لگتا تہا کہ اے منعم حقیقی کیا تو اس نعمت عظمی سے اس ناچیز بیقدار کو مشرف کرکے پہر محروم کریگا؟ کیا تو اس مقدس زمین کو پہر ایسے لوگونکے قبضے مین دیدیگا کہ جنہون نے بے امتیازی سے حق و باطل کو ایک کر دیا ہے؟ کیا تو ان در و دیوارونکو کہ جنپر تیرے نور کا سایہ پڑتا ہے پہر ایسے گروہ کو دیدیگا جو کہ ان مبارک دیوارونکو تیرے ایماندار بندون کے خون سے رنگین کیے؟ کیا تو ان بلند اور شاندار مینارونپر سے اسلامی ابراہیمی پہریرہ اوڑا کے پہر صلیبی نشان بلند کرائیگا؟ کیا ان فصیلونپر متبرک صورتون کے بدلے ڈارہیان مونڈی لبین بڑہی ہوئی بدنما شکلین چلتی پہرتی نظر آئینگی؟ کیا تجہکو یہی منظور ہے کہ اس مبارک مسجد حرام مین بجائے اذان و اقامت کے گہنٹونکی آوازین آئین؟ کیا تیرا یہی منشا ہے کہ کوئی اسلام کا نام لینے والا اس مقدس مکان مین رہنے نہ پائے؟ کیا تجہے یہی مدنظر ہے کہ تیرے برگزیدہ خاتم الانبیا کا نام تیرے نام کے ساتہہ اس پاکیزہ زمین مین نہ لیا جائے؟ میرے خدا

[1] مقام عکا مین بہت بڑی لڑائی عیسائیون سے ہوئی تہی۔ اسکا بیان آگے آئے گا۔

سے تجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے ایسا ہو۔ میرے اسباب ظاہری بالکل منقطع ہو گئے میرے قوت کے توانا بازو بالکل شل ہو گئے۔ میرے قدم استقامت ڈگ گئے۔ اُف میرے لشکری تو کیا میرا دل ہی میرے قابو مین نہ رہا۔ میرا دماغ سوچتے سوچتے تہک گیا۔ میرے ہوش و حواس بجا نرہے۔ میرے عقل کا ناطقہ بند ہو رہا ہے۔ اب کوئی ذریعہ کامیابی کا سوائے اسکے نرہا۔ کہ تیرے فضل و کرم پر اعتماد کرون اور اپنے امید و تمنّا کے ہاتہون تیرے آگے بڑہاؤن۔ توہی میرے کامون کے لئے کافی ہے۔ اور توہی ان اُمور کا کفیل ہے"۔

اور کبہی اپنے اُمرائے لشکر کی بے استقلالی کا خیال کرکے گہنٹون دل ہی دل مین کہتا تہا کہ کیا واقعی میرے رؤساء لشکر نے یہی صلاح کرلی ہے کہ قدس شریف مین مجھکو تنہا چہوڑ کر چلے جائینگے؟ کیا اونکی طبیعین دفعۃً ایسی بد دل ہو گئی ہین اور اسی پر کمر بستہ ہو گئے ہین؟ کیا فی الحقیقت یہہ خبر سچ ہے کہ یہان سوائے میرے اور میرے بہائی اور اولاد کے کوئی اور نہ ٹہرے گا اور ان مین سے کوئی میرے حکم کی اطاعت نکرے گا؟ کیا یہہ لوگ واقعۂ عکا سے ایسے افسردہ ہو گئے ہین؟ کیا اِن لوگون نے اپنی ہمّتون کو اسقدر پست کرلیا ہے؟ بہرحال جو کچہہ ہو خواہ ان کی بے استقلالی حد سے بڑہ جائے خواہ یہہ لوگ سب کے سب چلے جائین لیکن مین نے خدا پر بہروسا کرلیا ہے اور یہی ٹہان لی ہے کہ اپنے جیتے جی نہ تو قدس شریف کو چہوڑون گا اور نہ اسکے بلند میناروں پر صلیبی نشان چڑہنے دونگا۔

اسی فکر و تشویش مین تہا کہ جاڑے کی لمبی چوڑی رات آن کی آن مین گذر گئی اور صبح کا کیا ذکر جمعہ کا وقت بہی آگیا سلطان نے اپنے خیالات منتشرہ جمع کرکے اور حسب دستور غسل کرکے کچہہ صدقات تقسیم کئے اور مابین اذان و اقامت کے

دو رکعتین نماز قضائے حاجت کی ادا کی ہنوز دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ قاصد نے پہونچکر بعد آدائے مراسم آداب شاہی عزالدین جردیک کا عریضہ پیش کیا۔ وہ عریضہ نہ تھا بلکہ بشارت آمیز خریطہ تھا۔ اسکے دیکھنے سے اوسکی حیادار آنکھون ہی مین ٹھنڈک نہین پہونچی بلکہ اوسکے مبارک چہرہ پر بھی بشاشت و اطمینان کے آثار نمایان ہوگئے شب شنبہ کسیقدر اطمینان سے گذری خیالات بھی زیادہ پریشان نرہے صبح ہوتے ہی دوسرے عریضہ نے پہونچکر کسی قسم کا تغیر نہین پیدا کیا بلکہ اوس اطمینان کو جو کہ خط سابق سے پیدا ہوا تھا مضبوط کردیا۔ ظہر کا وقت نہ گذرا تھا کہ تیسرے رقیمہ نے اطمینان کامل کی صورت دکھلائی سلطان تو پہلے ہی سے مطمئن اور اپنے پاک خدا پر بھروسہ کئے تھا افسران فوج اور اراکین شہر کو بھی جمعیت خاطر حاصل ہوگئی۔ دوشنبہ کی صبحکو جاسوسون نے خبر دی کہ نصاری جانب ملہ واپس گئے یہہ ایسی معمولی حالت نہ تھی۔ کہ جس سے کسی مدبّر کے خیالات اور ہوش و حواس بجا رہتے یہہ وہ حالت اور وہ کیفیت تھی کہ کیسا ہی مستقل مزاج انسان ہوتا اوس کے مضبوط استقامت کے پانؤن ڈگ جاتے۔

اس نے ہمیشہ عدل و رحم سے اپنے دلکو خوش رکھا یہہ ضعیفون کا مددگار غریبونکا حامی تھا۔ ہر ہفتہ مین دوشنبہ اور پنجشنبہ کو دربار عام کرتا تھا اس مجلس عام مین فقہا۔ علما۔ قضاۃ حاضر رہتے تھے۔ بلا مزاحمت ہر شخص خواہ کسی درجہ کا ہو استغاثہ کرسکتا تھا۔ یہہ خصوصیت حضر کی نہ تھی بلکہ سفر مین بھی اپنے ان اوقات کی پابندی کرتا تھا۔ علاوہ ان دنون کے جو قصہ و قضیہ اور دنون مین پیش آتے تھے اون کے انفصال کے لئے شب کا وقت مقرر تھا۔

اس سے راہ چلتے وقت لوگ استغاثہ پیش کرتے تھے اور یہہ اوسکو بغور سنتا

اور داد دیتا تہا اس کے مجلس عدل مین ہر کہہ و مہ ایک نظر سے دیکہے جاتے تہے عدل و انصاف کو بہت زیادہ دوست رکہتا تہا۔ مدعی و مدعا علیہ دونون بحیثیت ذاتی متفاوت کیون نہون۔ لیکن ایک[1] ہی پلہ مین تولے جاتے تہے یہہ اسقدر سخی۔ دریا دل۔ کریم تہا کہ وقت فراخی جیسی دریا دلی سے کام لیتا تہا ویسا ہی وقت تہیدستی بہی فراخ حوصلگی خرچ کرتا تہا۔ جس سائل نے اس سے سوال کیا اوسکو پہر دوسرے سے سوال کی ضرورت نرہی۔ اکثر اثنا کلام مین کہا کرتا تہا کہ ”مال کیطرف اون آنکہونسے دیکہنا چاہیے جن آنکہونسے کہ مٹی کو دیکہتے ہین“۔

اسکے ذاتی اوصاف سے جیسا کہ عدل و انصاف تہا ویسا ہی شجاعت و دلیری بہی خداداد تہی۔ ہمیشہ اوائل سرما مین کل لشکر کو اونکے وطنونکی طرف چلے جانیکی اجازت دیتا تہا اور خود ایک جماعت قلیلہ سے دشمنون کے مقابلہ پر آمادہ و مستعد رہتا تہا۔ کبہی اس نے اپنے عیش و آرام کو عزیز نہین رکہا۔ اکثر بذات خود دشمنون کے کیمپ کیطرف جاتا اور اونکے حالات۔ رنگ۔ ڈہنگ دیکہتا تہا۔ حالت جنگ مین خود افسر اعلی فوج کا ہوتا تہا۔ صفوف لشکر مین با آواز بلند فضائل جہاد کی حدیثین اور آیتین پڑہتا تہا دشمن کی کثرت نے کبہی اسکو خائف نہین کیا۔ نہ کبہی کسی لڑائی نے اوسکی کسی تدبیر اور فکر کو روکا۔ اوسکی ثابت قدمی نے مصاف اکبر مقام عکا مین باوجودیکہ مسلمانون

(۱) ابن زہیر دمشقی نے جو کہ ایک معمولی درجہ کا آدمی تہا تقی الدین برادر زادہ سلطان پر استغاثہ پیش کیا تقی الدین قطع نظر اس سے کہ سلطان کا بہتیجہ تہا اوسکی دلیری فطانت نے سب کی آنکہونمین محبوب بنا رکہا تہا۔ سلطان نے بہت غور سے اوسکے دعوی کو سنا اور تقی الدین کو مجلس عدل مین اوسی حیثیت سے جیسے کہ معمولی مدعا علیہ پیش کئے جاتے ہین طلب فرمایا اور مستغیث کی پوری طور سے دادرسی کی اس سے تعجب خیز یہ واقعہ ہے کہ شیخ حسن عرف عمر خلاطی نے خود سلطان پر دعوی کیا تہا۔ اوسکے مقابلہ مین اسنے اپنی شہادتین اوسیطرح سے پیش کین جسطرح سے کہ مدعا علیہ پیش کیا کرتے ہین چونکہ شیخ حسن کا دعوی بلا دلیل تہا فیصلہ بحق سلطان ہوا لیکن اوسنے شیخ حسن کی اس جسارت پر کچہہ تنبیہہ نہ کی بلکہ حسب التجا اعیان دربار اوسکو خلعت دیکر رخصت کیا۔

کے پالؤن تاآنکہ قلب لشکر کا بہی قدم استقامت ڈگمگا گیا تہا۔ وہ کام کیا کہ صفحۂ تاریخ پر اپنی جوانمردی۔ ثابت قدمی۔ شجاعت کا آپ ہی نظیر ہوسکتا ہی۔

اِس کے دلپر جہاد کا شوق اسقدر مستولی تہا کہ سوائے اس ذکر کے دوسری باتین اوسکے کانونکو نہین خوش کرسکتی تہین۔ اسکی بامروت حیادار آنکہونمین صرف جہاد کا نقشہ پہرتا رہتا تہا۔ اسکے نظرونکو سوائے بازار کارزار کے پہلے پہولے باغ اور سبز میدان مسرور نہین کرسکتے تہے۔ اسنے جہاد کی محبت مین اپنے اہل وعیال۔ وطن اور آباد و پر فضا شہرونکی سکونت کو چہوڑ کر جنگلون و پہاڑون کے رہنے پر قناعت کی تہی۔ شاندار محل کے آرام کو اون تکالیف کے سامنے جو کہ اوسکو خیمون مین ہوتی تہین پسند نہ کرتا تہا۔ کبہی آرام و بے فکری سے نہین سویا۔ خواب مین بہی اگر کچہہ دیکہتا تہا تو جہاد ہی کا نقشہ نظر آتا تہا۔ اوس کے سادہ مزاج مین کسی طرح کا تکبر وغرور نہین پایا جاتا تہا۔ ہمیشہ سادہ لباس مین معمولی آدمیونکی طرح گذران اوقات کرتا تہا۔ سلاطین اور اُمرائے متکبرین کو کبہی اعزاز و توقیر کے آنکہون سے نہین دیکہتا تہا۔ ہر اجنبی اس اسلامی ہیرو سے اپنے کو اور رونسے ذکر جہاد کے ممتاز کرلیتا تہا۔ جہاد کے شوق مین اسنے اپنی جانکو بہی کچہہ نہین سمجہا۔

اِسکے ذاتی جوہرونمین سے ایک صبر بہی تہا۔ تکالیف بدنی جو مرض کے لاحق ہونے سے اوسکو پہونچتی تہین اوسپر کمال استقلال سے صبر کرتا تہا اور برابر اوسی دلچسپی اور جوش سے دشمن کے مقابلہ پر مستعدی ظاہر کرتا تہا جیسا کہ حالت صحت مین جان توڑ کر لڑتا تہا۔ مقام عکا مین جسوقت کہ نصاریٰ سے مقابلہ تہا۔ دُنبلون کے تکلیف سے بیٹہکر کہانا کہانا اوسکو محال تہا اور ہرگز اس قابل نہ تہا کہ گہوڑے پر سوار ہوتا اور اپنے لشکر کا کمان کرتا۔ لیکن باینہمہ وقت مقابلہ لشکر کو خود مرتب کرتا اور فجر سے مغرب تک برابر فوج کا کمان کرتا تہا

اور اوسکو اپنا ایک ہی کام سمجھکر ان تکالیف[۱] کو دل سے بہولا دیتا تھا باوجودیکہ اوسی زمانہ مین عماد الدین صاحب سنجار بہی علیل تہا لیکن نصاریٰ کو اس نے اپنے پُر زور حملون سے جو اون کے طمع کا ذائقہ چکہایا ہے وہ اس قابل ہے کہ صفحہ تاریخ پر سونے کے حرفون سے لکہا جائے۔

اِسکی جفاکشی کی اس سے اور زیادہ کیا قوی دلیل ہوسکتی ہے کہ وقت محاصرہ سعد۔ گو طبیعت مرکز اعتدال سے گری ہوئی تہی لیکن پہر بہی اوس شب کو کہ جسکے صبح کو مقابلہ تہا نہ سویا۔ تمام رات وعظ و پند کرتا رہا۔ علاوہ اس کے اپنی فوجکو مرتب کرکے پانچ منجنیقین بنائین۔

تکالیف بدنی دنیاوی کو بالکل ہیچ سمجہتا تہا ذرہ برابر بہی ان تکالیف کی وقعت اوس کے نزدیک نہ تہی۔ ملک الاسمعیل کے انتقال نے بہی گو وہ عزیز ترین اولاد سے تہا اوسکی مستقل مزاجی ثابت قدمی کو نقصان نہ پہونچایا ہان تقی الدین کی وفات نے چونکہ ناوقت اور غیر متوقع تہی اوسکے بشاش مطمئن قلب کو کسیقدر رنج پہونچایا تہا۔

اس نے کبہی تنہا خوری نہین پسند کی۔ ہمیشہ ایک دسترخوان پر عام طور سے ہر شخص کے ساتہہ کہانا کہاتا تہا۔ حد سے زیادہ منکسر المزاج وحلیم تہا۔ کبہی اسکو اپنے ملازمین متعلقین پر غصّہ نہ آتا تہا۔ ہر کس و ناکس سے خُلق و انسانیت سے پیش آتا تہا۔ جیسا کہ یہہ جلالت شان مین ضرب المثل تہا ویسا ہی ان دونون صفتون حلم و انکسار مین بہی ضرب المثل تہا۔ اوس کے حلم و انکسار کی یہہ ایک بہت بڑی شہادت ہے کہ ایک مرتبہ کسی مجاہد نے ایک عرضی پیش کی اور سطرح سے

[۱] کسی مصاحب نے اس موقع پر بہ نظر تکلیف کچہہ گذارش کیا تہا سلطان نے جوش مین آکر فرمایا کہ اذا رکبت بزول عنی الماخنی (؟) نزل۔ یعنی جب مین بقصد جہاد سوار ہوتا ہون تو اسکی تکلیف زایل ہوجاتی ہے تا آنکہ لڑائی سے واپس آؤن۔

روبرو کیا کہ یہہ اوسکو خود پڑھ رہا تہا۔ آخر الامر قلمدان کی عدم موجودگی دستخط کرنے سے مانع ہوئی۔ مجاہد نے گذارش کیا کہ ظل اللہ آپ متردد کیون ہین؟ قلمدان وہ رکہا ہے۔ سلطان نے بائین ہاتھہ کو ٹیک دیکر داہنے ہاتھہ سے قلمدان کہینچ لیا۔ عبداللہ بن یوسف مورخ کتاب نوادر سلطانیہ کے اِس کلام پر کہ "انک لعلی خلق العظیم" مین آپ شریک ہوئے سلطان بول اوٹھا کہ "ما ضرنا شیأ قضینا حاجتہ وحصل الثواب"

یہہ ایک دوسری شہادت اوسکے حلم وانکسار کی پہلے سے زیادہ قوی ومضبوط ہے کہ ایک جلسہ مین سلطان نے پانچ بار خادم سے پانی طلب کیا لیکن خادم نے یا تو سمجہا ہی نہین۔ یا وہ دوسرے طرف متوجہ تہا۔ چہٹے بار بجائے اسکے کہ اوسکو کچہہ کہتا۔ حاضرین دربار سے فرمایا کہ "واللہ مجہکو پیاس نے مارڈالا" الحاصل اس نے اپنے آسایش وآرام کے لئے کبہی اپنے خادمون کو کسی قسم کی مضرت یا تکلیف نہین پہونچائی۔

ہمیشہ اپنے مخاطب سے عام ازین کہ ہمپایہ ہو یا محکوم ہو اوسی حالت سے ہمکلام ہوتا تہا جس ہئیت کو وہ خود مخاطب پسند کرتا تہا۔ کبہی کوئی لفظ متکبرانہ اوسکی زبان پر جو کہ اکثر ذکر وشکر سے تر رہتی تہی نہین آیا۔

اِسکی بلند پیشانی پر جسطرح تبسم کے آثار پیدا رہتے تہے اوسیطرح حیا بہی نمایان رہتی تہی۔ جو شخص باریاب ہوتا اوس سے کمال خندہ پیشانی۔ بشاشت سے پیش آتا تہا اور بغیر کہانا کہلائے جانے نہ دیتا تہا۔ ڈہونڈہنے سے بہی کوئی کہین ایسی نظیر نہ ملیگی کہ وہ خندہ رو کبہی کہلکہلا کے ہنسا ہو۔ مخاطب سے اوسوقت تک کہ وہ خود سلسلہ کلام منقطع نہ کرتا بے توجہی نام کو بہی ظاہر نہین کرتا تہا۔

اس کے فیض عام سے ہر ملت و مذہب والے بہرہ یاب ہوتے تہے۔
بلا امتیاز ہر طالب و سائل کو جو وہ طلب کرتا تہا دینے مین اسکو دریغ نہوتا
چنانچہ بعد صلح ماہ شوال ۵۸۴ھ وقت مراجعت بیت المقدس سے اثنار راہ
مین پرنس صاحب انطاکیہ نے شرف باریابی حاصل کرکے اون بلاد کو جنکو
کہ اس دریادل سلطان نے اسی مبارک و مقدس سنہ مین فتح کیا تہا
طلب کیا اس دلیر دریا نوال نے کمال بشاشت اور طیب خاطر سے عطا فرمایا
خلاصہ یہہ ہے کہ اسکے ممنون احسان صرف ہمارے بہائی مسلمان ہی اور
دوست ہی نہ تہے بلکہ اوسکے خوان نعمت کے ذلہ ربائی اور مذہب والے ہی
کرتے تہے۔

اہل علم کی حد سے زیادہ قدر کرتا تہا۔ خود بہی ذی علم۔ علم دوست۔
قدردان علم تہا۔ اہل علم کو اوسکے دربار مین حاضر ہونیکی عام اجازت تہی
اکثر اہل علم فوجی خدمتون پر بہی مامور رہتے تہے۔ فوجی سپاہی جیسا کہ اپنے فرائض
منصبی کے ادا کرنے مین چستی کرتے تہے ویسا ہی صوم و صلوۃ و ارکان اسلام
کے پابند رہتے تہے۔

خداترسی۔ رقیق القلبی مین بہی ضرب المثل ہو رہا تہا۔ چنانچہ ایک مقام پر
اثنار لڑائی مین ایک عیسائی مذہب کی ضعیفہ عورت اُفتان و خیزان ننگے سر
ایک سوار کے ساتہہ آئی۔ ترجمان کے توسط سے ماجرائے حال دریافت کیا گیا
ضعیفہ نے گذارش کیا کہ "کل کے شب خون مین میری لڑکی کو مسلمان لوٹ لائے
ہین۔ مین تمام رات اپنی لڑکی کے فراق مین نہین سوئی میرے بادشاہ نے
سلطان کی رحمدلی۔ خداترسی کی بہت بڑی تعریف کی ہے اسوجہ سے مین
حیران و پریشان آئی ہون جسطرح ہوسکے میری لڑکی مجہکو ملے۔ ورنہ مین سلطان کا

دامن نہ چہوڑونگی اور کل خدا کے روبرو اس قصہ کو پیش کرونگی" سلطان کا یہہ سننا تہا کہ اوسکے بشاش چہرہ پر خوف کے آثار نمایان ہوگئے اوس کا سُرخ رنگ۔ زردی کیطرف مائل ہوگیا۔ بید کیطرح اوسکا جفاکش محنتی بدن تہرتہرا اوٹہا۔ تمام لشکر مین تلاش کرا کے اوسکی قیمت خود اپنے جیب خاص سے دیکر اوس ضعیفہ کو وہ لڑکی دیدی ضعیفہ دعائین دیتی ہوئی نصاری کے کیمپ کیطرف چلی گئی۔ دیکہیے رحمدلی۔ خداترسی اسکا نام ہے۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء ۔

اپنے ساتہیون اور ملازمون نے گو وہ کیساہی ناگوار کام کرتے تہے کبہی غصہ سے پیش نہ آتا تہا بلکہ حلم و تحمل سے کام لیتا تہا۔ ہمارے اس دعوی کی یہہ بہت بڑی نظیر ہے کہ ایکمرتبہ خزانچی نے دراہم سرخ مصری کے دو توڑونکو پیسونسے بدل دئیے جب اسکی اطلاع ہوئی توصرف سزائے معزولی دی اور کسی قسم کی تعزیر نہ دی۔

وہ اونلوگونسے بہی جو کہ اوس سے لڑتے تہے اور اپنی بدنصیبی سے قید ہوکر آتے مروت۔ انسانیت و اخلاق سے پیش آتا تہا کبہی اوس نے محبوس و مختار کا امتیاز نہین کیا۔ اوسکی بامروت آنکہون مین ہر کہہ ومہ کی یکسان عزت تہی۔ مقام ساحل ۵۸۳ھ مین جبکہ پرنس ارناط (آرنلڈ) والی کرک اور شاہ فرانس قید ہوکر آئے۔ شاہ فرانس نے پانی کی خواہش ظاہر کی تو اوسوقت اس خلق مجسم نامی سلطان نے بجائے پانی کے شربت پلانیکا حکم دیا اور فرمایا کہ "چونکہ ہملوگ اہل مروت ونسل عرب سے ہین جو شخص ہمارے یہان کا کہانا کہاتا یا پانی پیتا ہے اوسکو ہملوگ ایذا نہین دیتے اسوجہہ سے تمکو مع تہارے ساتہیونکے جو کہ چار ہزار سے متجاوز ہین زادراہ دیکر آزاد کرتے ہین"۔ سبحان اللہ کیا مروت تہی کیسا خلق تہا کتنی بڑی انسانیت کا یہہ کام ہے کہ دشمن قید ہوکر آئے اور

اوسکو بے دست پائی کے حالت مین صاحب قابو بنا کر اوس کے گہر کو روانہ کر دے۔ حق تو یہہ ہے کہ یہہ بڑے لوگون کا کام ہے متوسطین کا یہہ ہرگز برتاؤ نہین ہے۔

علم انساب مین اپنا آپ ہی نظیر تہا۔ عالم کے عجائبات اور نادرات سے بہی کما حقّہ واقفیت رکہتا تہا ایسا کبہی کوئی موقعہ نہین پیش آیا کہ انساب عرب اور عجائبات روزگار کا ذکر آیا ہو اور دوسرونکو موقع اظہار علم کا ملا ہو۔ ساتہہ ہی اسکے انساب خیل سے بہی خوب اچہی طرحسے آگاہی رکہتا تہا۔

ہر کہہ ومہ کی مزاج پرسی اور عیادت کرتا تہا۔ مریضون کے کہانے پینے علاج کا بطور خاص انتظام کرتا تہا۔ جب کسی معمر مُسن کو دیکہتا تہا کمال توقیر و تعظیم کرتا تہا۔ سلام مین ہمیشہ سبقت کرتا مصافحہ سے جبتک کہ دوسرا ہاتہہ نہ کہینچتا اپنے ہاتہہ کو علحدہ نہ کرتا تہا۔

اوسکے مبارک کانون مین کبہی کسی آواز ناجایز کی صدا تا زیست نہ گئی اور نہ اوسکے پاکیزہ زبان سے کوئی کلمہ خلاف شرع یا تہذیب کبہی نکلا اور نہ اوسکے مجلس مین وہ چیزین جسکو کہ سلاطین عشرت پسند جایز رکہتے ہین لائی گئین۔ جب وہ کلام کرتا تہا پُر معنی فصیح عبارات سے سامع کو خوش کرتا تہا۔ سُننے والے کا جی اُکتاتا نہ تہا جب کبہی اوسکے کانون مین آواز آتی تہی وہ حدیث اور قرآن ہی کی صدا ہوتی تہی۔

المختصر ہمارا الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف محاسن ظاہری و باطنی سے موصوف۔ پابند شریعت غرّا۔ حامیِ دینِ متین۔ سچّا پکّا مسلمان۔ جفاکش مہذّب۔ اور عشرت پسندی خود بینی سے بالکل

مُبّرا تھا۔

مین نے یہہ محاسن اخلاق ومکارم عادات۔ نہ کسی قصّہ خوان۔ داستان گو سے سُنا ہے اور نہ کسی ناولسٹ سے اخذ کیا ہے اور نہ مین نے خلاف روایتون سے کام لیا ہے اور نہ مین نے اپنی قوم پر دھبّہ لگانیکے لئے محض بہ نظر دلچسپی بے بنیاد قصّہ اختراع کر کے شہرت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور نہ مین نے خوش کرنے والے جھوٹے قصّون کو سچّی باتون مین ملایا ہے بلکہ مین نے بلا افراط و تفریط وہ حالات قلمبند کئے ہین جنکو کہ خود مؤلف کتاب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ نے حضر و سفر مین ساتھہ رہ کر یا اور مورخین نے اپنے صداقت آگین کتابون مین بیان و تحریر کیا ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

تغیرات احوال

مصر بہت ہی قدیم شہر جانب غربی نیل کے واقع ہے۔ اسی کو عین شمس کہتے تھے مشہور یون ہے کہ عین شمس فرعون کا شہر تھا۔ مصر کو جسوقت اسلامی بہادرون نے فتح کیا بجائے اوسکے فسطاط نامی دوسرا شہر جانب شرق آباد کیا۔ فسطاط اور عین شمس کے مابین تین فرسخ کا فاصلہ ہے۔ قاہرہ فسطاط کے پہلو مین واقع ہے۔ پہلے کسی زمانہ مین مابین قاہرہ و مصر خالی میدان پڑا تھا لیکن ابتو قاہرہ سے مصر تک برابر عمارتین بنی ہوئی ہین۔ اسکو قاہرۃ المعزیہ بھی کہتے ہین۔ اسوجہ سے کہ ایّام خلافت المعز ابی تمیم علوی مین اوس کے غلام جوہر نے ۳۵۸ھ ہجری مین آباد کیا تھا۔ اسی کے عہد خلافت سے لوگ فسطاط بھول گئے اور

قاہرہ بوجہ تطاول کہنے لگے۔

وزارت

رمضان ۵۵۸ھ ہجری مین ضرغام[1] نے جوکہ ایک مدبّر ہوشیار پولیٹیکل دماغ رکہتا تہا اور ہمیشہ وزارت کے اول داعیوں مین اپنے کو شمار کرتا تہا ایک جماعت کثیرہ لیکر شاور[2] وزیر مصر پر حملہ کیا۔ اس حملہ مین شاور نے بوجہ غفلت شکست اوٹہائی۔ گو اوس نے ظاہرا بزدلی سے کام نہین لیا لیکن انجام غفلت یہہ ہوا کہ شاور کو بہت بڑی ناکامیابی ہوئی۔

پالسی

مصریون نے چونکہ ہمیشہ سے انلوگون کی یہی پالیسی تہی کہ صاحب منصب جسوقت اپنے کسی مدمقابل سے مغلوب ہوجاتا تہا یہہ لوگ بہی شخص غالب کے طرفدار ہوکر صاحب منصب کو مصر سے نکالدیتے تہے اپنے اس وزیر کو بہی بے خانمان کرکے مصر سے نکالدیا شاور خلیفہ عاضد لدین اللہ[3] العلوی کیطرف جوکہ اوس زمانہ مین برائے نام خلیفہ تہا نہ گیا۔ بلکہ ماہ ربیع الاول ۵۵۹ھ

---

[1] ابو الاشبال ضرغام بن عامر بن سوار ملقب بہ فارس المسلمین لخمی منذری پہلے دربانونکا جمعدار تہا بعد چندے خلیفہ کے باڈی گارڈ کا افسر ہو گیا تہا۔

[2] ابو شجاع شاور بن مجیر بن نزار بن عشائر بن شاس بن مغیث بن حبیب بن حرث بن ربیعہ بن تخیس ابن ابی ذویب عبد اللہ والد حلیمہ مرضعہ جناب رسالتمآب صلعم کی اولاد سے تہا اسکو صالح نے اپنے اخیر زمانہ مین بند صعید کا والی کردیا تہا صالح کے بعد اسکے لڑکے عادل نے اپنے باپ کے وصیت پر خیال نکرکے بغرض معزولیت شاور ایک جماعت کو روانہ کیا شاور نے اوس جماعت کا صرف مقابلہ ہی نہین کیا بلکہ ایک گروہ کثیر لئے ہوئے مصر مین آیا اور عادل کو گرفتار کرکے قتل کیا اور کل مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ مین منصب و خلعت وزارت سے مشرف ہوکر امیر الجیوش سے اپنے کو ملقب کیا۔

[3] خلیفہ عاضد لدین اللہ ابی محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ ۵۵۵ھ ہجری مین سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ سب سے پہلے صالح بن زریک نے اسکے ہاتہ پر بیعت کی۔ حالانکہ اسکا باپ خلیفہ نہ تہا۔ اور اپنے لڑکی کے ساتہ نکاح کردیا۔ اوس وقت یہہ خاتم خلفاء علوئین قریب سن بلوغ کو پہونچ چکا تہا اسی کے اخیر زمانہ مین سب سے پہلے خلیفہ مستضی بامر اللہ کا خطبہ پڑہا گیا۔ ۱۲۔ محرم ۵۶۷ھ ہجری مین انتقال ہوا۔

مین دمشق پہونچکر ملک العادل نورالدین زنگی[۱] سے بہت رویا گایا۔ اس نے کمال رحمدلی اور حمیت سے اپنے نامی سپہ سالار اسدالدین شیرکوہ کو اس کام کے سر کرنے کے لئے متعین کیا۔

روانگی

چونکہ اسدالدین شیرکوہ کو کبرسنی نے ایسا پھرتیلا لڑانے والا کمانڈر نہ رکھا تھا جیسا کہ وہ عالم جوانی مین تھا۔ باین نظر ملک العادل نورالدین زنگی نے اوسکے ساتھہ اوسکے ہونہار بھتیجے سلطان صلاح الدین ایوب کو روانہ کرنا مناسب سمجھا۔ گو اس معیت سے ہمارا ہونہار ہیرو ہرگز خوش نہ تھا لیکن ایک تو چچا کا کہنا دوسرے باپ کے محسن کا فرمانا ایسا ہونہار صاحب عقل کیسے قبول نہ کرتا بجبر و اکراہ روانگی پر آمادہ ہوا۔ اسکی فطانت و ذکاوت فطری نے اسدرجہ محبوب کر رکھا تھا کہ اسدالدین شیرکوہ سے تجربہ کار نے اسکو اپنے لشکر کا کمانڈنگ افسر مقرر کر دیا۔ دونون نامی سپہ سالار منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوئے ۲۔ جمادی الثانی سنہ ۵۵۹ہجری کو مصر مین پہونچے۔

کامیابی

سب سے پہلے ناصرالدین برادر ضرغام مصریون کے لشکر کو ہمراہ لیکر مقابلہ پر آیا دو ہی چار رہا تھہ لڑکر تاب مقابلہ نہ لا سکا خائب و خاسر بھاگا ۳۰ جمادی الثانی کو خود ضرغام قاہرہ سے بہ جماعت کثیرہ نکلکر مقابل ہوا۔

---

[۱] ملک العادل نورالدین زنگی ماہ ربیع الثانی سنہ ۵۴۱ہجری مین بعد شہادت اپنے بزرگ باپ اتابک زنگی کے تخت حکومت پر بیٹھا جسوقت اسنے دمشق کا قصد کیا نجم الدین ایوب نے اسکے مقصد دلی کو انجام تک پہونچانے مین بہت بڑی سعی کی۔ یہہ ہمیشہ اپنے شہید باپ کی طرح نجم الدین ایوب اور اسدالدین شیرکوہ کو اعزاز کے آنکھو سے دیکھتا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ اسدالدین شیرکوہ کو اپنا ہر کام مین معتمد علیہ اور اپنے کل فوج کا سپہ سالار یا کمانڈر انچیف کر دیا تھا۔ ۲۱ شوال سنہ ۵۶۹ہجری یوم چہارشنبہ کو قلعہ دمشق مین انتقال ہوا۔ اسنے بھی دنیاء اسلام مین بہت بڑی بڑی کامیابیان حاصل کین تہین۔

اِس نے ہاتھہ پاؤن بہت مارے لیکن اس کے تقدیر نے ساتھہ نہ دیا۔ تدبیر وانتظام کے اوراق اولٹ پلٹ گئے۔ قریب مشہد سیدہ نفیسہ[۵۱] قتل کیا گیا اور قرار دہین مدفون ہوا۔ شاور بہت بڑی کامیابی سے پہلی رجب ۵۵۹ھ کو دوبارہ خلعت وزارت سے مشرف ہوا۔

مراجعت

اسدالدین شیرکوہ معہ اپنے ہونے والے ہیرو سلطان صلاح الدین کے ساتوین ذیحجہ ۵۵۹ ہجری کو مصر سے روانہ ہوا۔ اِس پہلی کامیابی نے سلطان کو ہر کہہ و مہ کے آنکھون مین اسقدر عزیز کردیا تھا کہ کل کام پہاڑ ذہن تجربہ کار اسی کے صلاح و مشورہ سے کرتے تھے۔ اکثر قوانین ملکداری کی ترمیمات اسی کے نازک و دوربین خیالات کے موافق ہوا کرتی تھین۔

شاور کی عجلت

زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ شاور کے کانون تک سچ یا جھوٹ جون ہی یہہ خبر پہونچی کہ اُسدالدین شیرکوہ مصر کو بہت عزیز رکھتا ہے" گھبرا گیا ہے۔ کبھی تو پہلی غفلت کا نتیجہ چونکنا کردیتا تھا اور کبھی ان اسلامی دلیرون کی لڑائیان اوسکو مہیب خوفناک صورتین دکھلایا کرتی تھین اور گاہے گاہے اوسکو اوس بدعہدی[۵۲] کا بھی خیال آجاتا تھا جسکا وہ کسی

٥١ سیدہ نفیسہ بنت ابو محمد حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہم اپنے شوہر اسحاق بن جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھہ مصر مین آئین یہ بہت نیک مزاج اور ذیعلم تھین مشہور یون ہے کہ امام شافعی نے انکو بھی حدیثین سنائی تھین۔ اہل مصر انکی بہت بڑی عزت کرتے تھے ۲۰۸ھ ماہ مبارک رمضان مین انتقال کیا اور مابین مصر و قاہرہ مدفون ہوئین۔

٥٢ مورخ ابن اثیر اور صاحب حماۃ تحریر کرتے ہین کہ شاور نے نورالدین زنگی سے اقرار کیا تھا کہ "بشرط کامیابی علاوہ مصارف فوج کشی اسدالدین شیرکوہ کو حق السعی مین ثلث ملک مصر یا ثلث مال مصر دونگا" لیکن بعد کامیابی ایفاء وعدہ کا کیا ذکر۔ اسدالدین شیرکوہ کو جسوقت کہ اس نامی صف شکن نے بعد غداری شاور شہر بلبیس لے لیا تھا۔ اِس محسن کش نے شاہ فرانس سے ملکر تین مہینہ کامل محاصرہ مین رکھا تھا۔ عجب نہ تھا کہ اِس محاصرہ مین اسکو کامیابی ہو جاتی لیکن چونکہ نورالدین زنگی نے قلعہ حارم کو فتح کرکے آگے بڑھ رہا تھا اسوجہہ سے فرانسیسی بمجبوری و بخیال حفاظت بلاد اسدالدین شیرکوہ سے مصالحت کرکے واپس گئے۔ شاور بھی چونکہ اوسمین کوئی قوت ذاتی تو تھی نہین اپنا سا مُنہہ لیکر خاموش ہوگیا۔ اور ان دونون نامی دلیرون نے دمشق کی طرف بلا مزاحمت مراجعت فرمائی۔

زمانہ مین مرتکب ہو چکا تہا۔ غرضکہ اُسکو اِنہین پیچ پیدگیون نے اس امر پر آمادہ کر دیا کہ بے سوچے سمجہے نصرانیون کو اپنا یار و یاور بنالے۔ لیکن اس بدنصیب کو یہہ خیال ہی نہوا کہ عجلت کا بہی نتیجہ اکثر وہی ہوتا ہے جو کہ غفلت کا ہوا کرتا ہے

شیرکوہ کی روانگی

یہہ خبر رفتہ رفتہ دمشق تک پہونچی تہی کہ دوراندیش ملک العادل نور الدین زنگی نے فورًا دوبارہ اسدالدین شیرکوہ کو ایک ہزار سوار جرّار کے ساتہہ معہ اوس کے ہونہار بہتیجہ سلطان صلاح کے مصر کیطرف روانہ کیا۔ اور خود اس خیال سے کہ قوت و توجہ نصاریٰ کی منقسم ہوجائے قلعہ منطیرہ[۵۱] کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑہا۔

لڑائی

اتفاقات سے اسدالدین شیرکوہ اور نصاریٰ تہوڑے ہی دنون آگے پیچہے مصر مین پہونچے۔ گو نصاریٰ کی قوت اِسوجہہ سے کہ شاور معہ مصریون کے اونکا ساتہہ دے رہا تہا دوچند تہی لیکن باین ہمہ اوس لڑائی مین جو کہ مقام البوان[۵۲] یا بابین مین ہوئی تہی نصرانیون اور مصریونکو ہزیمت ہوئی مگر شیرکوہ کیوجہہ سے مصر کیطرف متوجہہ نہوا۔ بلاد جیرہ کی طرف بڑہا اسکندریہ[۵۳] کے بلند و شاندار مینارون پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑاتا ہوا اپنے ہونہار بہتیجے کو یہین چہوڑ کر جانب صعید[۵۴] روانہ ہوا۔

---

۵۱ قلعہ منطیرہ سرزمین شام مین قریب طرابلس کے واقع ہے۔

۵۲ ابوان بلاد مصر مین تین مقامون کا نام ہے ایک ابوان عطیہ ہے جو کہ اشمونین مین جانب غربی نیل ہے اور دوسرا ابوان کوزہ۔ بہنسا و بندر صعید کے قریب ہے تیسرا ابوان میاط کے قریب ہے۔ یہہ مقابلہ ابوان عطیہ مین ہوا تہا۔

۵۳ اسکندریہ ایک مشہور شہر ساحل بحر روم پر واقع ہے اسکو دریا چارون طرف سے گہیرے ہوئے ہے۔ اسکی بنا کے نسبت اسکندر کے طرف کرتے ہین۔ یہہ بہت آباد اور بڑے شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔

۵۴ صعید اعمال مصر سے بہت مشہور شہر اور بندرگاہ ہے۔

محاصرہ وصلح ومراجعت

ماہ رمضان توبخیریت گذرا۔ بعد رمضان پہر نصاریٰ اور مصریون نے ملک یورش کی اور اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا۔ شیرکوہ کو جسوقت کہ اس واقعہ سے آگاہی ہوئی فوراً صعید سے اسکندریہ کے طرف روانہ ہوا نصرانیون نے اسوجہہ سے کہ ملک العادل نورالدین زنگی کے قوی حملون نے قلعہ منطیرہ کو فتح کرلیا تہا۔ شیرکوہ کے پہونچتے ہی صلح کے پیغام بہیجے۔ آخرالامر اس شرط پر صلح ہوئی کہ علاوہ اسکے جو مال واسباب لڑائیون مین اسکے ہاتہہ آیا ہے پچاس ہزار دینار بعوض اسکندریہ کے مصری دیا کرینگے اسکو اسکندریہ یا اوسکے کسی قریہ پر کسی قسم کا اختیار نہوگا۔ اور نہ یہہ اونکو ویران کرسکے گا کہ اور نہ اونکو اپنے مقبوضات مین داخل کریگا چنانچہ بعد صلح اسکندریہ کو سپرد کرکے ۱۸ ذیقعدہ ۵۶۲ھ کو دمشق مین دونون چچا بہتیجے پہونچ گئے۔

شاور کی ناانجام بینی

بعد مراجعت اسدالدین شیرکوہ ناعاقبت اندیش شاور نے نصاریٰ سے بخیال شیرکوہ یہہ معاہدہ کرلیا کہ "قاہرہ مین نصرانیون کا ایک شحنہ اور شہر پناہ پر سواران نصاریٰ کا پہرہ رہے" چنانچہ نصرانیون نے مصر مین چند منتخب لوگون کو چہوڑکر ساحل شامی سے اپنے بلاد کا راستہ لیا۔

زنگی کی کامیابی کا بیان

اب ہم ایک سرسری نظر سے اوس سین کو دیکہا اور دکہلایا چاہتے ہین جہانکہ ہمارا نامی ملک العادل نورالدین زنگی نصرانیون سے دست بدست لڑ رہا ہے اور اپنے تیز اور پرزور حملون سے اونکو تنگ کررہا ہے۔ ایک طرف تو اسلامی لشکر کا دل پیہم کامیابیون سے ہاتہون بڑہتا جاتا ہے اور دوسرے طرف بیچارے ناکامیاب مسیحی صلیبین لئے ہوئے باوجود ناکامیابی کے دعائین مانگ رہے ہین شکست پر شکست ہزیمت پر ہزیمت پاتے جاتے ہین اسی اثنا مین چودہوین رجب ۵۶۲ھ کو قلعہ منطیرہ پر اسلامی پہریرہ اوڑتا نظر آیا۔

اسلامی لشکر تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے مسیحیون نے امانین طلب کین۔ فوراً بے تاّمل ذمیون مین داخل کرلئے گئے۔

شیر دل زنگی اوسی جوش و مردانگی سے اون قلعات کو بہی جو کہ اُسکے گرد لواح مین تہے اپنے مقبوضات مین داخل کرنے کی کوشش کرہی رہا تہا کہ ان فتوحاتُ کے سلسلہ کو زین الدین کی غیر متوقع وفات نے آگے بڑہنے نہ دیا اور یہہ ایک غیبی موقع نصرانیون کو جان بچانے کا بہت اچّہا ہاتہہ آگیا۔

سازش

اِن نصرانیون نے جو کہ مصر مین بطور محافظ کے رہ گئے تہے بادشاہ شام کو جو کہ مذہب عیسوی رکہتا تہا مصر و مضافات مصر کے قبضہ کرلینے پر آمادہ کرلینا چاہا گو پہلے اوس نے انجام بینی کو پیش نظر رکہہ کے انکی امیدون کا جواب اِس مختصر عبارت سے دیکر اونکی تمناؤن کا خاتمہ کردیا کہ ”اگر مصر کا قصد ہم کرینگے تو ضرور عوام اور بعض خواص مصر ہمارے اس قصد کو پورا نہونے دینگے اور بصورت کامیابی و قبضہ نور الدین زنگی اور اوس کے مشیر باتدبیر اسد الدین شیرکوہ سے جان نہ بچیگی اور بجائے اِس کے کہ ہم ممالک اسلامیہ پر قبضہ کرین ہمارے ممالک مقبوضہ ہمارے ہاتہون سے جاتے رہین گے“ لیکن اِن نصرانیون کے اصرار نے جنہون نے مصر کو اپنا آبائی ملک سمجہہ رکہا تہا اوسکو مجبورانہ مصر کے قبضہ کرنے پر آمادہ ہی کردیا۔ چنانچہ شامیون نے پہلی صفر ۵۶۴ھ مین شہر بلبیس کو فتح کرکے دسوئین صفر سنہ مذکور کو مصر کا بہی محاصرہ کرلیا اسوجہہ سے کہ دَرپردہ بعض رؤسا مصر ابن خیاط اور ابن فرحلہ وغیرہ نے بوجہ عداوتِ شاور اعانت و مدد کا اقرار کرلیا تہا۔

نصارائے شام مصر کیطرف روانہ ہوئے

اِس موقع پر شاور نے یہہ بہت بڑی چالاکی کی کہ قبل اسکے کہ نصارائے شام مصر کا محاصرہ کرین شہر جلادیا اور اوسکے رہنے والے تجارت پیشہ و رؤسا کو

قاہرہ مین بلالیا۔ مصر برابر پینتالیس[۴۵] روز تک جلتا رہا۔

روانگی قاصد
خلیفہ عاضد لدین اللہ نے نورالدین زنگی کی طرف ایک قاصد معہ اپنے دستخطی خط[۱] کے روانہ کیا۔ اتفاق وقت سے جسر وز اس خاتم خلفاء علویئین کا قاصد یہہ خط لئے ہوئے دربار زنگی مین فایز ہوا اوسی روز اوسکا شیر دل شیرکوہ نامی سپہ سالار داخل دمشق ہوا۔

روانگی مہم مصر
ملک العادل نے شیرکوہ کی اس غیر متوقع آمد کو حُسن تفاول پر محمول کرکے سامان واسباب جنگ کے علاوہ دو لاکھہ دینار دیکر بسر گروہی ساٹھہ ہزار سواران جرّار مصر کی طرف روانہ کیا اور خود باب دمشق تک رخصت کرنے کو آیا اور ہر سوار کو جو کہ اس نامی شیر دل کے کمان مین تھے بیس بیس[۲۰] دینار بطور انعام عطا فرمائے اور ایک جماعت کو اُمراء نوریہ سے مثل عزالدین جردیک۔ عزش الدین قلج شرف الدین برغش۔ عین الدولہ باروقی۔ قطب الدین ینال بن حسان منبجی وغیرہ کو ساتھہ کردیا ہمارا ہونہار سلطان اسی خیال مین کہ اس مرتبہ معیت سے نجات ملی مصر نجانا پڑا مصر کی مصیبتون اور تابعداری کی تکلیفون سے جان بچی دل ہی دل مین شکریہ ادا کر رہا تہا کہ ملک العادل نورالدین زنگی کی منور آنکھین اسکے چمکتے چہرہ پر جس سے کہ بشاشت و فکر کے آثار نمایان تہے پڑگیئن اور اوسکو بہی اوہنین دلیرون مین جو کہ مہم مصر کے لئے تیار ہوکر جارہے تہے نامزد کردیا۔ چار ناچار اوسی حالت سے اپنے چچا کے ساتھہ

---

[۱] مضمون خط یہہ تہا کہ "چونکہ نصرانیون نے اب اپنی طمع کا ہاتھہ بڑہانا شروع کردیا ہے نظر برین دولت علویہ کی حمایت ضروری ہے اگر اس گروہ کا قلع قمع کردیا تو ثلث بلاد مصر یہ حق السعی مین دیا جائیگا۔ اور شیرکوہ افسر اعلی ملکی وجنگی محکمہ کا مقرر کیا جائیگا"

منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مصر کیطرف روانہ ہوا اور ملک العادل زنگی اپنے دار الحکومتہ مین واپس آیا۔

اسد الدین مصر پہونچا اور نصرانی مصر سے چلے گئے

ربیع الاول ۵۶۴ھ کا نصف اول گذر چکا تھا۔ نور ماہتاب جو کہ اپنی ٹھنڈی روشنی سے عالم کو منور کر رہا تھا ترقی سے تنزل کیطرف مائل ہو رہا تھا کہ یہہ مہم جسکا افسر اعلی اسد الدین شیر کوہ اور اوسکا ہونہار بھتیجا صلاح الدین تھا قریب مصر پہونچگئی۔ ہمارے ناظرین کو اس مین کے ملاحظہ سے تعجب وحیرت تھوڑی بہت کچھہ نہ کچھہ ضرور جہلک دکھلاہی دیگی اور یقینی سکتہ کا سا عالم ہوجائیگا کہ نصرانی اس مہم کے پہونچتے ہی مصر چھوڑ کر کیون چلے گئے اسد الدین شیر کوہ کچھہ شیر تو تھا ہی نہین کہ انصرانیون کو دفعتہ پھاڑ ڈالتا اور نہ برق خاطف تھا کہ اونکی قوت و توانائی کے آنکھون سے یکایک نور او چک لیجاتا لیکن کیا آپلوگ اس سے ناواقف ہین کہ نصرانی اسکا لوہا پہلے ہی مان چکے ہین اس کے قوی حملون نے مسیحیون کے توانا بازو کو شل کردیا ہے؟ اسکے دلیری جوانمردی نبرد آزمائی کا سکہ اونکے خائف اور طمعی دلونپر بیٹھا ہے؟ اوس نے ایک مدت سے ان لوگونکو تختہ مشق بنا رکھا ہے؟ اسکے نام سے نصرانیون کی روحین فنا ہوتی ہین؟ اس نے بارہا مسیحیون کے امید و آرزو کے سرسبز و خوشنما باغات کو تاراج کیا ہے؟ اسکو جیسا کہ مبدء فیاض نے دلیری۔ مردانگی۔ شجاعت کا بہت بڑا حصہ دیا تھا ویسا ہی اقبال و کامرانی مین بھی ہمیثل بنایا تھا۔ چنانچہ ۷۔ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شیر کوہ بلا جد و جہد مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا۔

خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کا استقبال کیا

خلافت علویہ کے اخیر نام لینے والے خلیفہ عاضد لدین اللہ نے کمال جوش و خوشی سے شیر کوہ کا استقبال کیا شاور باقتضائے جبلت

آتش حسد و رشک سے جلگیا اور اوس کے آنکھون پر نا انجام بینی کے پردے پڑگئے گو جلالت اسدیہ اور کثرت فوج نے اوس کے دلی اور نیست ارادون کو آگے نہ بڑہنے دیا۔ تاہم اوسکے خباثت نفس نے دعوت کے بہانہ سے محسن کشی پر آمادہ کر دیا تہا لیکن کامل ابن شاور نے اپنے ناحق شناس باپ کی ایک بہی نہ چلنے دی۔ اوسکے سارے ارمان جوکہ محسن کشی۔ ناحق کشی۔ حسد و رشک پر مبنی تہے دل کے دل ہی مین رہ گئے۔

شاور قتل کیا گیا اور اوسکا محل لوٹ لیا گیا۔

ساتوین ربیع الثانی سنہ مذکور کو شاور اثناء راہ مین گرفتار کر لیا گیا اور سترہوین ماہ مذکور کو باشارہ **خلیفہ عاضد لدین اللہ** قتل کیا گیا اور اوسکا سر دار الخلافت پر لٹکا دیا گیا **شیرکوہ** جسوقت بعد **قتل شاور** قاہرہ مین داخل ہوا آدمیون کی کثرت بازاریون کے انبوہ نے اوس کے اوس چہرہ پر جس سے اطمینان اور وقار کا چمکتا نور ظاہر ہو رہا تہا فکر اور تردد کے آثار نمایان کر دیئے۔ چلتے چلتے رکنے ہی کو تہا کہ یہہ شیردل باطمینان تمام اپنے مطمئن قلب کو سنبہالکر کہہ اوٹہا کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین عاضد لدین اللہ العلوی نے شاور کے مکان لوٹ لینے کا حکم عام دیا ہے" عوام الناس یہہ سنتے ہی **شاور** کے مکان کیطرف لوٹ پڑے۔ اور آن واحد مین اوس کے سجے ہوئے محل کو لوٹ لیا۔

شیرکوہ کو خطاب دیا گیا

اِس مجمع کے منتشر ہوتے ہی **شیرکوہ** قصر خلافت مین حاضر ہوا۔ خلیفہ نے کمال عزت افزائی سے معانقہ کرکے اعزاز کی کرسی پر بہٹلایا اور خلعت وزارت سے مشرف فرماکے **الملک المنصور امیر الجیوش** کا معزز خطاب مرحمت کیا۔ تہوڑی دیر تک آمر و مامورین باہم باتین ہوتی رہین

پولیٹکل معاملات چھڑے رہے - اثنا ء مکالمہ مین طرفین نے جانبین کا پاس ولحاظ رکھا - باتین کچھہ ایسی دلچسپ ہورہی تہین جس سے یہہ صاف صاف ظاہر ہورہا تہا کہ شیرکوہ خلیفہ کے دربار خاص سے دو چار دن اُٹھیگا لیکن انتظام وکثرت کار نے دربار خلیفہ سے اوٹہا کر دارالوزارت مین پہونچا دیا -

جسوقت کہ مصر کے شاندار دارالوزارۃ مین شیرکوہ اپنے جری وبہادر فوج کو انعام واکرام سے خوش اور اس غیر متوقع کامیابی سے جو کہ بلا جد وجہد اوسکو حاصل ہوئی تہی اپنے دل کو محظوظ کر رہا تہا - خلیفہ عاضدؔ کا آخری فرمان صادر ہوا -

شیرکوہ کا انتقال

اس فرمان نے شیرکوہ کے دل کو ہاتہون بڑہا دیا جامہ مین پہولا نہ سماتا تہا لیکن افسوس ہے! کہ یہہ سال جیسا کہ کامیابی اور خوشی سے شروع ہوا تہا ویسا ہی پورا نہ ہونے پایا - چنانچہ ۲۲- جمادی الثانی ۵۶۴؁ھ کو دولت نوریہ کے جری لشکر کا نامی جنرل خلیفہ عاضد علوی کے اُمید وآرزو کا توانا بازو اسد الدین شیرکوہ خلعتِ وزارت سے سبکدوش ہوکر انتقال کر گیا - اعیان دولت نوریہ کو جسقدر اس غیر متوقع حادثہ سے صدمہ ہوا ہوگا اوسکا اندازہ ہر فرد بشر کرسکتا ہے -

سلطان کی وزارت

اگرچہ امرار نوریہ سے عین الدولہ باروقی - قطب الدین ینال - سیف الدین مشطوب - شہاب الدین محمود الحارمی وغیرہ نے وزارت عاضدیہ اور افسریٔ عساکرِ نوریہ کی درخواستین کین - لیکن چونکہ یہہ دولت ازل ہی سے ہمارے ہونہار ہیرو سلطان صلاح الدین یوسف کے حصّہ مین آچکی تہی اور آیندہ اس سے ہزارہا ایسے بڑے بڑے کام ہونیوالے تہے

کہ جسکا تذکرہ صفحۂ تاریخ مین تا قیام قیامت خوبی و نیکنامی سے باقی رہجائیگا۔ اسوجہہ سے خلیفہ عاضد لدین اللہ نے کسیکی درخواست پر توجہ نہ کی۔ اور نوعمر ہونہار بانی دولت ایوبیہ سلطان صلاح یوسف کو بارگاہ خلافت مین طلب کرکے "الملک الناصر" کے خطاب سے مخاطب کرکے خلعت وزارت سے ممتاز فرمایا۔

فقیہ عیسیٰ کی رفاقت

فقیہ عیسیٰ[۱] ہکاری نے اس موقع پر رفاقت اسدیہ کا حق اس طور سے ادا کیا کہ اُمراء نوریہ کو جبکہ وہ وزارت سلطان سے کبیدہ خاطر ہوکر منحرف ہونے لگے پہیر پہار سمجہا بوجہا کر جماعت اسدیہ سے علیحدہ نہ ہونے دیا۔ البتہ عین الدولہ باروقی پر فقیہ عیسیٰ کی تقریر نے کچہہ اثر نہ ڈالا۔ یہہ اپنی ناکامیابی سے ایسا برداشتہ خاطر ہوا کہ قاہرہ مین دم بہر نہ ٹہرا۔ فوراً جس حالت مین تہا منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا نور الدین کی خدمت مین پہونچگیا۔

سلطان کی عمر

گو اس فخر خاندان دولت ایوبیہ کی عمر جسوقت کہ یہہ عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوا تہا صرف ۳۲ برس کی تہی۔ لیکن عقل۔ فراست۔ انتظام مین

---

[۱] انکی کنیت ابو محمد اور نام عیسیٰ تہا محمد ابن عیسیٰ بن محمد بن احمد بن یوسف بن قاسم بن عیسیٰ بن محمد ابن القاسم بن محمد بن حسن بن زید بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کا لڑکا تہا ہکاری بہی کہتے ہین اور ضیاء الدین کے لقب سے مشہور تہا۔ یہہ پہلے حلب کے مدرسہ زجاجیہ مین فقہ پڑہاتا تہا بعد چندے اسد الدین شیرکوہ نے اسکو امامت کے لئے مقرر کرلیا جب اسد الدین شیرکوہ مصر مین آیا تو اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا بعد وفات اسد الدین شیرکوہ سلطان صلاح الدین نے بہی اسکی بہت بڑی توقیر کی یہہ ہمیشہ سلطان کے ساتہہ رہتا تہا لڑائیون مین بہی برابر شریک رہا ۵۸۵ہجری مقام خروبہ مین یوم شنبہ وقت طلوع آفتاب اسکا انتقال ہوا اور بیت المقدس کے باہر دفن کیا گیا۔

سن رسیدوں سے کہین بڑھا ہوا تھا۔ اسکے فطانت ہی نے اسکو ہر کہہ ومہ کے
آنکھون مین عزیز بنا رکھا تھا جیسا کہ خلیفہ عاضد لدین اللہ العلوی نے
اسکو اعزاز کے آنکھون سے دیکھکر اپنی وزارت سے مشرف فرمایا تھا
ویسا ہی الملک العادل نورالدین زنگی بہی کمال عزت و فرط محبت
سے اسکو "امیر سپہ سالار" کے خطاب سے اپنے خطوط مین یاد کرتا تھا۔

حوادث

الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف کو سال بہی

عہدہ وزارت عاضدیہ پر نہ گزرنے پایا تھا کہ پے درپے دو ایسے حادثے
واقع ہوئے جنکے تصور سے ہر شخص یہی خیال کرسکتا ہے کہ اگر سلطان
اول حادثہ مین ثابت قدم رہا تو دوسرے حادثہ مین بالکل ہی غیر ممکن تہا
کہ ممالک مصریہ پر اسکا قبضہ رہ جائے۔ لیکن دونوں حادثوں مین
کچہہ ایسی غیر متوقع غیبی کامیابیان اس بااقبال ہونہار کو ہوئین کہ
جس سے اسکے قدم استقامت وزارت مصر پر جمگئے۔ اور اس کے وہ
بداندیش بدخواہ جوکہ خواہ مخواہ سدّراہ ہو رہے تھے اور جن کے
آنکھون مین اسکی کامیابیان کانٹا سی کھٹکتی تہین۔ وہ ہمیشہ کے لیے
خائب و خاسر ہوگئے۔

پہلا حادثہ ماہ ذیقعدہ ۵۶۴ھ کا پہلا ہفتہ ختم ہو رہا تہا۔ کچہہ ہلکی ہلکی چاندنی
چھٹکی ہوئی تہی۔ ماہتاب اپنی دہیمی دہیمی روشنی سے عالم کو منور کر رہا تہا۔
گو رات کچہہ ایسی زیادہ نہ گزری تہی لیکن رَوند پہرنے والے۔ عامہ خلائق
کے حفاظت کرنے والے اپنے اپنے ناکون اسٹیشنون سے نکل چکے تھے
کہ ایک قاصد شتر سوار جسکا ظاہری لباس تو یہہ کہہ رہا تہا کہ یہہ کوئی

کاروباری معمولی سا آدمی ہے لیکن اوسکا طرز نشست اور سانڈنی کی رفتار اور اوسکی صورت و شکل اس امر کی زبان حال سے شہادت دے رہی تھی کہ یہہ ہو نہو کوئی سرکاری ملازم ہے بیر بضیاء کی طرف ہو کر کمال تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا گزرا۔ اتفاق وقت سے ایک ترکمان نے اوسکو اس رنگ و ڈہنگ کا دیکہکر اوس سے تعرض کیا چور کا دل کیسا ہی کچہہ ہو ہوتا ہی کتنا ہے انا پ شناپ جواب دینے لگا۔ ترکمان نے اس قاصد کو گرفتار کرکے فورًا اپنی حراست مین لے لیا

اس طرف تو تہوڑی دیر کے بعد ترکمان کے شبہات نے قوت پکڑنی شروع کر دی رفتہ رفتہ وہ ظنی خیال یقین کی صورت متمثل ہونے لگا۔ اور اوس طرف قاصد کے چہرہ کا رنگ ساعۃً فاعۃً متغیر ہونے لگا ترکمان نے قاصد کی جیبین ٹٹولین۔ کپڑے جہاڑے عمّامہ دیکہا۔ لیکن اوس کے دلکو صبر نہ آیا۔ تسکین نہ ہوئی۔ سکوت کے عالم مین کہڑا تہا کہ ناگاہ اوسکی فراست کی نظر قاصد کے اوس نئے جوتے پر پڑی جسکے تلون مین اس نے موتمن[1] الخلافۃ کے خط کو حفاظت سے رکہکر سلا دیا تہا۔ قاصد کا رنگ فق ہو گیا۔ رہی سہی رونق جاتی رہی سا شب بہر ترکمان نے اسکو اپنی ہی حراست مین رکہا صبح ہوتے ہی دار الوزارت مین قاصد کو مع خطِ موتمن الخلافۃ پیش کیا خط کا دیکہنا تہا کہ اہل دربار کا کیا ذکر ہے خود ہمارا مستقل مزاج ہیرو گہبرا گیا اوسکی بلند اور شاندار ماہتاب سی چمکتی پیشانی پر عرق تردد کے قطرات نمایان ہونے لگے تہوڑی

---

[1] موتمن الخلافۃ خلیفہ عاضد لدین اللہ العلوی کے قصر خلافت کا داروغہ تہا۔ اسنے بسازش واتفاق رائے بعض امراء مصر اپنے دستخطی خط کے ساتہہ اس قاصد کو نصرانیون کیطرف روانہ کیا تہا۔

دیر تک سبھون پر سکوت کا عالم طاری رہا۔ آخر الامر خود ہمارے ناجی سلطان ہونے والے فاتح بیت المقدس نے اس مُہر سکوت کو توڑا اور واقعات کی تفتیش کی۔ حالات جانچے۔ قاصد اور کاتب کو تو اوسیوقت قید حیات سے آزاد کرا دیا باقی رہا موتمن الخلافتہ وہ بخوف جان چندروز دار الخلافتؔ سے نہ نکلا۔ لیکن یہہ کب ممکن تہا کہ وہین ساری عمر بسر کرتا چار ناچار نکلنا ہی پڑا۔ قصر خلافت سے جو ہین نکلکر قریہ خرقانیہ کیطرف روانہ ہوا کہ اون ترکمانون نے جو کہ اسکی گرفتاری پر مامور تہے۔ فورًا گرفتار کرکے اوسیوقت اسکا خاتمہ کر دیا۔

انتظام

سلطان نے اس واقعہ کے بعد ہی قصر خلافت کے کل خادمون کو معزول کر دیا اور بجائے اونکے اپنے چُنے ہوئے جان نثارون کو متعین کیا اور بقایم مقامی موتمن الخلافت۔ قصر خلافت کی تولیت بہاءالدین قراقوش[1] اسدی کے سپرد کیئے گیئے۔

سوڈانیونکی بغاوت

دو چار روز بہی اس واقعہ کو نہ گذرنے پائے تہے کہ سوڈانی بوجہ تجانست و ہم قومیت موتمن الخلافت کے خون کا بدلہ لینے کو اوٹھہ کہڑے ہوئے۔ اور اپنے خیالی ہوا کے جہوکہون سے اس روشن شمع کو جس سے کہ دنیاء اسلام روشن ہونیوالی تہی بجھانے پر آمادہ ہوگئے چنانچہ

---

[1] ابوسعید قراقوش بن عبد اللہ اسدی ملقب بہ بہاءالدین سلطان صلاح الدین یا شیرکوہ کا خادم تہا نہایت نیک مزاج پاک طینت تہا اسیکے اہتمام مین مصر کا شہر پناہ اور قلعہ بنایا گیا۔ سلطان کا یہہ معتمد علیہ تہا۔ چندے حکومت عکا بہی اس کے سپرد رہی۔ آخری جنگ عکا مین نصرانیون نے اسکو گرفتار کر لیا تہا سلطان نے اسکو دس ہزار دینار فدیہ دیکر چہوڑا یا تہا غرہ رجب ۵۹۷ھ ہجری مقام قاہرہ مین انتقال ہوا۔

عساکر سلطانیہ سے مابین قصر خلافت و دار الوزارت مقابلہ کر بیٹھے۔ طرفین سے صدہا آدمی کام آئے۔ گو ظاہر اسودانی مقابلہ سے مُنہہ پہیرتے نظر نہین آتے تہے لیکن چونکہ سلطانی دلیرون نے منصورہ مین آگ لگا دی اسوجہ سے سودانی بخیال حفاظت مال و اہل و عیال اپنے مالوف مقام کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور سلطانی فوج نے تلوارونپر رکھہ لیا۔ ہزارون بچے سوانیون کے یتیم اور لاکہون عورتین بیوہ صدہا مکانات بے چراغ ہو گئے سُلطانی فوج کا جوش اوسوقت یہہ ظاہر کر رہا تہا کہ اگر تہوڑی دیر تک یون ہی لڑائی اور رہی تو ان سودانیون کا نام و نشان تک نرہیجائیگا سوانیون نے جب اپنے گروہ کے تعداد کو لحظہ بلحظہ گہٹتے دیکہا چارنا چار مرتا کیا نہ کرتا امانین طلب کین۔ الامان۔ الامان کے آوازون نے بہادر سپاہیونکے تیز تلوارونکو حملہ سے روک دیا۔ بازارِ کارزار جوکہ سودانیون کی خونریزی سے گرم ہو رہا تہا فوراً سرد ہو گیا۔

شمس الدولہ

سلطانی فوج تو کامیابی کے ساتھہ کمپ کیطرف روانہ ہوئی اور سودانی چونکہ اس بغاوت کیوجہ سے شہر بدر کردیئے گئے تہے بلاد جبیرہ کیطرف چلے اسی اثناء مین سلطان کا بڑا بہائی شمس الدولہ[۵۱] اس واقعہ سے مطلع ہوکر تہوڑی سی فوج لیکر سودانیون کے سر پر آپہونچا اور

---

۵۱ الملک المعظم شمس الدولہ توران شاہ بن نجم الدین ایوب بن شاذی الملقب بہ فخر الدین سُلطان صلاح الدین کا بڑا بہائی تہا۔ اسکو الملک العادل نور الدین زنگی نے شام سے کاروبار وزارت مین سلطان کے مدد دینے کو بہیجا تہا چنانچہ ۳۔ ذیقعدہ کو داخل مصر ہوا اور یوم شنبہ ۲۸۔ ذیقعدہ کو خود سودانیون کے معرکہ مین شریک ہوا۔ اسنے عبد النبی بن مہدی کی بغاوت کو یمن مین فرو کیا تہا سلطان اسکی بہت بڑی عزت کرتا تہا حتی کہ اپنے نفس پر اسکو ترجیح دیتا تہا پانچوین صفر ۵۷۶ھ مقام اسکندریہ مین انتقال کیا۔

ہزارون کا وارا نیارا کر دیا۔ جو معدودے چند بچگئے تہے حیران پریشان بلاد جزیرہ مین پہونچگئے۔

دوسرا حادثہ

اگرچہ اس سے پہلے کہ ہمارا ہونہار۔ با اقبال سلطان وزارت عاضدیہ کے زینہ پر قدم رکہتا عیسائیون نے اپنے اون ہم مذہبون سے جو کہ صقلیہ اور اُندلس مین رہتے تہے اوسیوقت سے جبکہ مرحوم شیرکوہ وزارت مصر سے مشرف ہوا تہا بخیال حفاظت بیت المقدس مدد طلب کی تہی لیکن نصرانیان صقلیہ اور اُندلس اپنے ہم مشربون کے کمک کو اوسوقت پہونچے جسوقت کہ شیرکوہ انتقال کرچکا تہا۔ اِدہر تو یہہ ناعاقبت اندیش اس موقع کو غنیمت سمجہکر مصر کیطرف بڑہے اور فورًا دمیاط[۱] کا محاصرہ کرکے دل ہی دل مین اس خیالی پلاؤ سے مزے لینے لگے کہ آج ہم دمیاط کو لیتے ہین اور کل اگر مسیح نے ہماری مدد کی تو مصر پر بہی قابض ہوجائینگے جسکا خوف تہا وہ اب نرہا۔ نوعمرون کے ہاتہہ مصر کی حکومت ہے۔ مصر کا لے لینا ہمارے بائین ہاتہہ کا کہیل ہے! خلیفہ کا نام ونشان تک نرکہینگے! نورالدین زنگی تک خبر پہونچنی دشوار ہے! اس جدید کفر (اسلام) کو نیست ونابود کردینگے! اُودہر ہمارا بیدار مغز مدبّر فاتح بیت المقدس بہی ان کے حالات سے غافل نہ تہا۔ خود تو اس مہم پر نہ گیا۔ لیکن ایک فوج کثیر التعداد معہ اسباب سامان جنگ براہ دریائے نیل دمیاط کیطرف روانہ کرکے الملک العادل نورالدین زنگی کو

[۱] دمیاط قدیم شہر مابین تینس اور مصر کے بحر روم اور نیل کے زاویہ پر واقع ہے اس کے شمال جانب سے نیل دریائے شور سے مقام اشٹوم مین ملتا ہے۔ اس مقام پر دونون جانب ایسے بڑے بڑے دو برج بنے ہوئے ہین کہ بغیر اجازت کوئی کشتی اوس مقام سے عبور نہین کرسکتی تہی۔ دو مرتبہ یہہ شہر ویران کیا گیا۔ ایک بار تو یہہ شہر ویران کرکے اسی کے قریب دوسرا شہر چہوٹا سا منتیہ نام آباد کیا گیا اور دوبارہ ۲۳۸ھ زمانہ خلیفہ متوکل عباسی مین نصرانیونکے حملونسے برباد ہوا۔

اس واقعہ سے بذریعہ خط مطلع کیا۔

ہم اس موقع پر اس امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ خلیفہ عاضد اور الملک العادل زنگی نے اس جدید وزارت پناہ کے ساتھ ویسی ہی ہمدردی کی ہے جیسے کہ موصوفین صدر سے توقع کیجا سکتی ہے۔ خلیفہ عاضد نے باوجودیکہ خلافت کا نام ہی نام رہ گیا تھا بدفعات ہزار ہزار دینار مصری علاوہ سباب وسامان جنگ کے سلطان کے پاس بھیجے۔ اور الملک العادل نورالدین زنگی اپنے امیر سپہ سالار کا خط پاتے ہی آگ بگولا ہو گیا حسب ضرورت و قتضاء وقت پے درپے فوجین فوجین دمیاط کیطرف روانہ کرنے لگا جب اسپر بھی اوس کے پُرجوش دلکو صبر نہ آیا تو خود بھی قتل و غارت کرتا ہوا اپنی سرحد سے آگے بڑہا۔

عیسائیونکی ناکامی

جسوقت کہ لشکر نوریہ جسمین کہ ہر فرد بشر بجائے خود کار آزمودہ تھا منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا دمیاط کے قریب پہونچا عساکر سلطانی کے دل ماتھون بڑہ گئے۔ نصرانیون کی روحین پرواز کرنے لگین۔ کچھہ تو اسلامی لشکر کے قومی حملون نے اونکو پریشان کر دیا اور کسیقدران خبرون نے اون کو متوحش کر دیا کہ آج زنگی کے پُرزور حملہ مین اتنے صلیبی کام آئے اور آج اوس کے لشکر نے فلان قریہ کو ویران کر دیا۔ اِسوجہ سے خواہ مخواہ عیسائیون کو بعد پچاس دن کے دمیاط کے محاصرہ سے دست کشی کرنی پڑی۔

مراجعت نصاریٰ

نصرانیون کو اس محاصرہ اور حملہ مین کچھہ بھی حاصل نہوا بلکہ بجائے نفع کے نقصان اوٹھا کر واپس ہونا پڑا۔ مزید بران الملک العادل نورالدین زنگی کے حملون نے جسقدران طماع کو نقصان جانی اور مالی

پہونچایا ہوا اوسکا کچھہ حساب نہین ہم اون واقعات کو جنمین کہ الملک العادل نورالدین زنگی کو خاطرخواہ کامیابیان ہوئین اِس خیال سے کہ ہمارے معزز ناظرین کا قابل قدر و قیمتی وقت کسیقدر ضایع ہوگا نہین ذکر کیا چاہتے۔

فتوحات

جسطرح زمانہ کے تغیرات اور تبدیلیات کو ہر شخص نے تسلیم کرلیا ہے اوسیطرح ترقی اور تنزلی کو بھی مان لیا ہے۔ زمانہ کبھی ایک حالت پر نہین رہا اس کو حکماء نے غیر قار کہا ہے۔ اسکے رنگ ڈہنگ پر عقلاء نے کبھی اعتبار نہین کیا اسکو روپ بدلتے کچھہ دیر نہین ہوتی۔ آج عالم طفلی ہے تو کلھہ جوانی کے دن ہین دو روز کے بعد دیکھا تو بڑہاپے نے اپنا جلوہ دکھلا دیا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین موت کا بھی پیام آگیا لیجئے قصہ تمام ہوگیا۔ غرضکہ اسکے ناقابل اعتماد غیر قار ہونے کی ہزارہا متثیلین ہین منجملہ اونکے ایک یہہ بھی نظیر قابل یاد رکہنے کے ہے کہ اِس سے چند روز پہلے (جسپر ایک صدی بھی پوری نہین گزری) نصرانیون کے صلیبی نشان ممالک اسلامیہ پر لہرا رہے تھے ہر عیسائی کا یہی خیال تہا کہ جہانتک ہوسکے مسلمانون کو برباد اور اون کے بلاد کو تباہ کرو۔ اور آج خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ مسلمانون نے پھر ہاتھہ پاؤن بڑہانے شروع کردیئے ہین اور اون ممالک کو جو کہ اِن کے قبضہ اقتدار سے نکل گئے تھے واپس لینے کی کوششین کررہے ہین۔ موقع و محل دیکھہ کر اون کے آباد و سرسبز شہرون پر بھی حملہ کردیتے ہین۔ چنانچہ ۵۶۶ ہجری مین ہمارا نامی ہیرو سلطان صلاح الدین بقصد اعلاء کلمتہ اللہ ایک تہوڑے سے جری۔ بہادر جوانون کو لیکر بلاد نصاریٰ کے طرف روانہ ہوا جس وقت کہ یہہ نامی ہیرو

عسقلان [٥١] کے قریب قتل و غارت کرتا ہوا پہونچا شاہ فرانس بھی ایک جماعت لیکر جو کہ فی الحقیقت قلیل تھی لیکن بہ نسبت سلطانی لشکر کے بہت زیادہ تھی مقابلہ پر آیا۔ طرفین سے لشکری جی توڑ توڑ لڑے۔ متعدد لڑائیان ہوئین اثناء لڑائی مین جسقدر سلطان کی کامیابی کا وقت بہت ہی قریب آرہا تھا اوسیقدر شاہ فرانس کی ناکامی شکست۔ ذلت و رسوائی کی گھڑی اوس کے سر پر آتی جاتی تھی۔ لیکن چونکہ مشیت ایزدی اس امر کی بالفعل مقتضی نہ تھی دفعۃً سلطان کے دل مین یہی خیال آگیا کہ مصر پہونچکر بعد طیاری جہازات ایلہ [٥٢] پر حملہ کرنا چاہیے رفتہ رفتہ ادہر اس خیال نے اسقدر ترقی کی کہ مصر کیطرف مراجعت کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اُدہر نصاریٰ کی بدنصیبی ناکامی یہہ رنگ لائی کہ میدان جنگ مین ایک لحظہ نہ ٹھہر سکے کمال بے سروسامانی سے مُنہہ پھیر کر بھاگے۔ اور سُلطان منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا مصر پہونچا۔

فتح ایلہ

سلطان نے مصر مین بہت ہی کم قیام کیا۔ کمال تیزی سے اپنی بحری قوت کو درست اور جہازات تیار کرکے ایلہ کے طرف روانہ ہوا یہہ مہم ہنوز پہونچنے نہ پائی تھی کہ اہل ایلہ اپنے آنے والے حریف کے مقابلہ پر تُل گئے۔ لیکن اونکی ان تیاریون مستعدیون نے کچھہ کام نہ دیا۔ ہمارے نامی سُلطان کی نیک نیتی اور محاصرہ نے جو کہ اوس نے ایلہ کا بحرًا و برًا کر لیا تھا ماہ ربیع الاول ٥٦٦ھ کے

[٥١] یہہ شہر ممالک شام سے ہے زمانہ خلافت ظافر باللہ علوی ٥٤٨ھ مین نصرانیون نے اسکو لے لیا تھا لیکن بعد پینتیس ٣٥ برس کے الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف نے اخیر ماہ جمادی الثانی ٥٨٣ھ مین پھر اپنے ممالک مفتوحہ مین داخل کر لیا تھا۔

[٥٢] ایلہ ایک چھوٹا سا شہر ساحل بحر قلزم پر واقع ہے اسمین ایک مختصر سا قلعہ بھی تھا حجاج مصر کا یہی راستہ ہے یون مشہور ہے کہ اسی شہر کے یہودی مسخ ہوکر بندر و خنزیر ہوگئے تھے۔ واللہ اعلم۔

اول ہی عشرہ مین مظفر و منصور آیلہ مین داخل کردیا۔ یہہ پہلی کامیابی تہی کہ اسکو بعد شیر کوہ کے حاصل ہوئی۔

واپسی

نصرانیان آیلہ کو بوقت کامیابی عساکر اسلامیہ ضرور یہہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ جسطرح اسلامی بہادرون کی چمکتی ہوئی تلوار دنکی ہماری جانین اثناء لڑائی مین نذر ہوئین ہین اور اوسیطرح مال واسباب اہل وعیال بہی اون کے توی پنجون مین پڑکر ہمیشہ کے لئے دین مسیحی سے محروم ہوجائینگے۔ لیکن اونکا یہہ صرف خیال ہی خیال تھا۔ ہمارے رحمدل سلطان نے بعد فتح وکامیابی نہ اونکے جانون کو نقصان پہونچایا اور نہ اون کے مال واسباب کو لوٹا۔ بلکہ دو چار روز ٹھہر کر مصر واپس آیا۔

مدرسہ اور قاضی

اسی سنہ مین جبکہ سلطان بعد فتح آیلہ مصر واپس آیا دار المعونۃ کو جوکہ قیدخانہ تھا منہدم کراکے بجائے اوس کے مدرسہ شافعیہ بنوا دیا اور مصر کے قاضیان اہل التشیع کو معزول کرکے بقائم مقامی اون کے قضاۃ شافعی المذہب مقرر کیا۔ بیسویں جمادی الثانی سنہ مذکور تک جہانتک ہمارا علم شہادت دے رہا ہے ہم لکھہ سکتے ہین کہ تمام ممالک محروسہ سلطانی مین قضاۃ شافعیہ مقرر ہوگئے۔

حملہ کرک

اس کامیابی کے بعد پھر ہمارے نامی سلطان نے بعد دو برس چند مہینون کے ماہ شوال ۵۶۸ھ مین کرک[1] پر فوج کشی کی۔ گو چند مقابلہ ہوئے لیکن نہ تو ان حملون مین اسلامی لشکر ہی کو کوئی فائدہ پہونچا اور نہ اون

[1] کرک اور شوبک یہہ دونون شہر اطراف شام مین مابین عمان و ایلہ واقع ہین اکثر یہان کے رہنے والے عیسوی المذہب ہین۔ اسکے قلعہ کے نیچے سے دو ایسے بڑے چشمے جاری ہین جس سے تمام شہر کے باغات کی آبپاشی کیجاتی ہے۔

نصرانیون کو جو کہ ان سے دو چند سہ چند تھے ان لڑائیون مین نقصان صریح اوٹھانا پڑا۔

فتنہ پردازی

ہم ۵۶۹ھ کے اون نمایان کارنامون سے جنمین کہ شمس الدولہ سلطان کا بڑا بھائی پیشوا تھا اور اوسی کے ہاتھون سرہوئے تھے قطع نظر کر کے اسی سنہ اوس غیر متوقع حیرت انگیز واقعہ کو لکھا چاہتے ہین جو کہ ہر پہلو سے مخدوش نظر آرہا ہے۔ ہمکو اس موقع پر یہہ ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعان مصر سلطان کی وزارت سے ہرگز ہرگز خوش نہ تھے۔ اون کا ذلی منشا یہی تھا کہ دولت علویہ کے اقبال کا ستارہ پھر چمک جائے قاضیان مصر جو معزول کر دیئے گئے ہین وہ بحال ہو جائین اور دولت عباسیہ کا آفتاب کمال ترقی سے تنزلی کیطرف مائل ہو جائے انہین پیچیدہ معاملات اور پریشان خیالات نے عمارہ بن ابی الحسن شاعر یمنی۔ عبد الصمد کاتب قاضی عویرس وغیرہ کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ ان ناعاقبت اندیشون نے نصرانیون کو صقلیہ اور ساحل شام کیطرف سے مصر پر حملہ کرنے کے لئے مستعد کر دیا۔ اس خیال سے کہ اگر اس جدید وزیر (یعنی سلطان) نے مصر سے نکلکر نصرانیون کا مقابلہ کیا تو ہملوگ مصر کو لے لینگے اور اگر اس واقعہ کی اوسکو اطلاع نہوئی اور غالبًا نہوگی تو جسوقت کہ نصاریٰ صقلیہ او سواحل شام سے حملہ کرینگے ضروری یہہ امر ہے کہ صلاح الدین مقابلہ نکر سکے گا۔ الغرض ہمارا اُلو کہین نہین جائیگا دونون صورتین ہماری بہبودی کی ہین اوس فتنہ انگیز مشورہ مین بعض بعض سلطانی امرا بھی شریک تھے۔ باتین کل بحث و پز ہو چکی تھین صرف نصرانیون کا اپنے اپنے بلاد سے روانہ ہونا باقی تھا کہ بھی زور یاسا ور بنی شاور باہم مخالفت سے زین الدین علی بن نجا کو سلطان سے اس واقعہ کی اطلاع

دینے کی جرأت دلادی۔

سزا

زین الدین علی بن نجا مصلحۃً حسب اشارہ سلطان اسی فتنہ پرداز جماعت مین چندے ملا رہا اور روزانہ پرچہ نویسی کا کام انجام دیتا رہا تا آنکہ قاہرہ کے طرف نصرانیون کا ایک قاصد آتا ہوا دکھلائی دیا جو کہ بظاہر سلطان کے پاس کچھہ تحفے لا رہا تھا اور درحقیقت اوس گروہ ناعاقبت اندیش کیطرف جا رہا تھا۔ چونکہ سلطان کو خفیہ نویسون نے اِس کیفیت اور قاصد کے حلیے سے پہلے ہی اطلاع دیدی تھی۔ اسوجہ سے قاصد فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ بعد تفتیش و انکشافِ حال اِس گروہ کے پیشواؤن عمارہ۔ عبد الصمد کاتب عویرش وغیرہ کو تو گرفتار کراکے دار پر کھچوا دیا۔ اور اپنے امرا اور اون بعض لشکریون سے جو کہ اِس فتنہ پردازی مین شامل تھے نہ تو اس واقعہ کو دریافت کیا اور نہ اون سے کچھہ متعرض ہوا ان جنود مصریہ (یعنی مصری لشکر) کو مصر سے نکالکر صعید کیطرف روانہ کردیا۔ اور قصر خلیفہ کو پورے طور سے اپنی حفاظت مین لے لیا۔

نصرانیان صقلیہ

ہم قبل اسکے کہ کچھہ ۵۷۰ھ ہجری کے حالات تحریر کرین ناظرین کو اس امر سے مطلع کرنا چاہتے ہین کہ نصرانیان سواحل شامی تو اس واقعہ سے آگاہ ہوکر آگے نہ بڑھے البتہ صقلیہ کو اسکی اطلاع ہی نہو ئی وہ اپنے طمعی خیال مین سرشار ہوکر اسکندریہ کیطرف متوجہ ہوئے۔

بغاوت کنز

ماہ صفر ۵۷۰ھ مین کنز (یا کنز الدولہ) نے جو کہ درپردہ دولت صلاحیہ کی مدتون سے مخالفت کر رہا تھا ایک گروہ سودانیون اور بادیہ نشین یا خانہ بدوش عربون کا لیکر امیر ابو الہیجا کے بھائی پر جو کہ اوس اطراف مین عہدہ امارت سے ممتاز تھا حملہ کیا اور اوس ناکردہ گناہ کو

شہید کرکے آگے بڑہنے پر جری ہو رہا تھا کہ ہمارے نامی ہیرو نے امیر ابو الہیجا[51] کو بسر گروہی[52] چند جوانان بنرد آزما کنز کیطرف روانہ کیا۔ اِس گروہ کا پہونچنا تہا کہ کنز اور اوس کے ساتہیون کے نام و نشان اسطرح سے مٹائے گئے کہ بعد اسکے بغاوت کی آگ مشتعل ہی نہوئی۔

نصرانیونکی تعداد

نصرانیون کا وہ جہازی بیڑہ جو کہ صقلیہ سے نکلکر اسکندریہ کے طرف جارہا ہے اوسکی جمعیت کچہہ کم نہ تہی جس سے کہ یہہ توقع کیجاتی ہے کہ آیندہ اہل اسکندریہ یا کہ معدودے چند عساکر سلطان مل جُل کر ان مسیحیون کو پسپا کردینگے۔ ان نصرانیون کا افسر اعلیٰ صاحب صقلیہ کا چچازاد بہائی ہے اور پچاہزار پیادے ڈیڑہ ہزار سوار اسکے کمان مین ہین چہہ بڑی کشتیان آلات و اسباب حرب کی اور چہتیس[36] بوٹ باربرداری کے اور چالیس چہوٹی کشتیان رسد وغیرہ کے ہمراہ ہین۔

مقابلہ و شکست

جسوقت کہ نصرانیون کا یہہ جہازی بیڑہ ساحل اسکندریہ پر پہونچکر لنگرزن ہوا اور نصرانیان صقلیہ دریا سے خشکی پر اوترے۔ اوسوقت اسکندریہ والون کو اطلاع ہوئی۔ اس امر کا اندازہ تو ہر شخص کرسکتا ہے کہ ایسی مستعد فوج کا جو کہ لڑائی ہی کے قصد سے آئی ہو کوئی ایسا گروہ جو کہ بیفکری کے عالم مین عیش و آرام سے بیٹہا ہو ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا۔ لیکن باین ہمہ اسکندریہ والون نے جس استقلال اور مردانگی سے اپنے حریف کا مقابلہ کیا وہ بیشک

[51] امیر ابو الہیجا بہت بڑا شجاع و دلیر اور کریم النفس مین بہی عدیم النظیر تہا سلطان اسکی بہت عزت کرتا تہا نابلس کا رہنے والا تہا یوم یکشنبہ ماہ شوال ۵۹۴ھ مین انتقال ہوا۔

[52] صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ تحریر کرتا ہے کہ اس مہم کا کمان افسر سلطان کا بہائی الملک العادل سیف الدین تہا۔ اِس نے ساتوین صفر ۵۷۰ھ مین کنز بونکی بغاوت کو فرو کیا تہا۔

اس قابل ہے کہ ہزار ہزار زبان سے اوسکی داد دیجائے۔ پہلے روز صبح سے دوپہر ڈھلے تک لڑائی ہوتی رہی۔ نصرانیون کے دانت اہنین معدودے چند مسلمانون نے ایسے کہٹے کردیے کہ چارناچار اونکو لڑائی کے میدان سے واپس ہونا پڑا دوسرے روز صبح ہوتے ہی پہر وہی لڑائی کا نقشہ آنکھون کے سامنے دکھلائی دیا۔ ایک طرف سے صلیبی نشان اور دوسرے جانب سے اسلامی ابراہیمی پہریرہ ہوا مین لہراتا نظر پڑا کشت وخون کا بازار پہر گرم ہوگیا۔ موت سرون پر کہیلنے لگی گو نصرانیون نے آجکی لڑائی مین اسقدر یورش کی کہ شہرپناہ کے فصیلون تک پہونچگئے۔ لیکن اسکندریہ والون نے دامن استقلال کو ہاتہ سے نہ چہوڑا برابر مقابلہ کرتے رہے ظاہرا دونون حریف ایک دوسرے سے ایسے دست وگریبان ہورہے تہے اور ایسے جوش سے جی توڑ توڑ کر لڑرہے تہے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے نظر نہ آتے تہے لیکن جون ہی سلطان اللیل کا سیاہ پہریرا لہراتا نظر آیا۔ فریقین جنگ گاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ کے طرف لوٹے دونون فریق نے رات توکسی نہ کسی طرح سے گذرانی صبح ہوتے ہی تلوارین پہر کہنچ گئین۔ اس تیسری لڑائی کا نتیجہ غالباً ہر شخص یہی سمجہتا ہوگا کہ خدانکردہ آج ضرور اسکندریہ کے بلند اور شاندار میناروں پر صلیبی نشان اوڑا دیا جائیگا۔ بجائے اذان واقامت کے گرجاؤن سے گہنٹون کی آوازین آئین گی لیکن معاملہ کچہہ ایسا برعکس ہوگیا کہ اسی شب کو اسکندریہ کے قرب وجوار کے عساکر اسلامی آگئے تہے اسوجہ سے اسکندریہ والونکو اور زیادہ اطمینان سے مقابلہ کرنے کا موقع ملگیا تہا۔ دوپہر تک تو برابر کی لڑائی ہوتی رہی لیکن دوپہر کے بعد بحکم آیہ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ نصرانیون کے شکست کے آثار نمایان ہونے لگے اور مسلمانون کے دل

کامیابی کے خیال سے ہاتھوں بڑہنے لگے - دن ڈہل چلا تہا - راہ رو منزل تک پہونچنے کے خیال سے تیزی سے قدم اوٹہا رہے تہے لڑائی کا بہی بازار کسی قدر سرد ہو چلا تہا کہ یکایک یہہ شور اوٹہا کہ "الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایک فوج جری لئے ہوئے آپہونچا" اس امر کا اندازہ تو ہر شخص کرسکتا ہوگا کہ اس خبر فرحت اثر نے جسقدر مسلمانوں کے تن مردہ مین تیزی سے تازہ روح پہونکدی ہوگی اوسیقدر نہین بلکہ اوس سے بدرجہا زیادہ نصرانیوں کو زندہ درگور کردیا ہوگا مسلمانوں نے پہر دوبارہ حملہ کیا - لوٹنے کا خیال دل سے دور کرکے پہر دست بقبضہ حریف سے جا بہڑے ہم اس سے پہلے کہ اس تیسری لڑائی کے نتیجہ کا فوٹو کہینچکر آپ لوگوں کو دکہلائین یہہ ظاہر کئے دیتے ہین کہ جسکے نام نے مسلمانوں مین ایک تازہ روح پہونک دی ہتی وہ نہین آیا تہا بلکہ اوسکا ایک جنرل آیا تہا جسکے ہمراہی مین گنتی کے چند آدمی تہے خیر یہہ تو ایک جملہ معترضہ تہا اب اصل واقعہ کو سُنئے کہ عساکر اسلامیہ نے شام ہوتے ہوتے ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیوں کے ہاتہہ پاؤن ٹہنڈے ہوگئے ہوش وحواس جاتے رہے تمام رات لڑائی ہوتی رہی صبح ہوتے ہی نصرانیوں کے پاؤن اوکہڑ گئے بعض تو کشتیوں پر سوار ہوکر صحیح وسالم بہاگ گئے - اور بعض کشتیاں دریا مین ڈوبا دیگئین - تین سو سوار جو کہ بخوف جان ایک ٹیلہ پر چڑہ گئے تہے وہ بہی مسلمانوں کی تیز تلواروں کے نذر ہوگئے - دوپہر تک یہہ سلسلہ بہاگنے تعاقب کرنے لوٹ وغارت کا جاری رہا - زوال آفتاب کے ساتہہ نصارائے صقلیہ جو معدودے چند مقابلہ مین رہ گئے تہے میدان جنگ سے مُنہہ پہیر کر بہاگے اور اہل اسکندریہ ظفر ومنصور مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے شہر مین واپس آئے -

دمشق کی موجودہ کیفیت

اس سے تھوڑے ہی دن کا ہے کو چھہ سات مہینہ پیشتر دمشق[1] کی کچھہ کیفیت ہی اور تھی اسلام اور اسلامیون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اسکی سرسبزی شادابی کا حال سُن سُنکر غیر قومون کے مُنہہ مین پانی بھر آتا تھا لیکن الملک العادل نورالدین زنگی کے خوف سے کوئی حدود دمشق مین پاؤن نہ رکھہ سکتا تھا اور اب یہہ کیفیت ہو رہی ہے کہ آپس مین بھی نا اتفاقی خاصے طور سے پھیلی ہوئی ہے نصرانی بھی جو کہ اوس کے قرب وجوار مین ہین شطرنجی چالین چل رہے ہین ظاہرا سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ الملک العادل نورالدین زنگی کا انتقال ہو چکا ہے اور بجائے اوسکے ایک اوسیکا نوعمر لڑکا جسکی عمر دس اگیارہ برس سے زیادہ نہو گی الملک الصالح اسمٰعیل نامی دمشق کی حکومت کر رہا ہے ہزارہا تغیرات پیدا ہو گئے ہین اور آیندہ پیدا ہونے کی اُمید کیجا سکتی ہے بعض اُمرا و اراکین دولت نوریہ اس سے نفرت بھی کرتے ہین۔ بعضون نے یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر بخیال حفاظت بیضۂ اسلام ہونیوالے فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین کو طلبی کے خطوط لکھنے شروع کر دیئے ہین۔ چنانچہ اخیر ماہ ربیع الاول ۵۷۰ھ مین سلطان مصر کا خاطر خواہ انتظام کر کے سات سو سوارون کی جمعیت ہمراہ لیکر بلا خیال اس امر کے کہ اثناء راہ مین نصرانیون کا ملک اور ٹڈی دل لشکر ملیگا منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اخیر ماہ ربیع الثانی ۵۷۰ھ یوم سہ شنبہ کو دمشق پہونچا۔

سلطان کا دمشق پر قبضہ

اہل دمشق نے جس جوش اور خوشی سے اپنے نووارد مہمان کا استقبال کیا غالبًا اوسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ہر کہہ ومہ کی یہی تمنا تھی کہ قابل قدر

[1] دمشق سرزمین شام کا ایک مشہور شہر ہے۔ خلفاء بنی اُمیّہ کا یہہ پایہ تخت تھا جیسا کہ بغداد خلفاء عباسیہ کا۔

سلطان ہمارا ہی مہمان ہو ہمارے ہی مشتاق مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائے لیکن اسکو اوس فطری محبت سے لیے جو کہ ہر شخص کو اپنے مالوف وطن یا آبا و اجداد کے گرے پڑے ہوئے مکانات کے ساتھہ ہوتی ہے کہین نہ ٹھہرنے دیا سیدہا دار عقیقی مین پہونچا دیا جو کہ اسکے بزرگ باپ نجم الدین ایوب کا قدیم مکان تہا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی کمال[۵۱] الدین ابن شہرزوری کو جو کہ قاضی شہر اور الملک الصالح کے کل کامون کا مدار المہام تھا جمال الدین ریحان حاکم قلعہ دمشق کے پاس یہہ پیغام لیکر بہیجا کہ "دمشق کے لینے سے میری کوئی ذاتی غرض نہین ہے اور نہ مین نے اس سے منتفع ہونے کی اُمید پر اسکا قصد کیا ہے بلکہ میرا دلی مدعا یہہ ہے کہ الملک الصالح اسمٰعیل کی مدد کرون اور اون شہرونکو جو کہ اوسکی کمسنی یا ناتجربہ کاری کیوجہ سے نکل گئے ہین پہر واپس لیلون اوسکے نام کا خطبہ تمام شہرون کے ممبرون پر پڑہا جائیگا اور اوسیکا سکہ کل ممالک

۵۱ ابو الفضل محمد بن ابو محمد عبد اللہ بن ابو احمد قاسم شہرزوری ملقب بہ کمال الدین شافعی المذہب تہا اس نے بغداد مین اسعد مہینے سے فقہ پڑھی اور ابو البرکات محمد بن محمد بن خمیس موصلی کو حدیث سُنائی۔ پہلے پہل موصل کا قاضی مقرر ہوا اور وہین اس نے ایک مدرسہ شافعیہ جاری کیا اور مدینہ منورہ مین ایک سرا بنوائی۔ ابتدًا سیف الدین غازی نے اسکی اسقدر عزت کی تہی کہ سلطنت کے کُل کاروبار اسیکے سپرد کردیا تہا لیکن معلوم نہین کسوجہ سے سنہ ۵۴۲ھ مین اسکو قید کر دیا تہا پہر بعد چندے خلیفہ مقتفی کی سفارش سے آزاد ہو گیا تہا۔ بعد انتقال سیف الدین غازی دمشق مین نور الدین محمود زنگی کے پاس چلا آیا اور یہان اوسنے ایسی ترقی کی کہ جسکا شان و گمان بہی نہ تہا چنانچہ ماہ صفر سنہ ۵۵۵ھ مین الملک العادل نور الدین کا وزیر ہو گیا جسطرح یہہ عہد حکومت نور الدین مین عزت سے بسر کر رہا تہا اُسیطرح اوسکے انتقال کے بعد بہی رہا۔ بلکہ تا زیست یہہ اوسی محترم عہدہ پر رہا کیونکہ سلطان صلاح الدین نے بعد قبضہ دمشق اسکو اوسی عہدہ پر رکہا۔ فقیہ۔ ادیب۔ شاعر۔ ظریف تہا مقام موصل مین ۴۹۲ھ مین پیدا ہوا اور اسّی برس کئی مہینہ کی عمر مین ۶۔ محرم الحرام سنہ ۵۷۲ھ مقام دمشق مین انتقال کیا۔

محروسہ نوریہ مین چلیگا" قاضی کمال الدین نے جون ہی اپنے سلسلہ کلام یا کہ سلطانی پیام کو منقطع کیا ریحان قلعہ دار نے خوشی کے مارے اوسیوقت قلعہ کی کنجیان قاضی کے ہاتھہ مین رکھہ دین اور بسر و چشم سلطان کی اطاعت قبول کرلی۔

اِس خداداد کامیابی نے جوکہ اِس ہونہار سلطان کو ابتدأ اوس مقام شہر مین ہوئی جہانکہ اوس نے نشو ونما پایا تہا اوس کے مضبوط قلب کو ہر طرحسے مطمئن کردیا۔اور مالی حالت کو بھی سنبھال دیا۔

ہمارے ناظرین کو یہہ گمان پیدا ہورہا ہوگا کہ سلطان دمشق مین برس چھہ مہینہ نہین تو دو چار مہینہ ضرور قیام کرے گا کیونکہ یہہ مقام اوس کے نشو ونما اور ترتیب کا ہے۔اِسی دمشق سے اوسکے خاندان کو ترقی ہونی شروع ہوئی تھی۔اِس شہر سے اوسکو قلبی تعلق ہونا چاہئے۔لیکن اوس کے عالی دماغ مین تو دوسری ہی ہَوا سمائی ہوئی تھی اوسکے حوصلے بلند ہورہے تھے۔اوس نے معمولی آدمیون کیطرح تعلقات وطنی کا پابند رہنا پسند نہ کیا چنانچہ دمشق مین سیف[۵۱] الاسلام طُغتکین ابن ایّوب اپنے بہائی کو اپنا قایم مقام کرکے پہلی جمادی الاول سنہ مذکور کو دمشق سے روانہ ہوگیا۔

ہم اسی موقع پر یہہ امر بھی ظاہر کئے دیتے ہین کہ امیر فخر الدین مسعود زعفرانی

---

[۵۱] سیف الاسلام ابو الفوارس طغتکین ابن ایّوب بن شادی۔الملک الناصر سلطان صلاح الدین کا بہائی تہا نہایت ہی شجاع و کریم النفس تہا۔ملکداری کی عمدہ قابلیت رکھتا تہا۔ہر کہہ و مہ اسکی حسن سیرت سے خوش رہتے تہے۔اونتیسوین[۱۱] ماہ شوال سنہ ۵۹۳ ہجری کو مقام منصورہ مین انتقال کیا۔

طُغتکین بضمہ طاء مہملہ و سکون غین معجمہ و کسر تاء مثناۃ و کاف و سکون یاء و نون۔لغت ترکی ہے۔

عہدِ حکومت الملک العادل نورالدین زنگی سے حمص[۱] اور حماۃ[۲] وغیرہ بلادِ جزیرہ کا
حاکم تہا لیکن اسکی بدمزاجی و غفلت سے اکثر قلعات اِس کے قبضۂ اقتدار سے نکلگئے تہے
چنانچہ اندنون حمص پر بہی ایک دوسرا شخص حکومت کر رہا تہا۔

حمص و حماۃ

۱۱۔ جمادی الاول سنہ مذکور کو جسوقت سلطان حمص کے قریب پہونچا والی حمص نے
پہلے تو یہی قصد کرلیا تہا کہ ہرچہ بادا باد حمص ممالک محروسہ سلطانی مین
داخل نہونے پائیگا چنانچہ اِسی پر دو پہر تک برابر جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا
بعد دو پہر شہر تو سلطان کے قبضہ مین آگیا لیکن قلعہ بدستور اوسی کے قبضہ
اقتدار مین رہا۔ سلطان نے باقتضاے مصلحت وقت قلعہ سے کچہہ بھی
تعرّض نہ کیا بلکہ شہر کا انتظام و انصرام درست کرکے حماۃ کیطرف بڑہا والی حماۃ
امیر عزالدین جردیک نے (جوکہ ممالک نوریہ کا ایک ممتاز شخص تہا) پہلے تو
حیلہ و حوالہ سے ٹالنا چاہا لیکن جب اوسکو سلطان کے اِس ارادے سے آگاہی
ہوئی کہ اِس سفر و عزیمت سے اس نامی ہیرو کا اصلی مقصود حفظ بلادِ اسلامیہ ہے
نہ کہ ملک گیری فوراً اطاعت قبول کرلی۔

خانہ جنگی

اِس اثنا مین کہ سلطان حماۃ سے حلب[۳] کیطرف جارہا تہا سیف الدین

۱؎ حمص ایک مشہور شہر ما بین حلب و دمشق نصف راستہ پر واقع ہے۔ یہان کی آب و ہوا بہت خوشگوار ہے
۲؎ حماۃ قدیم شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اسکا ذکر کتب اسرائیلین مین بہی آیا ہے۔ اسکا قلعہ بہت ہی
خوبصورت اور مضبوط بنا ہوا ہے۔ کسی زمانہ مین یہہ مضافات حمص سے شمار کیا جاتا تہا۔ گو اب یہہ
مستقل اور ایک عظیم الشان شہر تسلیم کیا جاتا ہے۔
۳؎ حلب ایک مشہور قدیم شہر ہے اسکا قلعہ بہت ہی مضبوط اور بلند اور اوسکی فصیلین
شاندار ہین۔ شام کے سرسبز شاداب شہرون مین اسکا شمار ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ یون بیان
کی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ اسی مقام پر اپنی بکریون کے دودہ
ہر جمعہ کو دوہ کر صدقہ کرتے تہے اور عربی مین حلب دودہ دوہنے کو کہتے ہین۔
واللہ اعلم۔

صاحب موصل کے آنکھون مین اِنکی کامیابیان کانٹا سی کھٹک گئین اور سکی عظمت وشان نے اِسکے حاسِد قلب کو ایسا مضطرب کر دیا کہ اسکو نیک و بد کا امتیاز نہو سکا فورًا اپنے بہائی عزالدین مسعود کو جسکو زلفندار بہی کہتے تہے ایک کافی لشکر کے ساتہہ سُلطان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ ہنوز سلطان کو مہم حلب سے فراعت حاصل نہوئی تہی کہ دفعتہً سیف الدین صاحب موصل کی اس گرم جوشی نے اِس جدید مہم کے مقابلہ کیطرف اوسکو متوجہ کر دیا۔ چنانچہ حلب سے پہلی رجب کو مراجعت کر کے حماۃ ہوتا ہوا حمص مین پہونچا۔ اِدہر تو کامیابی کے ساتہہ اِس نے قلعہ حمص کو بہی لے لیا۔ اُدہر عزالدین مسعود حلب ہوتا ہوا اور حلبیونکو اپنے ہمراہ لیتا ہوا حماۃ کیطرف چلا۔ رمضان ۵۷۰؁ہجری کا دوسرا عشرہ ختم ہو چلا تہا کہ اِن دونون لشکرون کا شہر حماۃ کے باہر ایک مقام پر جسکو قرون حماۃ کہتے ہین مقابلہ ہو گیا۔ عزالدین مسعود کو بہت بڑے نقصان کے ساتہہ پسپا ہونا پڑا۔ ایک گروہ کا گروہ اپنی بدبختی سے قید ہو گیا لیکن سلطان کی نیک نیتی یا اپنی خوش قسمتی سے آزاد کر دیا گیا۔

باہم صلح ہو گئی

اِس واقعہ کے بعد ہی سلطان دوبارہ حلب کیطرف متوجہ ہوا اہلِ حلب نے اولاً بہت کچہہ حیلہ وحوالہ کیا مقابلہ پر بہی آمادہ ہوئے لیکن آخرالامر بعوض معرہ[۱] اور کفرطاب[۲] صلح کر لی۔

یہہ تو ہم پہلے ہی لکھہ چکے ہین کہ الملک الصالح اسمٰعیل کی نوعمری نا تجربہ کاری نے

---

[۱] معرہ مضافات حمص سے ہے اور معرۃ النعمان ایک بڑا شہر ہے میوہ جات وہان بکثرت پیدا ہوتے ہین۔

[۲] کفرطاب ایک چہوٹا سا شہر مابین معرہ اور حلب کے واقع ہے۔ یہہ بہی مضافات حمص سے شمار کیا جاتا ہے۔

خواہ مخواہ سلطان کو ان خانہ جنگیون کے اصلاح کیطرف بخیال حفظ بلادِ اسلامیہ متوجہ کردیا ورنہ اس نامی ہونیوالے فاتح بیت المقدس کو اسلامی دنیا کی ترقی اور دشمنانِ خدا سے ہم نبرد ہونے سے ایسی کب فرصت تہی کہ وہ اپنے قیمتی وقت کو جسکا ایک ایک منٹ ہزار سالہ عبادت سے کہین افضل تہا ان لڑائی جہگڑون مین صرف کرتا۔ اوس نے اپنے جان و مال و عیش و آرام کو مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے وقف کر رکہا تہا۔ اوس کے مبارک دماغ مین توسیع دائرہ اسلام کی ہوا سمائی ہوئی تہی۔ بیشک خالق اکبر نے اوسکو انہین کامون کے سر کرنے کے لئے پیدا کیا تہا۔ اوسکا یہہ کام ہرگز نہ تہا کہ کبہی وہ حمص کیطرف بڑہتا اور کبہی حلب و حماۃ پر حملہ کرتا لیکن ضرورت و مصلحت وقت جو چاہے کرے۔

الملک الصالح اسمٰعیل کی نافہمی سے پہر باہم لڑائی ہوگئی

الملک الصالح اسمٰعیل از خود یا کسی کے اشتعال سے اکی ان بیہم کا میابیون سے ایسا بہرایا کہ امراء حلب کو ایک خاص جلسہ مین جمع کرکے ایک مختصر سی اسپیچ دی جس سے اہلِ حلب کے دل اسقدر بہر آئے کہ سبھون نے باتفاق سلطان سے مقابلہ کرنے کی قسمین کہالین اور دست بقبضہ و مٹہہ کہڑے ہوئے چنانچہ قریب جبل جوشن صف آرائی کی نوبت آگئی۔

اس واقعہ مین سلطان صاف بچگیا

اثناء جنگ مین جسوقت کہ طرفین ایک دوسرے سے دست و گریبان ہورہے تہے

الملک الصالح اسمٰعیل کی اسپیچ کا آخری فقرہ جس سے اہل حلب مین شورش برپا ہوگئی تہی یہہ تہا۔ "قد عرفتم احسان ابی الیکم ومحبتہ لکم وسیرتہ فیکم وانا یتیمکم وقد جاء ہذا الظالم الجاحد احسان والدی لیاخذ بلادی ولا یخاف اللہ تعالیٰ ولا الخلق" تملوگ میرے باپ کے احسانات جانتے ہو اور اوکی محبت اور عادت سے بہی واقف ہو مین تمہارا یتیم ہون یہہ ظالم میرے باپکے احسان کا منکر اس غرض سے آیا ہے کہ میری شہر کو لیلوے اور اللہ اور خلق سے نہین ڈرتا۔

اور کسیقدر اہل حلب ضعیف ہو چلے تھے کہ سنان سرگروہ فرقہ اسماعیلیہ اہل حلب کے کہنے سُننے سے بطمع مال و زر الملک الناصر سلطان صلاح الدین کے قتل پر آمادہ ہو گیا چنانچہ اوس نے اِسی کام کیغرض سے چند آدمیون کو سلطانی لشکر مین بھیجا لیکن مشیّت ایزدی اِسکے خلاف تھی وہ ناعاقبت اندیش گروہ اپنے اِن ارادونمین ناکامیاب رہا۔[۵۱]

اِس واقعہ کے بعد اہالیان حلب اپنی ناکامی سے برداشتہ خاطر ہو کر شہر پناہ کے دروازے بند کیے ہوئے مقابلہ یا تخلصی کی تدبیرین سوچ رہے تھے اور ہمارا ہونہار اسلامی ہیرو بدستور محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ دفعتہً اوس کے حق سننے والے مبارک کانون تک یہہ خبر پہونچگئی کہ قمص[۵۲] صنجیلی والی طرابلس ایک جرّار فوج لیئے ہوئے حمص کیطرف بڑہا آتا ہے۔

قمص کی پیشقدمی سے سلطان حلب کے محاصرہ سے دستکش ہوگیا۔

اِس سے پہلے کہ ہم آپ لوگونکو اس کے نتیجہ سے آگاہ کرین بتلائے دیتے ہین کہ قمص صنجیلی کو اتنا دماغ نہ تھا کہ قید سے رہا ہوتے ہی ممالک محروسہ سلطانی کی

---

[۵۱] یہہ واقعہ اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ جسوقت اسماعیلی فرقہ کے چند آدمی سلطانی لشکر مین مل جل گئے اور لوگ تو نہ پہچان سکے لیکن امیر ناصح الدین خمارتکین ان کو پہچان گیا اور فوراً ان سے متعرض ہوا اسماعیلیون نے پہلے اسکو سخت زخمی کیا بعد اس کے سلطانی خیمہ کے طرف بڑہے چند آدمیون نے اِن کو روکا باہم تلوارین چلنے لگین دو چار لشکری اِس واقعہ مین کام تو آگئے لیکن اسماعیلی گرفتار کرکے اسیوقت قتل کر ڈالے گئے۔ یہہ واقعہ ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۵۷۱ ہجری مین واقع ہوا۔

[۵۲] قمص صنجیلی طرابلس کا حکمران تھا۔ اسکو نور الدین زنگی نے سنہ ۵۵۹ ہجری مقام حارم مین قید کر لیا تھا۔ سعد الدین نے اسی اثناء مین ایک لاکھ پچاس ہزار دینار اور ایکہزار غلام لیکر رہا کر دیا تھا۔ جس وقت یہہ اپنے شہر مین پہونچا فرانسیسیون نے کمال جوش سے اسکا استقبال کیا اور اسکو رئیس ارباب حل و عقد مقرر کیا۔ کیونکہ موجودہ شاہ فرانس مجذوم ہونیکی وجہ سے کاروبار سلطنت بخوبی انجام نہین دیسکتا تھا۔

طرف ہاتھ پانون بڑہاتا۔ لیکن یہہ تو آپلوگ خوب اچھی طرح سے سمجھہ سکتے ہونگے کہ گھر ہی کے چراغ سے آگ لگا کرتی ہے۔ اسکو اہلِ حلب نے ایسی دلیری پر آمادہ کرکے اپنے گلوخلاصی کی یہی سہل الوصول تدبیر نکالی تہی اور عجب نہین کہ اسی شرط سے اوسکو رہا کیا ہو۔ ساتوین رجب کو قمص تو حمص کے قریب پہونچا اور سلطان حلب کے محاصرہ سے دست کشی کرکے آٹھوین رجب کو حماۃ مین وارد ہوا۔

فتح بعلبک وحمص

ظاہر النصرانیون کا جوش تو یہی کہہ رہا تہا کہ یہہ لڑائی بہت ہی بڑی اور خونریزی کی ہوگی لیکن یہہ عجیب واقعہ ہے کہ قمص صنجیلی نے جسوقت یہہ سُنا کہ سلطان حماۃ مین آگیا ہے بغیر کسی مقابلہ کے حمص سے کوچ کر گیا اور سلطان حمص پر قبضہ کرتا ہوا اوسی رواروی مین بعلبک[۵۱] پر پہونچکر کامل طور سے اوسکا محاصرہ کرلیا یمُنؔ حاکم بعلبک نے جو کہ عہد حکومت الملک العادل نورالدین سے اسی خدمت پر مامور رہتا تہا ۱۔ رمضان ۵۷۰ھ کو اطاعت قبول کر لی اور قلعہ سلطان کے سپرد کر دیا۔

مصالحت

ہان یہہ بات قابل یاد رکھنے کی ہے کہ ان واقعات کے بعد ہی الملک الصالح اسمعیل کا نام خطبہ اور سکہ سے خارج کر دیا گیا اور باہم فریقین مین اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ جو جسکے قبضہ مین ہے وہی اوسکا مالک و حاکم رہے۔ ایک دوسرے سے کسی قسم کا آیندہ سے تعرض نہ کرے۔

فتح بعرین

اس صلح کے بعد سلطان نے دو چار روز ٹہر کر شہر بعرین[۵۲] کیطرف قدم بڑہایا —

---

۵۱ بعلبک ایک مشہور شہر دمشق سے تین دن کے رستہ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مستحکم بنا ہوا ہے گو اسکو بلاد جبلیہ سے شمار کرتے ہین لیکن بہت سرسبز اور شاداب ہے تقریباً اسکی کل عمارتین پتھر ہی سے بنائی گئی ہین —

۵۲ بعرین (بارین) ایک چھوٹا سا شہر جانب جنوب غرب۔ حماۃ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسمین نصرانیون نے ایک مختصر سا قلعہ بھی بنایا تہا لیکن اسلامی بہادرون کے قوی حملون نے اوسکو بالکل مسمار کر دیا۔

فخرالدین مسعود والی بعرین نے ابتدا میں جول سے ذاتی منفعت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جب اوسکو یہہ سعی لاحاصل نظر آئی خاموش ہوکر بیٹھ رہا اور سلطان دو ہی ایک حملون مین بعرین پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا کر اولٹے پاؤن حماۃ کو واپس آیا۔

انتظام

انہین کامیابیون کے سلسلہ مین ہم انتظامی حالت کا بھی نقشہ کہینچے دیتے ہین تاکہ ہمارے ناظرین کو ہم سے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ جاے اور نہ آیندہ اون کو بار بار استفسار کی ضرورت پڑے۔ اور نہ اون کے ذہن مبارک مین یہہ خیال پیدا ہوکر دلچسپی سے باز رکہے کہ بعد ان کامیابیون کے ان بلاد اور قلعون مین سلطان نے کسکو نیابتاً مقرر کیا۔

سلطان نے بعد مراجعت حماۃ تو محمود بن تکش الحارمی کے سپرد کیا اور ناصرالدین ابن شیرکوہ کو حمص کا والی اور بعلبک کا شمس الدین محمد ابن عبدالملک المقدم کو حاکم مقرر کیا۔ باقی رہا دمشق۔ اسکے نیابت سے عماد[1] کو مشرف

---

[1] عماد کاتب اصفہانی معروف بہ اخی العزیز کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمدؐ تہا صفی الدین ابوالفرج محمد بن نفیس الدین ابوالرجا کا لڑکا تہا ادب و فقہ شافعی مین بہت بڑی دستگاہ تہی اصفہان مین پیدا ہوا اور بغداد مین ایام صبا سے آرہا اور وہین شیخ ابومنصور سعید بن محمدؐ بن وزان مدرس مدرسہ نظامیہ سے فقہ پڑہی اور ابوالحسن علی بن ہبۃ اللہ بن عبدالسلام اور ابومنصور محمدؐ بن عبدالملک اور ابوالمکارم مبارک بن علی سمرقندی وغیرہ کو حدیث سنائی۔ وزیر عون الدین یحیی بن ہبیرہ کے مراسم کیوجہ سے تا وفات اسکے بصرہ کا حاکم رہا بعد انتقال وزیر شعبان ۵۶۲ھ مین دمشق چلا آیا الملک العادل نورالدین محمودؒ نے اسکی بہت بڑی عزت کی۔ اور اپنی کل دربار سلطنت کو اسکے سپرد کر دیا الملک العادل کے انتقال کے بعد بہی اسکی وہی عزت رہی سلطان صلاح الدین بہی اسکو عزت کے آنکہون سے دیکہتا تہا۔ خریدہ القصر جریدہ العصر (تذکرہ شعراء عراق و عجم) دس جلدون مین اور کتاب برق الشامی سات جلدون مین اور فتح القسی فی فتح القدسی دو جلدون مین (یہہ دونون کتابین تاریخ کی ہین) اور نصرۃ الفطرۃ وعصرۃ القطرۃ (دولت سلجوقیہ کے حالات مین) اسکی تصنیفات سے ہین علاوہ اسکے دیوان چار جلدون مین اور مختلف رسایل بہی اسکے مصنفات سے ہین سلطان صلاح الدین کے انتقال کے بعد اسکی وہ عزت باقی نرہی تہی اسیوجہ سے اسنے خلوت اختیار کر لی تہی اور تصنیف و تالیف مین مصروف رہتا تہا۔ یوم دوشنبہ ۲۔ جمادی الثانی ۵۱۹ھ مین پیدا ہوا اور اسیدن غرہ ماہ رمضان ۵۹۷ھ مقام دمشق مین انتقال کیا اور مقابر صوفیہ مین باب النصر کے باہر مدفون ہوا۔

فرما کے خود بھی آواخر ماہ شوال مین حماۃ سے دمشق مین واپس آیا۔
۵۷۰ھ کے ختم ہوتے ہی بعض لوگون کو یہہ خیال پیدا ہو رہا ہوگا کہ اب خانہ جنگیون کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ فریقین مین باہم مصالحت ہوگئی۔ امروز فردا مین دائرہ اسلام کی توسیع شروع ہوجائیگی آج اگر یروشلیم کی پہاڑیون کی چوٹیون پر اسلامی پھریرا اُڑتا نظر آئیگا تو کلہہ خدا نے چاہا تو بیت اللحم سے بجائے گھنٹون کے اذان واقامت کی آواز آئیگی لیکن شاید وہ اس سے واقف نہین ہین کہ سیف الدین غازی بن مودود الملک الصالح اسمعیل کا چچازاد بھائی ابھی خیر سے زندہ ہے گو اِس سے پہلے اوس نے کچھہ کم خفتین نہین اوٹھائین اور اب بھی اوسکے ہمراہی جنکو اوس نے کسی کو ہمت اور کسیکو بطمع اپنے دام تزویر مین پھنسا رکھا ہے رسد کی کمی سے گھبرا گھبرا کر لوٹے جارہے ہین اور وہ اِس مراجعت کو کامیابی سے کہین زیادہ مناسب سمجھتے ہین۔

سیف الدین کو ہزیمت ہوئی

سیف الدین غازی ابن مودود زنگی کی ناکامی کا یہہ پہلا شگون ہے جو کہ قدرۃً اِس پیرایہ مین ظاہر ہوا کہ اسکے ہمراہی بغیر کسی خوف ومقابلہ کے اسکا ساتھہ چھوڑ چھوڑ کر چلے جارہے ہین تاہم اِس نے اِس موقع پر بھی اپنی چالاکی نہین چھوڑی سعد الدین کمشتکین کو جو کہ الملک الصالح کا خادم اور اوسکے کل اُمور کا مدبر تھا دم دلاسا دیکر سلطان کے مقابلہ پر آمادہ کرلیا۔
اس طرف سے تو سیف الدین اور کمشتکین ایک جمعیت کثیرہ[1] لئے ہوئے روانہ ہوئے اور اوس طرف سے ہمارا نامی سلطان دمشق سے حلب کیطرف ڈبل

[1] سیف الدین کے ہمراہ اِس واقعہ مین بیس ہزار سوار تھے خیال یون کیا جاتا ہے کہ چھہ ہزار تو اس کے خاص ہمراہی تھے اور باقی چودہ ہزار والی ماردین اور والی حصن کیفا کے آدمی تھے۔

کوچ کرتا ہوا اٹر ہالوین شوال ۱۷؁ ۵۷۱؁ھ یوم چہارشنبہ کو دونون فوجین تل سلطان[1] پر پہونچ گئین۔ صبح ہوتے ہی طرفین نے تلوارین کہینچ لین۔ ایک دوسرے دست و گریبان ہوگئے۔ اگرچہ اس مقابلہ مین پہلے ہمارے فتح نصیب سلطان ہی کونا کامیابی نے اپنا موہنہ دکہلایا تہا۔ چنانچہ اسکے میسرہ کو جسکا کمانڈنگ افسر زین الدین تہا سیف الدین کے میمنہ سے جسکا افسر مظفر الدین تہا ایسی کچہہ ہزیمت ہوئی جس سے یہہ اُمید کیجاسکتی تہی کہ سیف الدین کو پوری پوری کامیابی حاصل ہوگئی لیکن سلطان کے بشاش چہرہ پر اس واقعہ سے شکن تک نہ آیا اور نہ اُسکے مطمئن قلب پر اس غیر متوقع حادثہ کا کچہہ اثر پڑا فورًا اوس نے اپنے پرجوش تقریر سے منتشر جماعت یا منہزم گروہ کو پہر جمع کرلیا اور ایسا قوی حملہ کیا کہ فریق مخالف کے قلب کا پاؤن ڈگ گیا۔ سیف الدین غازی سخت ہزیمت کے ساتہہ پسپا ہوکر لڑائی کے میدان سے ایسی بے سروسامانی و اضطراب سے بہاگا کہ حلب مین بہی نہ ٹہرسکا دریائے عبور کرکے موصل کیطرف روانہ ہوا اور فخر الدین اور عبد السمیع وغیرہ کو جو کہ سیف الدین کے اُمراء کبار سے تہے اور اس لڑائی مین اپنی تیرہ بختی سے گرفتار ہوگئے تہے سلطان نے آزاد کردیا۔ اون کے ساتہہ وہ برتاؤ نہین کیا جو کہ غیر قوم کے قیدیون کے ساتہہ برتے جاتے تہے اِس سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ سلطان اِن خانہ جنگیون مین دست اندازی کسی ذاتی منفعت کے خیال سے نکرتا تہا بلکہ بنظر حفظ بیضۂ اسلام انہین جہگڑون مین چندے منہمک رہا۔

فتح منبج و اعزاز — سلطان نے بعد ہزیمت سیف الدین غازی پنجشنبہ کا بقیہ دن

[1] تل سلطان ایک مقام کا نام ہے اس مین ایک سرائے فندق نامی ہے۔ حلب سے ایک منزل کی دمشق کے جانب واقع ہے۔

تو اسی جنگ گاہ مین گزرانا دوسرے روز فجر ہوتے ہی شہر منبج [۹۱] اور قلعہ اعزاز [۹۲] کیطرف بڑہا۔ منبج تو دو ہی چار خفیف لڑائیون کے بعد ممالک محروسہ سلطانی مین داخل ہو گیا اور والی قلعہ قطب [۹۳] الدین ینال منبجی گرفتار بہی ہو کر آیا اور آزاد بہی کر دیا گیا۔ باقی رہا قلعہ اعزاز اسکو بہی بعد متعدد لڑائیون اور اڑتیس [۳۸] یوم کے محاصرہ کے اگیارہوین ذیحجہ سنہ ۵۷۱ھ کو اہل قلعہ نے امان کے ساتہہ قلعہ کو ہمارے فتح نصیب سلطان کے سپرد کر دیا۔

حلب کا دوبارہ محاصرہ اور صلح

اس خداداد کامیابی کے بعد تیسرے روز ۱۴ ذیحجہ سنہ مذکور کو قلعہ اعزاز سے روانہ ہو کر سولہوین تاریخ کو حلب کا دوبارہ محاصرہ کر لیا یہہ وہ وقت تہا کہ الملک الصالح اسمعیل مع اپنی فوج کے اسکے قلعہ مین تہا۔ اونیسوین [۱۹] محرم سنہ ۵۷۲ھ تک برابر کچہہ نہ کچہہ کم زیادہ لڑائیان ہوتی رہین گو لڑائی کی ظاہری صورت تو یہی کہہ رہی تہی کہ نہ تو ہمارا نامی اسلامی ہیرو محاصرہ سے دست کشی کریگا اور نہ الملک الصالح اسمعیل مقابلہ سے باز آئیگا فریقین نے اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ اسی لڑائی کے خاتمہ پر منحصر کر دیا ہے لیکن اصل بات تو یہہ ہے کہ جب تک طرفین مین دم باقی رہتا ہے جواب ترکی بہ ترکی ایک دوسرے کو دیتے جاتے ہین اور جہان اونمین سے کیسکی قوت گہٹنی شروع ہوئی

---

۹۱ منبج قدیم شہر ہے اسکی بہت ہی وسیع آبادی ہے۔ فرات سے ساڑہے چار کوس اور حلب سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔

۹۲ اعزاز وعزاز ایک چہوٹا سا شہر لیکن نہایت ہی شاداب حلب کے شمال غرب مین چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسمین ایک قلعہ بہی ہے۔ آب وہوا یہان کی اسقدر عمدہ او صحیح ہے کہ حشرات الارض کا وجود تک نہین پایا جاتا۔

۹۳ قطب الدین اس واقعہ کے بعد سیف الدین غازی کے پاس موصل چلا گیا۔ اوسنے قطب الدین کو رقہ کا حاکم کر دیا۔

فوراً امان طلب کرتے ہین یا صلح کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین چنانچہ کلھہ تک آپلوگ
یہی دیکھتے آئے ہین کہ الملک الصالح اسمٰعیل کمال مردانگی سے اپنے مقابل کا
مقابلہ کر رہا تہا حریف کے قوی سے قوی حملون کا جواب اوسی استقلال سے
دیتا جاتا تہا جس استقلال کی اوس سے امید کیجا سکتی ہتی اور آج ۵۷۲ھ ہجری کے
پہلے مہینہ کی بیسویں تاریخ کو صلح کے پیام بہیج رہا ہے مردانگی کا یہہ اشارہ ہے
کہ جو کچہہ ہو مقابلہ سے قدم نہ ڈگنے پائے اور قوت کا یہہ حال ہے کہ لحظہ بلحظہ
گہٹتی جاتی ہے ہمارے سلطان کو کچہہ اس سے ذاتی خصومت توتہی نہین
اور نہ وہ خود پسند سلاطین کیطرح اپنے نفس کا پابند تہا دو چار بار رد و قبول کے
بعد اس نے الملک الصالح کی درخواست قبول کرلی اور باہم مصالحت[۱] ہوگئی

سلطان کی فیاضی

قبل اسکے کہ سلطان حلب سے روانہ ہوکر بلاد اسماعیلیہ کو بہی اپنی مردانگی
اور قوت کی ایک خفیف سی جہلک دکہلاتا ہوا مصر کے طرف مراجعت فرمائے
مرحوم الملک العادل نور الدین زنگی کی ایک کمسن لڑکی عجب نہین کہ
اس مین اوس کے بہائی الملک الصالح اسمٰعیل کا اشارہ ہو سلطانی خیمہ مین آئی
سلطان نے جیسا کہ مناسب تہا اوسکی خاطر داری کی اور بہت کچہہ اوسکو
تحفے تحائف دیئے۔ اسپر بہی اوسکے فیاض دل کو صبر نہ آیا تو کمال ملاطفت سے
استفسار کیا ماترید ین (کیا چاہتی ہو) لڑکی دبے ہوئے الفاظ مین
فقرہ "ارید قلعۃ اعزاز" (مین قلعہ اعزاز چاہتی ہون) پورے طور سے نہ ادا کرنے
پائی ہتی کہ اس دریا نوال سلطان نے خوشی اور مسرت کے لہجہ مین بہتہا آیا

[۱] فریقین مین منجملہ شرائط صلح یہہ بہی قرار پایا تہا کہ ہر ایک دوسرے کا در الحالیکہ کوئی غیر حملہ کرے معین و مددگار رہیگا۔ اس صلح مین الملک الصالح اسمٰعیل ہی اکیلا نہ تہا بلکہ سیف الدین صاحب موصل و صاحب حصن کیفا اور والی ماردین بہی شریک تہے۔

(مین نے اوسکو یعنی قلعہ اعزاز کو تجھے دیدیا) کہکر اوسکی اوس شرمندگی کو جو کہ ہر شریف کے چہرہ سے سوال کیوقت عرق ہو کر نمایان ہوتی ہے دور کردیا اور اوس کے دوسرے ہی دن **سنان** سرگروہ اسماعیلیہ کو اوس کے اوس پیشقدمی کا جسکا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہین ذایقہ چکہانے کے غرض سے بلاد اسماعیلیہ کیطرف بڑہا۔

مضیات حملہ اور صلح

سب سے پہلے قلعہ مضیات[۵۱] کا جو کہ بلاد اسماعیلیہ کے مستحکم قلعون مین شمار کیا جاتا تہا محاصرہ کیا چارون طرف سے منجنیقین[۵۲] نصب کین۔ سلطان کا اقبال باآواز بلند پکار پکار کہہ رہا تہا کہ صبح ہوتے ہی زیادہ برین نیست ظہر کے وقت تک آپکی کامیابی کا پہریرہ اس قلعہ پر بہی اوڑا دیا جائے گا لیکن سنان حاکم قلعہ نے **شہاب الدین الحارمی** صاحب حماۃ کے ذریعہ سے جو کہ سلطان کا ماموں تہا فوراً مصالحت کرلی اور اس قلعہ کی بلند فصیلونکو سلطانی بہادرون کے ہاتہون زیر و زبر ہونے دیا۔

سلطان نے مصر کیطرف مراجعت کیا

اس واقعہ کے بعد سلطان کو مصر کے تعلقات نے ایسا بر داشتہ خاطر کیا کہ دو روز کی مسافت ایکروز مین طے کراتے ہوئے ماہ ربیع الاول ۵۷۲ھ ہجری کے نصف اول ہی مین مصر کی خوشنماسین کو دیکہلا دیا مصریو

---

۵۱ یہہ ایک مشہور قلعہ قریب طرابلس کے ساحل پر واقع ہے۔ شہر حماۃ اور حمص اور مضیات بشکل مثلث ایک دوسرے سے تہوڑے فاصلہ پر ہین شرقی زاویہ پر حماۃ ہے اور زاویہ غرب شمال مین مضیات ہے اور جانب غرب جنوب حمص ہے۔ شہر مضیات بہی نہایت شاداب اور زرخیز ہے یہی شہر قلعہ اسماعیلیہ کا مرکز تہا۔

۵۲ منجنیق بالفتح فلاخن وہندی گوپہنا اسکو حکیم ارشمیدوس یونانی نے ایجاد کیا تہا قلعہ کی فصیلون اور دیوارون کے توڑنے مین یہہ کام آتا تہا۔

کمال جوش وخوشی سے اپنے فتح نصیب سلطان کا خیر مقدم کیا سلطان نے اسی سنہ مین مصر اور قاہرہ کے شہر پناہ بنانے کا حکم دیا اور جبل مقطم پر قلعہ[۵۱] بنانیکا بنیادی پتھر اپنے مبارک ہاتھ سے رکھا۔ ماہ جمادی الاول ۵۷۲ھ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ایک مدرسہ اور ایک بیمارستان (یعنی شفاخانہ) قایم کیا۔ اور ان دونون کے مصارف کے لیئے بہت بڑی جائداد وقف کر دی۔

ہزیمت رملہ

انہین کامیابیون کے سلسلہ مین ہم اوس عارضی ناکامی کو بھی بیان کیئے دیتے ہین جو کہ بمشیت ایزدی مقام رملہ[۵۲] مین ہمارے نامی سلطان کے لشکر ظفر پیکر کو ہوئی تھی اگرچہ اس ناکامی کو اپنے ماسبق حالات سے نہ تو باعتبار سنہ وسال تعلق ہے اور نہ باعتبار دلچسپی وکامیابی کچھ سروکار ہے لیکن دنیا مین یہہ ہوتا ہی چلا آتا ہے ہمیشہ لڑائیون مین جو شخص فتح نصیب کہلاتا ہے اوسیکو گاہے گاہے شکست بھی ہوا کرتی ہے یہہ کچھ ضروری نہین ہے کہ جو شخص برسر حق ہو ہمیشہ اوسی کو کامیابی ہو کبھی کبھی عارضی غیر ضروری ناکامی بھی ہو جایا کرتی ہے بقول شخصے ؎

گرتے ہین شہسوار ہی میدان جنگ مین * وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنون کے بل چلے

اگر عارضی طور سے کہین کسی لڑائی مین ہمارے نامی سلطان کو ناکامی بھی

[۵۱] اس قلعہ کا دورا وتیس ہزار تین سو درایع ہاشمی تھا سلطان کے انتقال کے وقت تک اسمین برابر مدد لگی رہی ۶۰۴ھ کے اخیر مین اسکی عمارت تمام وکمال تیار ہو گئی۔

[۵۲] رملہ ایک شہر ہے سرزمین فلسطین مین سلیمان ابن عبد الملک اموی نے اسکو لوٹ لیا تھا عزیزی لکھتا ہے کہ رملہ فلسطین کا ایک قصبہ ہے بیت المقدس سے ایک روز کے رستہ پر۔ رملہ کو اس نے قدیم شہرون مین نہین شمار کیا بلکہ اوسکا یہہ خیال ہے کہ لُد پورانا شہر تھا جسکو سلیمان ابن عبد الملک اموی نے ویران کرکے لُد سے تین کوس کے فاصلہ پر جانب مغرب رملہ کو آباد کیا۔

ہوئی تو کیا۔ یہہ کچہہ اوسکی لشکریون کی پست ہمتی یا بزدلی پر دلالت نہین کرسکتی۔ جس نے ہمیشہ مقصود و کامیابی کے ہرے بہرے باغ شکر گزاری کے ساتہہ دیکہے ہونگے وہ اوسی دلچسپی سے ناکامی و نامرادی کے سنسان میدانکی بہی کمال صبر و شکر سے سیر کرے گا۔ آئے آپکو ہم رملہ کی لڑائی کا دلچسپ سین دکہلائین ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ کے دوسرے عشرہ کے اخیر مین ہمارا نامی سلطان مصر سے ایک جمعیت کے ساتہہ بلاد نصاریٰ کیطرف روانہ ہوا۔ چوبیسوین جمادی الاول کو اطراف عسقلان مین پہونچا خاطرخواہ لشکریون نے کسی قریہ کو لوٹ لیا کسی کو برباد و ویران کر دیا۔ اکثر کو قید اور بعضون کو قتل کیا لیکن نصرانیون مین سے ایک متنفس بہی اپنے صلیبی بہائیون کی مدد کو بر سر مقابلہ نہ آیا عساکر اسلامی ایک تو خود ہی قلیل تہے دوسرے مختلف مقامات کیطرف منتشر ہوگئے چنانچہ سلطان صلاح الدین بہی تہوڑے سے جوانون کو ہمراہ لئے ہوئے رملہ کے طرف جارہا تہا ہنوز نہر سے عبور بہی نہ کرنے پایا تہا کہ مسیحی لشکر صلیبی پہریرے لئے ہوئے دست بدست لڑنے کو مقابلہ پر آگیا سب سے پہلے عساکر اسلامیہ سے جو لڑنے کو لڑائی کے خوفناک میدان مین آیا وہ محمد ہمارے سلطان کا بہتیجا تہا اور مقدمۃ الجیش کا کمانڈنگ افسر تہا۔ اس نے کامل چار گہنٹے تک اپنے حریف کا مقابلہ کیا پانچوان گہنٹہ شروع ہی ہوا تہا کہ محمد تو شہید ہوا اور احمد ابن تقی الدین[1] اسلامی پہریرہ لئے ہوئے کمال تیزی اور شوق سے قدم بڑہاتے ہوئے آگے بڑہا احمد ابن تقی الدین کچہہ تجربہ کار سن رسیدہ آدمی نہ تہا بلکہ ہمارے خیال مین اوسکا پورا طور سے

---

[1] تقی الدین ایک دوسرا لڑکا شہنشاہ نامی کو نصرانیون نے دہوکا دیکر قید کر لیا تہا سات برس بعد سلطان نے کثیر التعداد روپیہ دیکر چہوڑایا تہا۔

شباب بہی نہین آیا تہا البتہ اوسکے سُرخ چہرہ پر کسیقدر خطوط نمایان ہو چلے تہے
اس نے اپنے اون دونون حملون مین جو کہ بقوت تمام مسیحی فوج پر کرکے ایسے
ملک مین پہونچگیا جہان کہ کبہی کسی قسم کی لڑائی کی ہوا بہی نہ جاسکے گی یہہ ثابت
کردیا تہا کہ باوجود حداثت سن کے مردانگی واقفکاری نبرد آزمائی مین اپنا
آپ ہی نظیر تہا۔

پرنس ارناط (آرنلڈ) نے جو کہ صلیبی لشکر کا افسر اعلی تہا بعد اوس واقعہ کے
گہیر اکر ایک مجموعی قوت سے ایسا قوی حملہ کیا کہ اسلامی عساکر کے کچہہ لوگ تیسرہ
سے میمنہ اور میمنہ سے تیرہ مین خلط ملط ہوگئے اور کچہہ ایسے حواس باختہ ہوگئے
کہ ان کے قدم استقامت ڈگمگئے سلطان نے ہر چند کوشش کی کہ یہہ
منہزم گروہ لوٹ آئے۔ حریف مقابل سے بزور و قوت نمایان کامیابی
حاصل کرے لیکن کچہہ بہی کارآمد نہ ہوئی۔ جب تک آفتاب اپنی تیز روشنی سے
عالم کو روشن کرتا رہا اسلامی بہی تیزی سے قدم بڑہائے ہوئے چلے جارہے تہے
نہ کسی سے انکو راستہ دریافت کرنے کی ضرورت تہی نہ انکو خود بہی راہ
بہول جانے کا اندیشہ تہا لیکن جیسے ہی شب نے آفتاب کو اپنی گود مین لیلیا
اور تاریکی نے عالم سے روشنی کا نام تہوڑی دیر کے لئے کافور کردیا یہہ بیچارے
جنپر ہر ہمت کی نئی آفت پڑی تہی راستہ بہول گئے اثناء راہ مین بڑی بڑی
دقتین اوٹہانی پڑین کچہہ تو قلت رسد کے نذر ہوگئے اور بعضے مبتلائے مرض
ہوکر ہمیشہ کے لئے مصائب سفر و مقابلہ سے بچگئے سیکڑون باربرداری کے
خچر سواری کے گہوڑے بے دانہ گہاس مرگئے ماہ جمادی الثانی ۵۷۳ھ کا
نصف اول گذرچکا تہا کہ سلطان معہ اون لشکریون کے جو کہ مقابلہ اور
مصائب سے باقی رہ گئے تہے پنجشنبہ کے روز قاہرہ مین داخل ہوا۔

لشکر کا وہ حصہ جو کہ عسقلان ہی سے علیحدہ ہوکر اطراف وجوانب مین پہیل گیا تہا اور اوسکا افسر **فقیہ عیسی** ہکاری تہا وہ بخوف وخطر بلاد نصاریٰ مین چلا جارہا تہا۔ ہنوز کسی کامیابی کے میدان مین نہ پہونچنے پایا تہا کہ اوسکا بہی مقابلہ نصرانیون کے ایک ایسے گروہ سے ہوگیا جو کہ اس سے سہ چند چہار چند تہے پہلے ہی حملہ مین مسلمانون کے پانؤن اکہڑ گئے جنکی قسمتون مین قسّام ازل نے شہادت لکہہ دی تہی وہ توشہید ہوئے اور جنکے نصیب مین قید ہونا تہا وہ نصرانیون کے پنجۂ غضب مین پڑ گئے معدودے چند جان بچا کر مصر پہونچے۔ سلطان نے دو برس کے بعد ساٹہہ ہزار دینار دیکے فقیہ عیسیٰ کو معہ اون مسلمانون کے جنکو کہ اس واقعہ مین نصرانیون نے قید کر لیا تہا رہائی دلائی۔

سلطان نے خود اس واقعہ کو اجمالاً اپنے اوس خط مین جو کہ اس نے مصر سے **شمس الدولہ تورانشاہ** کے پاس دمشق کے طرف بہیجا تہا اسطرح ذکر کیا ہے کہ "لقد اشرفنا علی الهلاک غیر مرة وما انجانا الله سبحانه منه الا لامر یریده سبحانه" یعنی ہم مکرر ہلاکت کے قریب پہونچگئے تہے اللہ سبحانہ نے اوس سے ہم کو نہین نجات دی مگر یہہ کہ کسی کام کے غرض سے جسکا وہ قصد رکہتا ہے"۔

علامہ **ابوالحسن علی بن ابوالکرم** معروف بہ **ابن اثیر** جزری صاحب تاریخ کامل نے اس خط کو خود اپنے آنکہون سے دیکہا ہے۔

نصرانیون نے حماۃ پر حملہ کیا اور ناکام رہے

اس واقعۂ غیر متوقعہ کے بعد ہی نصرانیون نے دو مرتبہ حماۃ پر حملہ کیا اور دونون بار ناکامی کے ساتہہ پسپا ہوئے ایک تو ماہ جمادی الاول سنہ ۵۷۳ھ مین جسوقت کہ **سلطان** بعد ہزیمت رملہ مصر کیطرف جارہا تہا اور ظاہرا

اس حملہ کا سبب یہی کمبخت ہزیمت ہو سکتی ہے اور دوسرے بار ماہ ربیع الاول ۵۷۱ھ
مین شام کے نصرانیون نے باتفاق حماۃ پر فوجکشی کی۔ اور یہہ وہ زمانہ تھا
کہ سلطان مصر سے بقصد دمشق روانہ ہو کر حمص کے قریب پہونچگیا تھا۔
سلطان پہلے حملہ مین نصرانیون کے جواب دینے کو پہونچ ہی نہین سکتا تھا۔
باقی رہا یہہ دوسرا حملہ اس مین گو یہہ ممکن تھا کہ سلطان خود اس طمعی گروہ کا
مقابلہ کرتا لیکن اوسکو اس امر کی ضرورت ہی نہ ہوئی حماۃ کے اسلامی لشکر نے
نصرانیون کے دانت کھٹے کر دیئے اور بہت بڑے نقصان کے ساتھہ ان کو
پسپا کر کے اون مسلمانون کو جنکو نصرانیون نے حماۃ کے قرب وجوار کے قصبات
سے گرفتار کر لیا تھا چھوڑا لیا اور اون کے مقتولون کے سرون کو سلطان
کی خدمت مین حمص مین بھیجدیا۔

سلطان اور والی بعلبک کی ناصافی اور صفائی

اسی ۵۷۱ھ مین شمس الدین محمد بن عبدالملک المقدم اور ہمارے
نامی سلطان سے کسیقدر کیا بہت بڑی ناصافی ہو گئی تھی۔ وجہ اوسکی یہہ تھی
کہ جسوقت سے سلطان نے بعلبک کو اپنے مقبوضات مین شامل کر لیا تھا
اوسیوقت سے بعوض حسن خدمت و اطاعت بعلبک کی حکومت شمس الدین محمد
ہی کے قبضۂ اقتدار مین تھی۔ اسی اثناء مین کہ ہمارا نامی ہیرو حمص کے قریب
مقیم تھا کہ شمس الدولہ محمد بن ایوب نے اپنے بھائی ہونہار سلطان سے بعلبک کے
حکومت کی خواہش ظاہر کی سلطان نے شمس الدین حاکم بعلبک کو
یہہ لکھا کہ بعلبک تو تم شمس الدولہ کو دیدو اور ہم تمکو اس کے عوض مین
جس شہر کی تم حکومت پسند کرو گے بے تامل دیدینگے شمس الدین معلوم
نہین کس خیال مین تھا سلطان کے اس کہنے پر کچھہ بھی ملتفت نہ ہوا۔
نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ سلطان نے بعلبک کا محاصرہ کر لیا گو بعد چند سلطان

تو دوسرے طرف چلا گیا لیکن حصار بدستور رہا۔ آخر الامر **شمس الدین** نے صلح کے پیام بھیجے اور معافی چاہی **سلطان** نے بوجہ صفائی باطنی صلح کرکے بعلبک تو **شمس الدولہ** کے سپرد کردیا اور شمس الدین کو بجائے اس کے دوسرا شہر مرحمت فرمایا۔

نصرانیون نے دمشق پر حملہ کیا اور ناکام رہے

نصرانیون نے پھر اسی ۵۷۴ھ کے اخیر ماہ ذیقعدہ مین ایک جمعیت کثیرہ سے شہر دمشق پر حملہ کیا۔ اطراف وجوانب شہر دمشق کے جو قصبات اور چھوٹے چھوٹے گاؤن تھے اونکو لوٹ لیا مسلمانون کو قتل وقید کرنا شروع کردیا **سلطان** نے ایک دستہ فوج بسر کردگی اپنے بھتیجے **فرخ شاہ** کے بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ کیا اور بتاکید سمجھا دیا تھا کہ جسوقت نصرانیون کے قریب پہونچ جانا فورًا اطلاع دینا کہ مین خود مقابلہ پر تلا بیٹھا ہوان۔ اتفاق کچھہ ایسا ہوا کہ فرخ شاہ ایسے حالت مین نصرانیون سے مڈبھیڑ ہو گیا کہ اوسکو اطلاع کا موقع نہ ملا۔ طرفین سے تلوارین کھنچ گئین موت سرون پر کھیلنے لگی۔ اس لڑائی مین عجب تہا کہ بوجہ قلت جماعت مسلمانون ہی کی شکست ہوتی لیکن فرخ شاہ کے توانا بازؤن اور اوس کے مضبوط دل نے ایسا حملہ کیا کہ نصرانیون کے پاؤن اوکھڑ گئے۔ اس لڑائی مین نصرانیون کے بڑے بڑے دلاور نبرد آزما مارے گئے منجملہ اونکے ہنفری[۱] بہی جو کہ شجاعت و دلیری مین ضرب المثل تہا کام آیا۔

غالبًا آپلوگون کے اذہان مین یہہ خطرہ گزر رہا ہوگا کہ ہمارا **سلطان** بعلبک سے روانہ ہوکر کسطرف جارہا ہے اور اُسکا ارادہ کیا ہے انہین جانہ جنگیون کے رفع دفع کرنیکے لئے تیز تیز قدم اوٹہائے چلا جاتا تہا یا کہ نصرانیون کے آتش فتنہ وفساد کے فرو کرنیکے غرض سے دو دنکی منزل ایکدن مین

۱؎ اسکا نام رینا ڈدی چیٹیلان تہا فرانس سے لوئیس کی فوج کے ساتہہ ایشیا مین آیا تہا اور ریمنڈ والی انطاکیہ کی فوج مین نوکر ہوگیا جب ریمنڈ ایک لڑائی مین مارا گیا تو اوسکی بی بی نے اسکو اپنی شوہریت کیلئے منتخب کرکے اسکے ساتہہ عقد کرلیا تہا۔

سطے کرتا ہے اور یا سوائے اسکے اور کوئی ضرورت پیش آئی ہے۔ ہم سمجھتے ہین
کہ آپ لوگون نے کسی قدر عجلت سے کام لے لیا ورنہ ہم تو یہہ بتلانیوالے ہی تھے
کہ ہمارا سلطان بعلبک کو بحالہ محاصرہ مین چہوڑکر بانیاس کیطرف جارہا ہی۔

نصرانیونکی شکست

وجہ اسکی یہہ تہی کہ نصرانیون نے بانیاس کے قریب ایک جدید قلعہ
بنوالیا تہا جوکہ آیندہ بیت المقدس کے فتح کرنے مین کسیقدر خلل انداز ہوسکتا تہا
اسوجہ سے سلطان بعلبک کا حصار چہوڑکر بانیاس کیطرف قتل وغارت کرتا ہوا
بڑہا۔ ہمارے اس کہنے سے کہ اثناء راہ مین نصرانیون کے قصبات اور چہوٹے
چہوٹے مواضع کو سلطانی لشکر غارت و برباد کررہا تہا یہہ نہ سمجہہ لینا کہ نصرانیون کو
بلا امتیاز عورت و لڑکے و بڈہے کے عساکر صلاحیہ قتل کررہا تہا بلکہ حسب تعلیم
شارع عورتون لڑکون بڈہون سے تو کچہہ تعرض بہی نہ کرتے تہے البتہ اونکے
مردون کو در انحالیکہ نہ وہ اسلام ہی قبول کرتے تہے اور نہ فدیہ دیتے تہے
قتل یا قید کرلیتے تہے غرض کہ بہت ہی قلیل عرصہ مین بانیاس پہونچکر قلعہ کا
محاصرہ کرلیا۔ سنہ مذکور تو دوچار معمولی لڑائیون مین تمام ہوگیا لیکن
۵۷۵ھ کا داخل ہونا تہا کہ طرفین کے قلوب قابو سے باہر ہوگئے نصرانیون نے
ہر چہار طرف سے حملے شروع کردئے قریب تہا کہ سلطانی لشکر محاصرہ مین آجائے
یا کہ اپنے مورچہ سے پیچہے ہٹ آئے لیکن ہمارے شیردل فتح نصیب سلطان نے
اس آواز پر کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف (جنت تلوارون کے سایہ کے
نیچے ہے) ہر فرد بشر مارنے اور مارے جانے پر تُل گیا اور ایسا قوی حملہ کیا
کہ نصرانیون کی جماعت منتشر ہوگئی ہزارہا نصرانی تیغ اجل کے نذر ہوگئے
لاکہون کا مال ضایع ہوا بیشمار مسیحی تیرہ بختی سے مسلمانون کی غلامی کے لئے
قید ہوئے منجملہ اون کے والی رملہ و نابلس جو کہ نصرانیون کا بہت بڑا مدبر

پیشوا تھا اور حاکم طبریہ وجبیل جو کہ نصرانیون کے مشاہیر جنرل سے تھے گرفتار ہو کے دربار سلطانی مین حاضر کئے گئے صاحب ملہ نے تو ڈیڑھ لاکھ دینار صوریہ فدیہ دیکر اور ایک ہزار مسلمان قیدیون کو آزاد کرکے قید کی ذلّت سے نجات پائی اور باقی سب قید خانہ کے سپرد کئے گئے۔

قلعہ کے محاصرہ مین کامیابی

اس کامیابی کے بعد سلطان پھر قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور اوسکو اس امر کا پورا پورا یقین ہوگیا کہ نصرانی اب تھوڑا بھی مقابلہ پر نہ آئینگے جہانتک ممکن ہو اوس سے بھی جلد منجنیقین قایم کرکے قلعہ کو زمین دوش کردینا چاہیئے لیکن جاولی اسدی نے جو کہ عساکر اسدیہ کا ایک نامی افسر تھا اس رائے سے مخالفت کی اور یہہ مشورہ دیا کہ پہلے نصرانیون کی قوت کو اپنے قوی حملون سے توڑنا چاہیئے اگر ہم اس مین کامیاب ہوگئے تو فبہا ورنہ بدرجہ مجبوری قلعہ کو منجنیقون کے ذریعے سے مسمار کردینگے سلطان نے اس رائے کو پسند کیا اور اگلے دن سے حملے شروع ہوگئے۔ اسلامی لشکر کا ایک حصہ قلعہ کے فصیلون تک پہونچگیا گو نصرانیون نے اونپر کھڑکیون سے تیر باری شروع کردی لیکن ان کے قدم استقامت وہان نہ ڈگے۔ یہانتک کہ شام ہوگئی۔ لڑائی کا بازار بھی سرد ہوگیا سلطان نے مصلحتاً اس گروہ کو شب بھر اوسی مقام پر رکھا صبح ہوتے ہی سُرنگ مین جو کہ ایک ہی شب مین تیار کی گئی تھی آگ مشتعل کیا لیکن قلعہ کی دیوارین چونکہ عریض زیادہ تھین اسوجہ سے پہلے دن ناکامی ہوئی دوسرے روز بہت عمیق سُرنگ کھودی گئی۔ اور آگ مشتعل کرتے ہی ایک ایسی ہیبت ناک آواز لڑنے والون کے کانون مین آئی کہ جس سے ہر شخص جس حالت مین تھا حیرت زدہ سکتہ کے عالم مین کھڑا رہگیا بعد ایک ساعت کے ہوش وحواس بجا ہوئے تو یہہ دیکھا گیا کہ قلعہ کی شمالی دیوار زمین دوش ہوگئی ہے اور اسلامی پھریرہ قلعہ کے بلند مینار پر کامیابی کی ہوا مین

اُوڑ رہا ہے مسلمان قیدی جو کہ اس سے پہلے نصرانیون کے پنجہ غضب مین گرفتار ہو گئے تہے آزاد ہو کر اپنے حریف سے بدلہ لیتے ہین نہ تو نصرانیون کا صلیبی نشان کہین دکہلائی دیتا ہے اور نہ اونکا وہ دم خم باقی ہے قیدیون کو تو سلطان نے دمشق کے طرف روانہ کر دیا اور خود اس موقع سے جب تک کہ قلعہ زمین کے برابر نہ کر دیا گیا اوس نے کسی طرف کا قصد نہ کیا۔

اسی موقع پر یہہ امر بہی ظاہر کر دینا چاہیے کہ لڑائی سے پہلے ہمارا نامی سلطان ساٹہہ ہزار ۶۰۰۰۰ دینار مصری نصرانیونکو اس غرض سے دے رہا تہا کہ بغیر جدال و قتال اس قلعہ کو مسلمانون کے حوالہ کر دین و یا خود ہی منہدم کر دین لیکن نصرانیونکو تو اپنی کثرت اور قوت پر غرّہ تہا اس امر پر راضی نہوئے اور نتیجہ وہی ہوا جو کہ ہم لکہہ چکے ہین۔

قلیج ارسلانکی دست درازی

اسی سنہ مین سلطانی لشکر اور قلیج[۱] ارسلان بن مسعود بن قلیج ارسلان صاحب بلاد روم سے معرکہ آرائی ہوئی۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ نورالدین زنگی نے کسی زمانہ مین قلعہ رعیان[۲] قلیج ارسلان سے فتح کر لیا تہا اور اسوقت تک شمس الدین بن المقدم اس قلعہ کا حاکم تہا۔ اندنون چونکہ مابین الملک الصالح اور سلطان کے ناصافی کیا بلکہ پورے طور سے چل رہی تہی اسوجہ سے قلیج ارسلان نے بلا سوچے سمجہے بیس ہزار ۲۰۰۰۰ کی جمعیت سے قلعہ پر حملہ کیا اور کامل طور سے محاصرہ کر لیا سلطان نے فوراً اپنے بہتیجے تقی الدین عمر کو اس مہم کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔

تقی الدین عمر نے بہت ہی ہوشیاری سے اس مہم کو سر کیا اکثر فخریہ یہہ مرت

---

[۱] قلیج ارسلان ۵۵۱ھ مین بعد انتقال اپنے باپ مسعود بن قلیج ارسلان صاحب بلاد روم کے سریر حکومت پر بیٹہا ۲۷ برس تک اسنے حکومت کی اور ۵۸۸ھ مین مقام قونیہ یا قیساریہ مین انتقال کیا۔

[۲] قلعہ رعیان شمالی جانب حلب کے واقع ہے۔

بالف مقاتل عشرین الفاً (یعنی ہزار جنگی سپاہیون سے مینے بتیں ہزار کو شکست دی) کہا کرتا تہا۔ اس کامیابی کے بعد تقی الدین اولٹے پاؤن سلطان کیطرف واپس آیا اور قلج ارسلان ناکامی کے ساتہہ اپنے دار الحکومتہ کو لوٹ گیا۔

قلج ارسلان اور قزا ارسلانکی مصالحت

ہم پہلے کل اون اُمور سے جنکو آیندہ تحریر کرنے والے ہین یہہ بات ظاہر کیا چاہتے ہین کہ نور الدین قزا ارسلان کو تہوڑے دنون سے معمولی عورتون کی طرف کچہہ ایسا میلان ہوگیا ہے کہ اوسنے اپنی منکوحہ بی بی کو نہین چہوڑا بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کو بہی بہولا دیا ہے یقیناً اسیوجہ سے قلج ارسلان والی بلاد رُوم نہ محض اس خیال سے کہ قزا ارسلان اوسکی لڑکی کیطرف ملتفت نہین ہوتا بلکہ وہ چونکہ از خود رفتہ ہوتا نظر آتا ہے اون بلاد کے واپس لینے پر آمادہ ہوگیا ہے ظاہرا یہی قوی سبب ان خسرو داماد مین ناصافی کا ہوا ہے اور رفتہ رفتہ یہہ ناصافی اسدرجہ پہونچگئی کہ سلطان کو اسطرف متوجہ ہونا پڑا۔

سلطان کو پہلے یہہ شبہہ پیدا ہو گیا تہا کہ اس معاملہ مین قلج ارسلان کی زیادتی ہے۔ یہہ قزا ارسلان کو کسی پولٹیکل خیال سے معزول کیا چاہتا ہے اور اس شبہے کے پیدا ہونیکا موقع بہی تہا کیونکہ سلطان کے خدمت مین قزا ارسلان کا قاصد پہلے ہی واویلا وامصیبتاہ کرتا ہوا حاضر ہوا اور قلج ارسلان کی ایک ایک زیادتیون کی تصویرین کہینچکر دکہلادی تہی۔ یہی وجہ تہی کہ سلطان قلج ارسلان کے مقابلہ پر تُل گیا لیکن جسوقت ہمارا نامی سلطان ملطیہ کے حدید پر پہونچا قلج ارسلان کا ایک معتمد امیر سلطان کی خدمتمین حاضر ہوا اور قزا ارسلان کا سارا حال عرض کردیا۔

سُلطان کے آنکہون مین اُون حالات کے سُننے سے جسقدر قزا ارسلان کی صورت ناپسندیدگی کے لباس مین بدنما نظر آئی ہوگی اوسکا اندازہ تو ہر شخص

کرسکتا ہے ہم اس واقعہ کے تفصیلی حالات سے قطع نظر کرکے مختصراً اسیقدر تحریر کیا چاہتے ہین کہ قزل ارسلان نے سلطان کے دباؤ سے کل ان حرکات رکیکہ و افعال ذمیمہ سے جسکی بدولت اوسکو یہہ پاپڑ بیلنے پڑی تہین توبہ کیا اسیوجہ سے سلطانکو ان معاملات مین دست اندازی کی ضرورت پیش نہ آئی معاملہ کا رنگ ہی بدل گیا سب کے سب اپنے اپنے ممالک محروسہ کیطرف لوٹ گئے۔

ابن لیون ارمنی کی سرکوبی

اس اثنا مین کہ سلطان کو کسیقدر خانہ جنگیون اور اہتمام و انصرام ممالک محروسہ سے فراغت حاصل ہو چلی تہی اور اوسکے خیال مین وہ دن بہت ہی قریب آ گیا تہا جو کہ ازل ہی سے اسکے کامیابی کے لئے لکہہ دیا گیا تہا لیکن ضرورتاً تہوڑی دیر کے لئے جسطرح ہمارا نامی سلطان کرک وغیرہ کے حملون سے پہلے بلاد قلیچ ابن لیون ارمنی کیطرف متوجہ ہو گیا ہے اوسیطرح ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے ناظرین بہی ایک سرسری نظر سے اس سین کو بہی دیکہہ لینگے جسمین کہ قلیچ ابن لیون ارمنی کچہہ روز پہلے ترکمانون پر قتل و غارت کے ہاتہہ صاف کر رہا تہا اور اب چند دنون کے بعد اسکا ملک ہمارے نامی سلطان کے لشکر کا تختۂ مشق بن رہا ہے۔

اصل واقعہ یہہ تہا کہ پہلے ابن لیون نے صحری ترکمانونکو یہہ اجازت دیدی تہی کہ بلاخوف و خیال خطر اوسکے ملک کے سرسبز میدانون مین یہہ لوگ اپنے مویشیون کو چرائین لیکن بعد چندے ابن لیون نے غداری شروع کردی ترکمانونکے مویشیون کو چہین لیا بعضون کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا چار ناچار سلطان کو اسکی سرکوبی کیطرف مائل ہونا پڑا۔

سلطان کا پہلا مقام قریٰ حصار پر ہوا۔ اگلے دن منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا جسوقت کہ نہر ارزق پر پہونچا جو کہ مابین بہسنا و حصن منصور واقع ہے حلبی لشکر بہی آ گیا۔ ایک روز اس مقام پر قیام کرکے بعد ترتیب فوج نہر اسو کیطرف روانہ ہوا

نہر اسود کے کنارے کنارے چہوٹے چہوٹے بہت سے شہر آباد تہے اور وہ کل ابن لیون کے مقبوضات مین شامل تہے سلطانی لشکر جسوقت انکو تخت وتاراج کر رہا تہا ابن لیون نے قبل اسکے کہ مقابلہ پر آئے اوس قلعہ کو جو کہ نہر اسود کے کنارے ایک چہوٹی سی پہاڑی پر نہایت مضبوط بنا ہوا تہا اس خیال سے کہ مسلمانون کے قبضہ مین یہہ یاد قلعہ نہ آجائے ویران کر رہا تہا قلعہ کے شمالی دیوار قریب قریب زمین دوش ہونے کے ہو گئی تہی کہ سلطان کو اس خبر نے فورًا اس قلعہ پر پہونچا دیا قلعہ کی شمالی دیوار زمین دوش ہو ہی گئی تہی اسلامی لشکر قضائے مبرم کیطرح برہنہ خون اشام تلوار کہینچے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور **قلج ابن لیون** ارمنی کے جانبازون سے کچہہ بہی نہ بن آئی سیکڑون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو گرفتار کر لیا **ابن لیون** نے صبح ہوتے ہی **سلطان** کی خدمت مین یہہ پیام بہیجا کہ ہم ترکمانون کو معہ اونکے اسباب و مواشیون کے آزاد کئے دیتے ہین لیکن شرط یہہ ہے کہ آپ اپنے ممالک محروسہ کیطرف واپس چلے جایئے **سلطان** نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اور آخر ماہ جمادی الثانی ۵۷۶ھ مین بعد مصالحت مصر کیطرف واپس ہوا۔

الملک الصالح کا انتقال اور سلطان کا آخری سفر شام کو

مصر مین سلطان کو پہونچے ہوئے کچہہ زیادہ دن نہ گذرے تہے اور نہ چندان بیفکری سے دم لینے پایا تہا کہ یکایک الملک الصالح[۱] اسمٰعیل کے انتقال اور عیسائیونکی مداخلت اور حملون کے خوف نے اوس خیال کو جو کہ اسکے مبارک دماغ مین بابت فتح بیت المقدس سمایا ہوا تہا منتشر کر دیا چار ناچار اونہین خیالات اور ضروریات کیوجہ سے پہر اسکو ممالک شام کے طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اخیر ماہ محرم ۵۷۸ھ کے کسی تاریخ مین مصر سے روانہ ہو کر بیروت مین عیسائیون سے لڑتا ہوا۔ صفر سنہ مذکور کو دمشق

[۱] ۲۳۔ رجب ۵۷۷ھ کو الملک الصالح اسمٰعیل کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا۔ ۲۰۔ شعبان کو عزالدین مسعود بن قطب الدین اسکا جانشین ہوا۔ اور پانچوین شوال کو اسنے الملک الصالح کی مان سے عقد کر لیا۔

مین پہونچا بظاہر اسکو موصل[1] پر حملہ کرنیکی ضرورت نہ تہی لیکن شاید ناظرین کی نظر اہل موصل کے ان حرکات پر نہین پڑی کہ یہہ لوگ نصرانیون کو سلطان کے مخالفت پر اکسا رہے ہین ساتہہ ہی دینے کو کہہ رہے ہین مالی مدد پہونچانے کا وعدہ وثوق کے ساتہہ کئے جاتے ہین اگرچہ بظاہر اوس عہدنامہ کی بہی پابندی کر رہے ہین جو کہ بحالت حیات الملک الصالح اسمٰعیل وقت محاصرہ حلب ہوا تہا لیکن درحقیقت عہدشکنی کا اعلان تہا سلطان کے کانون تک اس خبر کا پہونچنا تہا کہ آگ بگولا ہوگیا اوس نے پورا پورا ارادہ کرلیا کہ عیسائیون کی لڑائیون کے ساتہہ ان ناعاقبت اندیش امیرون کو بہی سر کرتا جاے جو کہ باوجود دعواے اسلام اسلامیون سے عہدشکنی کرتے ہین اور عیسائیون سے سازش رکہتے ہین ۱۸- جمادی الاول کو دمشق سے روانہ ہوکر حلب مین پہونچا۔ یہان تین روز تک بغرض تحقیق وانکشاف حال ٹہیرا رہا ۲۱- ماہ مذکور کو دریاے فرات عبور کرکے مظفرالدین صاحب حران سے ملتا ہوا ۱۱- رجب سنہ مذکور یوم پنجشنبہ کو موصل کے قریب پہونچکر کامل طور سے اوسکا محاصرہ کرلیا۔

شہر موصل چونکہ بہت بڑا عظیم الشان شہر تہا اسوجہ سے سلطان کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ موصل کا سردست آسانی سے فتح ہونا تو مشکل ہے البتہ اس ذریعہ سے کامیابی ہوجائیگی کہ حصار اوسکا بدستور رکہا جاے اور اسکے گرد و نواح کے قلعجات و بلاد پر حملہ کرکے مقبوضات مین شامل کرلئے جائین تاکہ آیندہ خانہ جنگیون اور اندرونی نقصانات سے فراغت حاصل ہوجاے چنانچہ اسی خیال سے موصل کو بحالہ محاصرہ مین چہوڑکر ۱۶- شعبان کو سنجار کیطرف بڑہا۔ | موصل کا محاصرہ

---

[1] موصل ایک بہت بڑا شہر ہو شہر دجلہ کے کنارہ پر واقع ہے اسکی وجہ تسمیہ بعض تو یہہ بیان کرتے ہین کہ یہہ شہر جزیرہ اور عراق کے حدود سے ملا ہوا ہے اسوجہ سے اسکو موصل کہتے ہین اور بعض یہہ کہتے ہین کہ اس شہر کو موصل نامی ایک بادشاہ نے اپنے نام سے آباد کیا اسکے ایکطرف تو دجلہ ہے اور مشرق کیطرف نینوی ہے وسط شہر مین جرجیس نبی کی قبر ہے مابین اسکے اور بغداد کے ستر اکہتر کوس کی مسافت ہے۔

فتح سنجار

اہل سنجار[۵۱] نے شہر کے دروازے بند کر لیے چودہ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی انجام کار ۲- رمضان ۵۸۰ھ کو سنجار ممالک محروسہ سلطانی مین داخل ہوگیا اور شرف الدین بن قطب الدین والی سے معہ اپنے چند مصاحبون کے سنجار کے دوسرے دروازہ سے نکلکر موصل کے طرف چلا گیا - سلطان نے سنجار کا انتظام اپنے برادر زادہ تقی الدین کے سپرد کر دیا اور خود مہم نصیبین کی تیاری کرنے لگا -

اہل موصل کی شاہ ارمن سے سازش

اس اثنا مین اہل موصل نے میدان خالی دیکھہ کر شاہ ارمن صاحب خلاط کو اپنا پشت پناہ سمجھکر خطوط لکھنے شروع کر دیئے - قاصد پر قاصد بھیجنے لگے چنانچہ شاہ ارمن بغرض امداد اہل موصل کوچ کرتا ہوا مقام حرزم مین پہونچا - صاحب موصل اور والی ماردین اور حلب کے بعض لشکری سب کے سب بقصد مقابلہ سلطان یہین آکر جمع ہوئے - شاہ ارمن نے بکتمر کو بتوسط شیخ الشیوخ سلطان کیخدمت مین مصالحت کا لیکر بھیجا لیکن شرائط کچھہ ایسے پیش کئے کہ جس سے مصالحت ہوسکے اور ہمارا نامی سلطان اپنی جری فوج کو لئے ہوئے بغرض مقابلہ اون کے طرف بڑھا اس خبر نے انلوگون کو ایسا پریشان کر دیا کہ کسی سے کچھہ بن نہ آئی - ہر ایک کو بلا کسی مقابلہ کے لڑائی کے موقع سے روپوشی کرنی ہی پڑی شام کے وقت یہہ مجمع متفرق ہوا اور اوسکے صبح کو سلطان اس مقام پر وارد ہوا - چند ساعت آرام لینے کے غرض سے ٹھہرا دوسرے وقت بعد ظہر بارادہ آمد روانہ ہوا -

فتح آمد

اہل آمد[۵۲] نے پہلے ہی قلعہ بندی کر لی تھی شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے تھے

---

[۵۱] سنجار نصیبین کے جنوبی جانب موصل سے پچھم تین منزل پر واقع ہے اسکا قلعہ نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے - پہاڑیان اسکی بہت ہی سرسبز و شاداب ہین - بلاد جزیرہ مین اس سے زیادہ کوئی شہر شاداب نہین ہے -

[۵۲] آمد (بمد الف و کسر میم و سکون دال مہملہ) ایک قدیم شہر ہے دجلہ کے کنارے شہر پناہ اسکا بہت مضبوط سیاہ پتھر کا بنا ہوا تھا - دجلہ اسکو ہلال کی صورت مستدیراً گھیرے ہوئے ہے اسکا قلعہ بھی بہت مستحکم خوبصورت بنا ہے -

تمام شب بخوف سلطان جاگ کر صبح کرتے تھے۔ اون مین سے کسی کی یہہ رائے تھی کہ بغیر جدال وقتال کے شہر دیدینا چاہیئے اور بعضے غرور جوانی وشجاعت مین لڑنے پر تلے تھے کہ ناگاہ سلطانی عساکر کا مقدمۃ الجیش آمد کے قریب پہونچکر مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا رات بہرمین ان لوگون نے دمدمے باندہ لیئے مورچہ قائم کرلیا صبح ہوتے سلطان بہی معہ بقیہ لشکر کے پہونچ گیا۔ بہاء الدین ابن نیسان والی قلعہ بہی مستعد ہوکر مقابلہ پر آگیا آٹھہ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی نوین روز جب ابن نیسان کو اہل شہر کی بد دلی اور اپنے ضعف کا احساس ہوا تو اس نے اپنی عورتون بچون کو قاضی[1] فاضل کے پاس بہیجدیا اور امن وامان وصلح کے

[1] ابوعلی عبدالرحیم ابن قاضی اشرف بہاء الدین ابوالمجد علی ابن قاضی سعید ابومحمد محمد ابن حسن ابن حسین ابن احمد ابن مفرج ابن احمد لخمی عسقلانی المولد مصری المسکن معروف بہ قاضی فاضل ملقب بہ مجیرالدین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا وزیر تہا اپنی لیاقت ذاتی وفطانت فطری سے مقبول خواص وعوام ومرجع امور سلطان تہا فن انشاء مین متقدمین متاخرین سے بڑہا ہوا تہا علامہ ابن خلکان تحریر کرتا ہے کہ مجھسے ایک فاضل نے چشم دید روایت کی ہے کہ "اگر قاضی فاضل کے مسودات اور تعلیقات جمع کیجائین تو یقیناً سو جلدون سے متجاوز ہو جائینگی" عماد کاتب اصفہانی جریدہ مین اسکو رب القلم والبیان واللسن واللسان تحریر کرتا ہے اور اسکی انشاء پردازی کی شریعت محمدیہ سے تشبیہہ دیتا ہے رجا یدطولی اسکو نثر مین حاصل تہا ایسا ہی ملکہ نظم مین بہی تہا اعلی درجہ کا طباع وذہین تہا۔ الملک العزیز بحالت حیات سلطان اس سے بہت زیادہ مانوس تہا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ الملک العزیز ایک خادمہ کیطرف ایسا مائل ہوا کہ کسیقدر اپنے کار مفوضہ سے غافل ہوگیا جب اسکی خبر سلطان کو ہوئی تو اوسنے الملک العزیز کو اس فعل سے منع کیا الملک العزیز کو یہہ امر شاق گذرا لیکن اپنے باپ کی حکم کی مخالفت نکرسکا بعد ایک مدت کے الملک العزیز کے پاس عنبر ایک کا گولا بہیجا گیا الملک العزیز نے جب اوسکو توڑا تو اوسکے اندر سے زر کا ایک ٹکڑا ملا الملک العزیز نے اسکو قاضی فاضل کے پاس بہیجدیا قاضی فاضل نے اس کے جواب مین یہہ دو بیتین لکھہ کر بہیجدین ؎ اہدت لک العنبر فی وسطہ ۲۰ (دیکھو صفحہ ۷۳)

استدعا کے ساتھہ تین یوم کی مُہلت چاہی تا کہ اپنے مال و اسباب کو بآسانی دوسرے

۵ (بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۲۷)۔ زر من التبر دقیق اللحام + فالزر فی العنبر معناہما + زر ہکذا استترا فی الظلام + (ہمکو ہدیۃً عنبر دیا گیا جسکے وسط مین تہوڑا سا باریک سونا تہا + پس زر اور عنبر کے معنی یہہ ہین کہ اسطرح چہپکر اندہیرے مین اوسکی زیارت کر +) قاضی فاضل پندرہوین جمادی الثانی سنہ ۵۲۹ھ کو مقام عسقلان مین پیدا ہوا۔ اسکا باپ قاضی اشرف بہاءالدین ابوالمجد علی بیسان کا قاضی تہا اسیوجہ سے یہہ بیان کیطرف ثبوت کیا جاتا ہے اس مقام مین اسنے نشو و نما پایا اخیر سنہ ۵۴۵ھ مین اپنے باپ کے ساتھہ مصر مین زمانہ خلافت ظافرین حا مین آیا۔ شب یکشنبہ اگیارہوین ربیع الاول سنہ ۵۴۶ھ مین اسکے باپ کا انتقال ہوگیا بعد ازان قاضی فاضل مصر سے ثغر اسکندریہ مین ابن جدید قاضی شہر کے پاس چلا گیا۔ ابن جدید اسکے حال سے واقف ہوکر اس سے کمال ملاطفت سے ملا اکثر خطوط ابن جدید مصر مین اسیکے ہاتہہ کے لکہے ہوئے آتے تہے گو دارالانشاء کے اکثر علماء اسکی بلیغ تحریر کو حسد و رشک کی نظر سے دیکہنے لگے اور ظافر سے اسکی شکایت کی لیکن صاحب دیوان الانشاء قاضی ابن زبیر نے قاضی فاضل کی بہت تعریف کی اور وجہ حسد و رشک ظاہر کر دیا ظافر نے بنظر قدردانی اسکو اسکندریہ سے مصر مین طلب کر لیا ابن بناتہ کہتا ہے کہ مین اوس مجلس مین حاضر تہا جبکہ قاضی فاضل دربار ظافر مین آیا تہا خلیفہ نے اس کی بہت بڑی عزت کی اور میرے ہی سامنے اسکو دارالانشاء کی نیابت دیگئی" بعد انتقال قاضی ابن زبیر دارالانشاء کا صاحب دیوان ہوگیا اور اپنی قابلیت و فطانت سے یوماً فیوماً ترقی کرتا گیا یہانتک کہ سلطان صلاح نے اسکو اپنی وزارت سے مشرف فرمایا اور یہہ بعد انتقال سلطان بہی اسی عہدہ پر رہا تا آنکہ شب چہارشنبہ ساتوین ماہ ربیع الثانی سنہ ۵۹۶ھ مین دفعۃً انتقال کیا دوسرے دن قراقہ صغرٰی مین مدفون ہوا سنہ ۵۸۰ھ مین اسنے قاہرہ مین ایک مدرسہ بہی جاری کیا تہا اسکے خاندان والے اسکو محی الدین کے لقب سے یاد کرتے ہین لیکن شیخ شرف الدین عبداللہ بن ابی عصرون اسکو مجیر الدین کے لقب سے مخاطب کرتا ہے واللہ اعلم فقیہ عمارہ یمنی نے نکت العصریہ فی اخبار الوزراء المصریہ مین اس کے عہد وزارت کی بہت تعریف تحریر کی ہے اسکی بلیغ تحریرات اکثر کتب تواریخ مین پائی جاتی ہین جس سے اس کی انشاءپردازی اور ادب کی پوری پوری سند مل سکتی ہے من شاء فلیرجع الیہا۔

مقامات پر منتقل کر سکے۔ قاضی فاضل نے سلطان سے اسکی سفارش کی اور تین یوم کی مہلت دلائی۔ چوتھے روز کہ ماہ محرم ۵۷۹ھ کی پہلی تاریخ تھی بہاء الدین ابن نیسان نے قلعہ کی کنجیاں سلطان کے سپرد کر دیا اور خود کسی طرف کو چلا گیا سلطان نے نور الدین محمد بن قرا ارسلان کو اسکا حاکم کر دیا۔

فتح تل خالد

دو روز تک سلطان یہان مقیم رہا تیسرے روز اس مقام سے کوچ کر کے تل خالد[51] کا محاصرہ کر لیا حاکم قلعہ نے محاصرہ کے دوسرے ہی روز بلا بحث و تکرار قلعہ کے دروازے کھولدیے اور بطیب خاطر اپنے کو سلطان کے رحم کے سپرد کر دیا کسی قسم کا آزار نہ تو حاکم قلعہ کو پہونچا اور نہ اہل قلعہ کو مقابلہ[52] و جدال کے تکلیفین اوٹھانی پڑین

والی عنیتاب نے اطاعت قبول کر لی

بعد اس کامیابی کے ہمارا فاتح بیت المقدس عنیتاب[53] کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمد نے جو کہ اس قلعہ کا حاکم تھا کمال دانشمندی و انجام بینی سے کام لیا جسوقت سلطان باجاہ و جلال عنیتاب کے قریب پہونچا اوسیوقت ناصر الدین محمد نے سلطانی دربار مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی سلطان نے اسکا بہت بڑا احترام کیا اور بکمال ملاطفت سے پیش آیا۔ ناصر الدین نے بھی سچے دل سے اطاعت قبول کر لی۔

انہین واقعات کے سلسلہ مین بنظر مناسبت ہم موصل کے محاصرہ کے نتیجہ کو

---

[51] تل خالد سواد حلب مین ایک قلعہ ہے۔

[52] صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ کے تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل تل خالد سے دو ایک معمولی لڑائیان بھی ہوئی ہین اور سلطان نے اسکو بھی بزور تیغ ۲۲ - محرم ۵۷۹ھ ہجری کو فتح کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

[53] عنیتاب قریب حلب کے ایک قلعہ ہے اور شہر عنیتاب شمالی جانب حلب کے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکا بازار مشہور ہے یہان تجارت پیشہ بکثرت رہتے تھے قلعہ اور شہر مین بہت کم فاصلہ ہے۔

تحریر کیا جاتے ہین اگرچہ اسی اثنا مین بعض ایسے واقعات گذرے ہین جو کہ اس سے باعتبار سنہ وماہ پہلے تھے۔ ناظرین ہمارے اس تقدیم وتاخیر سے قطع نظر کر کے کمال دلچسپی سے اوس سین کا نظارہ کرینگے جسطرف ہمارا نامی سلطان بعد کامیابی اون قطعات کے جو کہ سواد حلب مین دو دو چار چار منزل پر واقع ہے تیزی سے قدم بڑہائے آرہا ہے۔

والی حلب اور سلطان مین صلح ہوگئی

یہہ تو آپ لوگ دیکہہ ہی رہے ہین کہ سلطانی لشکر موصل کا محاصرہ کئے ہوئے ہے نہ کوئی وہان جانے پاتا ہے اور نہ کوئی آتا ہے اہل موصل اس طویل حصار سے تنگ آگئے ہین گلوخلاصی کی کوئی تدبیر نہین بن آتی۔ بہت غور وفکر کے بعد شاہ ارمن صاحب خلاط کو اپنا حامی و مددگار سمجہکر بجد وجہد بلوایا تہا اوسکا بہی جو کچہہ نتیجہ ہوا وہ آپلوگون کو معلوم ہی ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو رہا ہے اگرچہ ان لوگون الملک الناصر سلطان صلاح الدین مہم عینتاب سے فارغ ہوکر میدان اخضر ہوتا ہوا جبل جوشن پر جو کہ قریب حلب ہے خیمہ زن ہے۔ ظاہرا اسکی صورت سے نہ تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لشکر ظفر پیکر اور اہل حلب سے مورچہ بندی ہے اور نہ اسکے ارادے کچہہ سمجہہ مین آتے ہین۔ ہان البتہ اسکی نقل وحرکت سے یہہ امر پیدا ہو رہا ہے کہ یہہ اس مرتبہ امرا حلب اور موصل کو بغیر نیچا دکہائے نصرانیون کیطرف متوجہ نہوگا بعد دو چار لڑائیون کے جسمین کہ سلطانی لشکر کو کم اور عماد الدین زنگی بن مودود والی حلب کو زیادہ نقصان پہونچا خود عماد الدین زنگی نے صلح کی خواہش ظاہر کی۔ سلطان تو پہلے ہی سے اس امر کا متمنی تہا اور اوسکی دلی خواہش یہی تہی کہ مسلمان امرا خانہ جنگیون سے احتراز کرین اور نصرانیون کے مقابلہ مین ایک دوسرے کی اعانت کرین اسنے اوس کے ان شرائط کو منظور کرلیا کہ قرص اور مزارع وخابور بعوض حلب اوسکو دیجائین اور ان بلاد مین سلطان کے نام کا سکہ جاری ہو اور

ممبرون پر اوسکا نام پڑہا جائے اٹھارہوین صفر ۵۷۹ھ مین یہہ تبادلہ ہوگا اور عہدنامہ پر دستخطین ہوگئین۔

اگرچہ اہل حلب کے عدل و داد کے مداح تہے اور اوسکی رعایا بننے کے دل سے خواہش کرتے تہے لیکن خدا جانے کسوجہسے عماد الدین زنگی کے اس فعل سے اسقدر ناراض ہوئے کہ حلب کے عام باشندونے اوس کے روبرو چلا چلا کے انت لا یصلح لک الملک وانما یصلح لک ان تغسل الثیاب (ملکداری تجہکو سزاوار نہین ہے تجہے تو مناسب یہہ ہے کہ تو کپڑے دہویا کرے) کہنا شروع کردیا تہا۔

اس معرکہ مین منجملہ اون لوگون کے جو کہ ان دوچار لڑائیون مین کام آئے تہے ہمارے سلطان کا چہوٹا بہائی تاج الملوک بوری بہی تہا۔ تاج الملوک بوری بڑا ہی شہسوار۔ شجاع۔ کریم۔ حلیم۔ جامع محاسن اخلاق تہا۔ اثنا لڑائی مین اس کے گہٹنون مین تیر لگا تہا جس کے وجہسے بعد استقرار صلح جسروز کہ عماد الدین نے سلطان کی دعوت کی تہی انتقال کیا۔

ہمارا حافظہ اگر ہمکو غلط نہین بتلا رہا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ بعد استقرار صلح سلطان اپنے بہائی کے پاس گیا تہا اور ہذہ حلب قد اخذناها وهی لک (یہی حلب ہے کہ جسکو ہمنے لیا ہے اور وہ تمہارے ہی لئے ہے) فرمایا تہا لیکن تاج الملک تو داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تہا اوسکو حلب یا کسی اور دوسرے شہر کی حکومت کی کب پرواہ تہی۔

سلطان کے صبر و تحمل کی یہہ ایک چہوٹی سی نظیر تہی کہ عین جلسۂ دعوت مین بہائی کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی اور چہرہ پر شکن نہ آیا اور حاضرین کو اس حال سے واقف ہونے نہ دیا۔

حارم کی کامیابی

بعد اس صلح کے عماد الدین تو اپنے ممالک مقبوضہ کیطرف روانہ ہوا اور سلطان قلعہ حارم[۱] کے طرف بڑہا۔ یہہ قلعہ اون دلون سرخک نامی مرحوم الملک العادل نورالدین زنگی کے مملوک کے قبضہ مین تہا یہہ بہی زنگیہ خاندان کے امرا کیطرح عیسائیون سے وقتاً فوقتاً سازش کرلیتا تہا اور گاہے گاہے سلطانی مقبوضات کو تیز نظرون سے دیکھتا تہا سلطان نے قطع حجت کے لئے دو چار خطوط لکھے لیکن اسکو یا تو یہہ خیال ہی پیدا نہوا کہ ایک نہ ایک روز اس قلعہ پر بہی سلطانی پہریرہ اوڑا دیا جائیگا معاوضہ لیکر دینا زیادہ مناسب ہے و یا نصرانیون کے زبانی وعدون نے اوسکو مغرور کر رکہا تہا آخرالامر سُلطانی امرا نے ایک دم مین قلعہ پر قبضہ کرلیا اور سرخک کو گرفتار کرکے سُلطان کے پاس بہیجدیا۔

اگرچہ اس کے ساتہہ ہی ساتہہ صلیبی لڑائیون کا سلسلہ بہی چہڑا ہوا تہا لیکن ہمارے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سلطانی فتوحات کے اس سلسلہ کو ہم پہلے ختم کرلین اور مسلمان امیرون کو ایک دوسرے کا معین بنا کر ایک مجموعی اسلامی سلطنت قائم کرلین تب اس کے بعد یکسوئی کے ساتہہ ہم اور آپ صلیبی لڑائیون کے دلچسپ منظر دیکہنے کے غرض سے مصاف کیطرف روانہ ہون۔

سلطان نے موصل پر دوبارہ فوجکشی کی

سلطان صلاح الدین اواخر ماہ ذیقعدہ ۵۸۰ھ مین دمشق سے موصل کیطرف دوبارہ بڑہا۔ اس مہم کا افسر اعلیٰ خود ہی ہمارا نامی سلطان ہے اپنی روانگی سے پہلے ۱۲۔ محرم ۵۸۱ھ کو ایک دستہ فوج بطور مقدمۃ الجیش کے جسکا افسر سیف الدین مشطوب ہے موصل کیطرف روانہ کیا اور خود مظفر الدین ابن زین الدین سے ملنے کیغرض سے حران[۲] کیطرف چلا

---

[۱] حارم ایک چہوٹا سا شہر ہے جسمین ایک قلعہ اور نہر اور باغات ہین حلب کے غربی جانب بفاصلہ ایک منزل انطاکیہ کے مقابلہ واقع ہے۔

[۲] حران قدیم شہرون مین سے شمار کیا جاتا ہے بعد طوفان سب سے پہلے یہی آباد کیا گیا تہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا یہی شہر ہجرت گاہ ہے الرہا سے ایک یوم اور الرقہ سے دو یوم کی مسافت پر ہے۔

اور ۲۲۔ صفر ۵۸۱ھ کو پہونچکر ۲۶۔ ماہ مذکور مین مظفر الدین والی حران کو گرفتار کرلیا۔

والی حرانکی گرفتاری اور رہائی

اسکی گرفتاری کا یہہ سبب تہا کہ مظفر الدین مدتون سے مہم موصل کی ترغیب دے رہا تہا آئے دن پندرہوین بیسوین خطوط بہیجتا تہا مزید بران پچاس ہزار دینار سے مدد دینے کا بہی اقرار کیا تہا لیکن جسوقت ہمارے سلطان کے مبارک قدم سے ارض حران کو شرف حاصل ہوا مظفر الدین ایفاء وعدہ نکرسکا سلطان کو اس خیال نے کہ مظفر الدین شاید اپنے چچا سے ملگیا اسکے گرفتار کرلینے پر آمادہ کردیا چنانچہ حران اور الرہا[۱] کو ضبط کرلیا اور اسکو زیر حراست رکہا۔ دو چار ہفتون کے بعد جب سلطان کو مظفر الدین کیطرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا تو اوس نے اسکو خلعت و انعام دیکر حران اور الرہا کی حکومت پر بحال رکہا آپ لوگ اس سے اندازہ کرسکتے ہین کہ سلطان کا مقصود ان خانہ جنگیون سے یہی تہا کہ مسلمان امراء سب کے سب متفق ہوکر ایک مجموعی قوت پیدا کرلین تاکہ عیسائیون کے مقابلہ مین اسلامی دنیا کو آیندہ نقصان نہ پہونچے اور بہ آسانی یروشلیم کی مقدس پہاڑیان پہر دوبارہ مسلمانون کے قبضہ مین آجائین۔

صلح کی گفتگو

پہلی ربیع الاول کو جسوقت کہ سلطان حران سے موصل کیطرف بڑہنے والا تہا عساکر حصن ودارا و معز الدین سنجر شاہ صاحب جزیرہ بہی آملے معز الدین عز الدین والی موصل کا بہتیجا تہا اور ایک مدت سے اپنے چچا کا ساتہہ چہوڑکر سلطان کے حاضر باش رفقا مین شامل ہوگیا تہا سلطان معہ انلوگون کے جسوقت سرزمین موصل پر اوترا اتابک عز الدین نے اپنے والدہ اور چچازاد بہن (یعنی الملک العادل نور الدین زنگی کی لڑکی) کو معہ چند مخصوص آدمیون کے سلطان کے خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ شاید نور الدین کی لڑکی کے کہنے سے سلطان مہم موصل سے دست کشی کرے

[۱] الرہا ایک مشہور شہر ارض جزیرہ مین ہے۔ یہان ایک بہت بڑا کلیسا تہا علاوہ اوسکے تین سو گرجے عیسائیون کے ہین۔

جیسا کہ اسکے کہنے سے اوس دریا نوال سلطان نے اس سے پہلے اسکو قلعہ اعزاز دیدیا تھا لیکن اوسکا یہہ مقصود حاصل نہوا یہہ لوگ جسوقت سلطان کے خدمت مین حاضر ہوے اور صلح و معاودت کی گفتگو پیش کی سلطان تو راضی ہو چلا تھا لیکن فقیہہ عیسی اور سیف الدین[۱] مشطوب نے سخت مخالفت کی اور صاف الفاظ مین کہہ دیا لا یترک لاجل امراۃ فان عزالدین ما ارسلہا الا و قد عجز عن حفظ البلد (موصل سے دست کشی ایک عورت کے کہنے سے نہ کرنی چاہیے کیونکہ عزالدین نے انکو انکو اسوجہہ سے بہیجا ہے کہ وہ خود حفظ شہر سے عاجز ہو گیا ہے) سلطان ان امرا کی مخالفت سے مجبور ہو گیا اور یہہ لوگ بے نیل مرام واپس ہوئے

جنگ موصل

ان کے معاودت کے بعد سلطان نے موصل کا محاصرہ کر لیا اہل موصل اپنے وفود کے بے نیل مرام واپس آنے سے برہم ہو رہے تھے ہر ایک سپاہی جی توڑ کر لڑ رہا تھا سلطان کو اس مہم کی کامیابی مین بہت بڑی دقتین پیش آئین لڑائی کسی طرح ختم ہی نہوتی تھی بلکہ روز بروز بڑہتی نظر آتی تھی سلطان اون لوگون کو جو کہ ترک محاصرہ موصل کے مخالف تھے دیکہہ دیکہہ کر دل ہی دل مین پیچ و تاب کہاتا تھا اور وقتاً فوقتاً

[۱] سیف الدین ابوالحسن علی ابن احمد بن ابوالہیجا بن عبداللہ بن ابوالخلیل بن مرزبان ہکاری ملقب بہ مشطوب بڑا ہی کریم النفس۔ عالی ہمت۔ شجاع۔ دلیر تہا اس کا دادا ابوالہیجا اکثر قلاع بلاد ہکاریہ کا حاکم تہا مشطوب کی سلطان صلاح الدین کی آنکہون مین اس قدر عزت تہی کہ دوسرے اسکو حسد کی نظر سے دیکہتے تہے سلطان کے ساتہہ یہہ اکثر لڑائیون مین شریک رہا عکا مین بہاءالدین قراقوش کے ساتہہ یہہ بہی نصرانیون کے محاصرہ مین آگیا تہا اسی کے عہد حکومت مین عکا پر نصرانی غالب آگئے تہے یوم پنجشنبہ پہلی جمادی الثانی ۵۸۸ھ ہجری کو عکا سے بہاگ کر سلطان کے پاس بیت المقدس مین چلا آیا تہا سلطان اس کے آنے سے بہت خوش ہوا اور بہت دیر تک اس سے باتین کرتا رہا تہا یوم پنجشنبہ ۲۶ - یا یوم یکشنبہ ۲۳ - شوال ۵۸۸ھ مین بیت المقدس مین انتقال کیا ۔ امراء دولت صلاحیہ اسکو امیر کبیر سے مخاطب کرتے تہے ۔

کچھہ کچھہ بھی دوٹہتا تہا اور ان رایون کی مخالفت سے مشوش اور خود کردہ پر پشیمان ہو رہا تہا اور پشیمان ہونے کی یہی وجہ تہی کہ اوس لڑکی کا ایک معمولی سا سوال مقرون اجابت ہوا جسکا باپ دولت ایوبیہ کا سرپرست تہا ادہر سلطان کے عالی دماغ مین یہہ پریشان خیالات جمع ہو رہے تھے اُدہر اتابک عزالدین کے پاؤن مین بہی لغزش آچلی تہی لیکن مقابلہ سے مُنہہ پہیرتا نظر نہین آتا روزانہ لڑائی ہو رہی تہی —

اکثر ناظرین یہہ سمجہے ہونگے کہ اس مرتبہ دونون حریفون کی قسمتون کا فیصلہ ضرور ہو جائیگا کیونکہ بعد اس واقعہ کے جسکے بدولت سلطان کو نادم ہونا پڑا نہ تو سلطان ہی موصل کے محاصرہ سے دست کش ہوتا نظر آتا تہا اور نہ اتابک عزالدین ہی موہنہ موڑتا نظر آتا ہے لیکن اتفاق کچھہ ایسا ہوا کہ اس محاصرہ مین بہی فریقین اپنے خیالات کو نہ ظاہر کر سکے کیونکہ سلطان موصل کے محاصرہ سے اغماض کرکے دوسرے طرف متوجہ ہونے والا ہے —

شاہ ارمن صاحب خلاط نوین ربیع الثانی ۵۸۱ھ کو انتقال کر چکا تہا اور بکتمر نامی اوسیکا مملوک خلاط کی حکومت کر رہا تہا اسوجہہ سے کہ صاحب خلاط کی کوئی آل واولاد نہ تہی جو کہ بعد اس کے اسکی قائم مقامی کرتی – بیسوین ماہ مذکور کو یہہ خبر سلطان کے کانون تک پہونچی سلطان نے اپنے ارباب شوریٰ سے خلاط کے بارے مین مشورہ طلب کیا بعض وہ لوگ جو کہ موصل کے متمنی تہے یہہ کہتے تہے کہ موصل کا حصار چہوڑنا بالکل نامناسب ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ صاحب موصل کی قوت گہٹتی نظر آتی ہے خلاط کا جہگڑا پہر طے ہو جائیگا اور بعض امرا جنکے آنکہون مین خاندان اتابکیہ کی ایذا کانٹا سا کہٹکتی تہی یہہ مشورہ دے رہے تہے کہ ولایت خلاط چونکہ بہت بڑی اور بے والی ووارث ہے اوسکو فوراً اپنے حمایت مین لے لینا چاہیے اور موصل تو سلطان ہی کا ہے آج نہین تو کل ہی اگر خلاط مملوکات سلطانی مین داخل ہو گیا تو

شاہ ارمن کا انتقال اور سلطان کی روانگی

اسکے قرب وجوار کے ممالک پر بآسانی قبضہ ہوجائیگا۔ غرضکہ ہر شخص اپنی اپنی رائے ظاہر کرتا تہا اور سلطان تذبذب کی حالت مین تہا نہ موافقین حصار کے رائے سے مخالفت ظاہر کرتا تہا اور نہ مخالفین سے اتفاق کرتا تہا۔ یہی بحث وتکرار پیش تہی کہ اخلاط کے رؤساء وامراء کے خطوط آنے شروع ہوگئے جس مین وہ اپنی ارادت ظاہر کر رہے تہے اور اخلاط کے سپرد کردینے کا حتمی وعدہ کرتے تہے۔ سلطان نے ان خطوط کو دیکہتے ہی موصل سے اعراض کرکے اخلاط کیطرف بڑہنے کا قصد کیا اپنی روانگی سے پہلے اوس نے اسطرف سے فوج کا ایک دستہ بطور مقدمۃ الجیش کے خلاط کیطرف روانہ کیا جسکا افسر اعلیٰ ناصر الدین محمد بن شیرکوہ تہا اور مظفر الدین ابن زین الدین وغیرہ اوسکے نائب تہے اور بعد اسکے خود بہی موصل کا حصار چہوڑ کر میافارقین[1] کے رستہ سے خلاط کو روانہ ہوا اور دوسری طرف سے شمس الدین بہلوان بن ایلدکز والی اذربائیجان وہمدان اسی طمع سے خلاط کو چلا اس سے پہلے کہ آپ لوگون کو اسکے نتیجہ سے واقفیت ہو ہم ایک ایسے پوشیدہ امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہین جسکا آپکو خیال تک نہوا ہوگا۔ کیا آپ یہہ سمجہہ رہے ہین کہ خلاط والے سلطان کو نیک نیتی سے بلا رہے ہین؟ نہین! بلکہ اہل خلاط کے وہ مراسلات جو کہ اثناء محاصرہ موصل مین آئے تہے پولٹیکل چالون سے خالی نہ تہے، اُنکا اصلی مقصد یہہ تہا کہ سلطان اور بہلوان کو لڑا دین اور آپ خود خلاط مین بیٹہے ہوئے آرام سے حکومت کرین اور ان کا تماشا دیکہین کیونکہ بہلوان کی بہی آنکہین خلاط ہی پر لگی ہوئی تہین لیکن اونکا یہہ مقصد نہ حاصل ہوا کیونکہ بہلوان اور سلطانی مقدمہ جس وقت

[1] میافارقین کو ابن سعید دیار بکر کا قاعدہ بتلاتا ہے اور ابن حوقل کا یہہ خیال ہے کہ میافارقین جزیرہ اور ارمینیہ کے درمیان مین ہے بعض لوگ اسکو جزیرہ سے شمار کرتے ہین اور بعض ارمینیہ سے اور اکثر اس خیال کے پابند ہین کہ اسکو ان دونون سے کچہہ علاقہ نہین ہے۔ اسکا شہر پناہ پتہر کا بنا ہوا ہے اور اس کے شمالی جانب پہاڑ واقع ہین۔

خلاط کے قریب پہونچگیا طرفین مین ایک ہل چل سی مچگئی خلاط والے بہی کچہہ سوچ سمجھکر ڈرنے لگے۔ بہلوان نے سلطان کی حکومت تسلیم کرلی اور اسی بنا پر مصالحت ہوگئی اور خلاط بہی بہلوان حکومت کا ایک جزو قرار دیاگیا۔

میافارقین کی کامیابی

یہہ تو ہمارے کلام سابق سے معلوم ہی ہوگیاہے کہ سلطان میافارقین کے راستہ سے خلاط کیطرف آرہاہے اسکا مقدمۃ الجیش خلاط کے قریب پہونچگیاہے اور مصالحت کے وجہہ سے خلاط سے مقدمۃ الجیش بہی واپس چلا آرہاہے سلطان نے میافارقین کا محاصرہ کرلیاہے اور دو ایک حملون کے بعد بآسانی تمام یہہ شہر ۲۹۔ جمادی الاول ۵۸۱ھ کو مفتوحات سلطانی مین داخل ہوگیا۔

سلطانکی علالت

بعد فراغت مہم میافارقین سلطان پہر موصل کیطرف براہ نصیبین روانہ ہوا چونکہ گرمی کا موسم خاصے طور سے آگیا تہا اسوجہہ سے مقام کفرزمار مین ٹہر گیا۔ چار مہینے کامل یہین مقیم رہا۔ طبیعت بہی اسکی اسی مقام پر اسقدر بدحظ ہوگئی کہ بہ مجبوری کفرزمار سے بغرض تبدیل آب وہوا حران مین چلا آیا یہہ علالت اسدرجہ طول ہوگئی ہتی کہ اسکی تندرستی سے پوری پوری ناامیدی ہورہی ہتی لیکن باین ہمہ اسکا یہی خیال ہتا کہ بعد صحت موصل کا محاصرہ ضرور کیاجائے اور جس طرح سے ممکن ہو یہہ بہی مفتوحات مین داخل کرلیاجائے۔ پہر بعد اس کے نصرانیون کے مقابلہ مین اکیسوئی کے ساتہہ رزمگاہ کی سیر کیجائے۔

صلح موصل

اگرچہ عزالدین اپنی پامردی سے لڑنے پر تلا ہوا تہا لیکن اسکو اس شیر دل سلطان کا خوف اپنی ڈرونی صورت دکہلا رہا تہا وہ اسکی خیالی صورت سے بید کیطرح تہرا رہا تہا اس نے پہلے تو خلیفہ بغداد سے استمداد کی درخواست کی جب وہان سے ناامیدی نے صورت دکہلائی تو عجمیون کیطرف جہکا وہان سے بہی کہرا جواب ملا تب اسنے مورخ بہاؤالدین سلطانیہ اور بہاءالدین کو سلطان کے خدمت مین بغرض

مصالحت روانہ کیا یہہ لوگ اوایل ذیحجہ ۵۸۱ھ مین سلطانی دربار مین پہونچے۔ سلطان نے بہت بڑے احترام سے انکا استقبال کیا اور خود عزالدین کے پیام سننے کو دربار خاص مین رونق افروز ہوا اور یہہ پہلا دن تہا کہ بستر علالت سے اوٹہہ کر دربار مین آیا تہا۔ مورخ موصوف اور بہاءالدین نے حق رسالت ادا کیا سلطان بہی بمقتضائے طبیعت مصالحت پر راضی ہوگیا چنانچہ شرایط[۱] مقررہ کے موافق صلحنامہ لکہا گیا اور یوم عرفہ کو صلحنامہ پر دستخطین ہوگیئن۔ بعد اسکے پہر تاحین حیات سلطان اس صلحنامہ مین کسی قسم کا تغیر و تبدّل نہین کیا گیا۔

غزا (یا جہاد)

غزا اور جہاد دونون الفاظ قریب المعنی ہین ان دونون لفظون کے یہہ معنی نہین ہین کہ غیر قومون سے خواہ مخواہ لڑین۔ اللہ کے بندون کے خون سے در و دیوار کو رنگین جیسا کہ بعض نافہم اقوام غیر نے سمجہہ رکہا ہے اور اسی بناء پر بے سمجہے بوجہے کہہ اوٹہا کرتے ہین کہ "اسلام" "بزور تیغ پہیلا ہے" حالانکہ اس دعوی کی وقعت جو کچہہ ہوگی اوسکو ہر ذی فہم بجائے خود سمجہہ سکتا ہے اس دعوی کی تردید مین ہم اون عقلا کے اقوال اس موقع پر بخیال اطالت کلام نہین نقل کیا چاہتے جنہون نے باوجود غیر مذہب ہونے کے اپنی تصنیفات مین یہہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کی ترقی چمکتی ہوئی تلوارون کے ذریعہ سے نہین ہوئی بلکہ اوس کے روحانی تعلیم کا یہہ اثر ہے کہ اسلام کی روشنی نے تمام عالم کو بہت ہی کم دنون مین بجلی کیطرح سے منور کر دیا۔ اس دعوی کی نظیرین اگر کتب تواریخ کے صفحہ گردانی کی جائے یا کہ زمانہ موجودہ کے

---

[۱] شرایط صلح یہہ تہے کہ عزالدین کے تمام ممالک مقبوضہ کے ممبرون پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑہا جائے اور آپکا نام سکہ پر بہی رہے علاوہ اس کے شہرزور اور ولایت زابلی وغیرہ سلطان کو بعوض تاوان جنگ دیا جائے۔

کہہ رہا ہے کہ ہم ان واقعات سے اعراض کرکے جہانتک ممکن ہو کمال تیزی سے اوس میدان
مین پہونچ جاتے جہانکہ اس سے پہلے اسی صدی مین مسیحی اسلامیون کی جانون کی کچہہ قدر
وقعت نہین سمجہتے تہے اور کمال بیرحمی سے اوس مقدس مقام کے در و دیوار کو جسکو
کہ وہ خود مقدس سمجہتے ہین خدا کے بندون کے خون سے تختۂ لالہ بنا رہے تہے اور اب
وہی متبرک مقام او نہین مظلومون کے قبضہ مین آنے والا ہے جنکو مسیحی اپنے زعم فاسد مین
ظالم یا کافر یا دشمن مسیح کہہ رہے ہین اور لطف یہہ ہے کہ یہہ ظالم صاحب قابو ہو کر
ان نرم دل مسیحیون کو آزار دکہ کئے دیتے ہین لیکن ہم ان واقعات کو بنظر دلچسپی حسب
وعدہ بغیر بیان کئے ہوئے کسی بڑے سلسلہ کو نہین چہیڑا چاہتے۔ آئیے پہلے بیسان
و عین جالوت و کرک وغیرہ کے خوفناک لڑائی کے میدان یا سلطانی غزوات کے
دلپسند سین دیکہہ لیجیے بعد ازان ہم اور آپ الملک الناصر الغازی سلطان
صلاح الدین یوسف کے ساتہہ ساتہہ بیت المقدس کے زیارت کو چلین۔

غزاۂ بیسان

یہہ تو آپ لوگون کو معلوم ہی ہوچکا ہے کہ سلطان مہم آمد سے فارغ ہوکر
حلب کیطرف آیا ہے اور حلب بہی بصلح مقبوضات سلطانی مین داخل ہوگیا ہے
۲۲- ربیع الثانی ۵۷۹ھ تک یہین مقیم رہا تیئسوین ماہ مذکور کو بغرض اجتماع
عساکر حلب سے روانہ ہوکر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ۳- جمادی الاول کو دمشق مین
پہونچا چہبیس روز مین جہاد کا سامان درست کرکے ستائیسوین جمادی الاول کو
دمشق سے روانہ ہوا اور کسیقدر مسافت طے کرکے جسر شب پر خیمہ زن ہوا۔ اوس روز
تک بغرض ترتیب عساکر یہین مقیم رہا دسوین روز ۸- جمادی الثانی سنہ مذکور کو
یہان سے روانہ ہوکر نہر اردن[1] عبور کرکے ۹- جمادی الثانی کو بیسان[2] کے قریب پہونچا

[1] نہر اردن کو نہر الغور اور نہر الشریعۃ بہی کہتے ہین۔
[2] بیسان ایک چہوٹا سا شہر بلا شہر پناہ کے غور کے غربی جانب واقع ہے اس شہر کے جنوبی جانب پہاڑ ہے اور مشرق کی طرف نہر ہے۔

اور لشکر مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا۔ دسوین تاریخ کو اسلامی لشکر نے حملہ کیا۔
اہل بیسان پہلے ہی سے شہر چھوڑکر پہاڑون مین پناہ گزین ہوگئے تھے اسوجہ سے حملہ کا
کچھہ جواب نہ ملا اور عساکر اسلامی آگے بڑہے تو کیا دیکھا کہ اہل شہر پہاڑون کی بلند
چوٹیون پر متمکن ہین اور وہین سے تیر باری کر رہے ہین سلطانی فوج نے بھی وہین
پرہ جما دیا اور اپنی تیر اندازی کا جوہر دکھلانے لگے۔ پانچ روز تک برابر دُور کی
لڑائی ہوتی رہی چھٹے روز اسلامی لشکر اس غرض سے پیچھے ہٹ آیا کہ شاید نصاری
مال و اسباب کے طمع مین پہاڑ سے اُوتر آئین لیکن جب نصرانی پہاڑون پر سے
نہ اُوترے تو اسلامیون نے شہر کو اپنے قبضہ مین کر لیا اور خدا کا نام لیکر آگے بڑہے۔

غزائے جالوت

اس واقعہ کے بعد ہمارا نامی سلطان جبکہ بیسان سے روانہ ہوکر اوس چشمہ پر
خیمہ زن تہا جو کہ جالوت[۵۱] کے سرحد پر واقع ہے اوسوقت عز الدین جردیک
اور جاولی اسدی معہ ایک جماعت ممالیک نوریہ واسدیہ کے آئے اور لشکر
کرک اور شوبک کے حمایتی لشکر کے مقابلہ کا حال گذارش کیا اور اونھون عیسائیونکو
پیش کیا جنکو اسنے عیسائیون کی شکست کے بعد گرفتار کر لیا تہا چودھوین
جمادی الثانی کو جاسوسون نے یہہ خبر دی کہ نصرانی[۵۲] لشکر بہت بڑی جمعیت کے
ساتہہ صفوریہ[۵۳] سے فولہ کیطرف بقصد مقابلہ آرہا ہے سلطان نے یہہ سُنتے ہی فوراً
اپنے لشکر کو میسرہ او میمنہ اور قلب اور مقدمہ پر مرتب کرکے مقدمہ کو آگے بڑھایا۔

---

۵۱ جالوت ایک شہر مضافات فلسطین سے مابین نابلس و بیسان کے ہے یہہ شہر ایک عظیم الشان دریا کے کنارے پر آباد ہے۔

۵۲ ایک انگریزی مورخ لکہتا ہے کہ اس فوج مین اٹلی کے سوا اگر بہی شریک تہے کرسیڈرونکی اتنی بڑی فوج سرزمین فلسطین مین کبہی اس سے پہلے نہین جمع ہوئی ایکہزار تینسو سوار اور پندرہ ہزار سے زیادہ پیادہ دو کن مسلح قواعددان کے علاوہ یورپ کے بڑے بڑے نامی امرا بہی شریک تہے ہنری ڈیوک آف لورین۔ ایف ڈی میلن۔ اکوئٹین کے لارڈ۔ گوئی ڈی لوزگنن ریجینالڈ۔ بالڈون ریجینالڈ آف سیڈن۔ والٹر آف قیصاریہ وغیرہ معہ اپنے اپنے جانثارون کے فوج کے شامل تہے۔ عماد لکہتا ہے کہ میدان صفوریہ مین پچاس ہزار عیسائی لشکر تہا اور بعضے انگریزی مورخ ترسٹھہ ہزار بیان کرتے ہین۔

۵۳ صفوریہ سرزمین شام مین طبریہ کے قریب اطراف اردن مین ایک چھوٹا سا لیکن بہت پُرفضا شہر ہے۔

کہہ رہا ہے کہ ہم اِن واقعات سے اعراض کرکے جہانتک ممکن ہو کمال تیزی سے اوس میدان مین پہونچ جاتے جہانکہ اس سے پہلے اسی صدی مین مسیحی اسلامیون کی جانون کی کچہہ قدر وقعت نہین سمجھتے تہے اور کمال بیرحمی سے اوس مقدس مقام کے درو دیوار کو جسکو کہ وہ خود مقدس سمجھتے ہین خدا کے بندون کے خون سے تختہ لالہ بنا رہے تھے اوراب وہی متبرک مقام اونہین مظلومون کے قبضہ مین آنے والا ہے جنکو مسیحی اپنے زعم فاسد مین ظالم یا کافر یا دشمن مسیح کہہ رہے ہین اور لطف یہہ ہے کہ یہہ ظالم صاحب قابو ہوکر ان نرم دل مسیحیون کو آزاد کئے دیتے ہین لیکن ہم اِن واقعات کو بنظر دلچسپی حسب وعدہ بغیر بیان کئے ہوئے کسی بڑے سلسلہ کو نہین چھیڑا چاہتے۔ آیئے پہلے بیسان وعین جالوت وکرک وغیرہ کے خوفناک لڑائی کے میدان یا سلطانی غزوات کے دلپسند سین دیکھہ لیجئے بعدازان ہم اور آپ الملک الناصر الغازی سلطان صلاح الدین یوسف کے ساتھہ ساتھہ بیت المقدس کے زیارت کو چلین۔

غزائی بیسان

یہہ تو آپ لوگون کو معلوم ہی ہوچکا ہے کہ سلطان مہم آمد سے فارغ ہوکر حلب کیطرف آیا ہے اور حلب بھی بصلح مقبوضات سلطانی مین داخل ہوگیا ہے ۲۲-ربیع الثانی ۵۷۹ھ تک یہین مقیم رہا تیئیسوین ۲۳ ماہ مذکور کو بغرض اجتماع عساکر حلب سے روانہ ہوکر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ۳-جمادی الاول کو دمشق مین پہونچا چہبیس ۲۶ روز مین جہاد کا سامان درست کرکے ستائیسوین ۲۷ جمادی الاول کو دمشق سے روانہ ہوا اور کسیقدر مسافت طے کرکے جسر بر خیمہ زن ہوا۔ نوروز تک بغرض ترتیب عساکر یہین مقیم رہا دسوین روز ۸-جمادی الثانی سنہ مذکور کو یہان سے روانہ ہوکر نہر اردن[۱] عبور کرکے ۹-جمادی الثانی کو بیسان[۲] کے قریب پہونچا

سلہ[۱] نہر اردن کو نہر الغور اور نہر الشریعۃ بھی کہتے ہین۔

سلہ[۲] بیسان ایک چھوٹا سا شہر ہلا شہر پناہ کے غور کے غربی جانب واقعہ ہے اس شہر کے جنوبی جانب پہاڑ ہے اور مشرق کی طرف نہر ہے۔

اور لشکر مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا۔ دسوین تاریخ کو اسلامی لشکر نے حملہ کیا۔ اہل بیسان پہلے ہی سے شہر چھوڑکر پہاڑون مین پناہ گزین ہوگئے تھے اسوجہ سے حملہ کا کچھہ جواب نہ ملا اور عساکر اسلامی آگے بڑہے تو کیا دیکھا کہ اہل شہر پہاڑون کی بلند چوٹیون پر متمکن ہین اور وہین سے تیر باری کر رہے ہین سلطانی فوج نے بھی وہین پرہ جمادیا اور اپنی تیر اندازی کا جوہر دکھلانے لگے۔ پانچروز تک برابر دُور کی لڑائی ہوتی رہی چھٹے روز اسلامی لشکر اس غرض سے پیچھے ہٹ آیا کہ شاید نصاری مال و اسباب کے طمع مین پہاڑ سے اُتر آئین لیکن جب نصرانی پہاڑون پر سے نہ اُترے تو اسلامیون نے شہر کو اپنے قبضہ مین کرلیا اور خدا کا نام لیکر آگے بڑہے۔

غزاۓ جالوت اس واقعہ کے بعد ہمارا نامی سلطان جبکہ بیسان سے روانہ ہوکر اوس چشمہ پر خیمہ زن تھا جو کہ جالوت[1] کے سرحد پر واقع ہے اوسوقت عز الدین جردیک اور جاولی اسدی مع ایک جماعت ممالیک نوریہ و اسدیہ کے آئے اور لشکر کرک اور شوبک کے حمایتی لشکر کے مقابلہ کا حال گذارش کیا اور اون شنیع عیسائیونکو پیش کیا جنکو اس نے عیسائیون کی شکست کے بعد گرفتار کرلیا تھا چودہوین جمادی الثانی کو جاسُوسُون نے یہہ خبر دی کہ نصرانی[2] لشکر بہت بڑی جمعیت کے ساتھہ صفوریہ[3] سے فولہ کیطرف بقصد مقابلہ آرہا ہے سلطان نے یہہ سُنتے ہی فوراً اپنے لشکر کو میسرہ و میمنہ اور قلب اور مقدمہ پر مرتب کرکے مقدمہ کو آگے بڑھایا۔

[1] جالوت ایک شہر مضافات فلسطین سے مابین نابلس و بیسان کے ہے یہہ شہر ایک عظیم الشان دریا کے کنارے پر آباد ہے۔

[2] ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ اس فوج مین اٹلی کے سوداگر بھی شریک تھے کرسیڈرونکی اتنی بڑی فوج سرزمین فلسطین مین کبھی اس سے پہلے نہین جمع ہوئی ایکہزار تین سو سوار اور پندرہ ہزار سے زیادہ پیادون مسلح قواعد دان کے علاوہ یورپ کے بڑے بڑے نامی امرا بھی شریک تھے ہنری ڈیوک آف لورین۔ الیف ڈی میلن۔ اکوٹین کے لارڈ۔ گوئی ڈی لوزگنن ریجینالڈ۔ بالڈون ریجینالڈ آف سیڈن۔ والٹر آف قیصاریہ وغیرہ مع اپنے اپنے جانثارون کے فوج کے شامل تھے۔ مچاڈ لکھتا ہے کہ میدان صفوریہ مین پچاس ہزار عیسائی لشکر تھا اور بعضے انگریزی مورخ اسّی ہزار بیان کرتے ہین۔

[3] صفوریہ سرزمین شام مین طبریہ کے قریب اطراف اردن مین ایک چھوٹا سا لیکن بہت پُرفضا شہر ہے۔

اس مقدمہ مین پانچسو چُنے ہوئے تیر انداز تھے مسیحی صلیبی فوج اور اسلامی ابراہیمی لشکر کا مقابلہ اوسی نہر یا چشمہ پر ہوا جسکے کنارہ جالوت آباد تہا۔ یہہ لڑائی پہر دن چڑہے سے شروع ہوئی اور شام تک برابر کمال زور و شور سے جاری رہی شام ہوتے ہی لڑائی کا بازار سرد ہو گیا طرفین مین سے کسی کو اپنے مورچہ پر لوٹ آنے کی تاب نہ باقی رہی جہان پر جو تہا وہ اوسی مقام پر اوسی حالت مین ٹہر گیا صبح کو اسلامی لشکر کا قلب بہی جسمین کہ سلطان صلاح الدین تھا مقدمہ سے آملا نصرانیون کے دلون پر اسلامی مقدمۃ الجیش کا خوف ایسا چہا گیا تہا کہ باوجودیکہ مسلمانون نے حملہ کرکے اون کو بہت اُکسایا کہ لڑائی کے میدان مین آئین مگر وہ کسی طرح خیمون سے باہر نہ نکلے اور مقابلہ کو کوئی متنفس اوس لشکر سے نہ نکلا ناچار جب تیسرے روز سلطان معہ اپنے لشکریون کے طور کے جانب طرح دینے کے خیال سے کوچ کر گیا تو ۱۸- ماہ مذکور کی صبحکو نصرانی لڑائی سے مُنہہ پہیر کر مراجعت کو مقابلہ سے افضل سمجھکر بہاگ گئے فولہ تک اسلامی لشکر نے تعاقب کیا لیکن جب اون مین سے کوئی نصرانی لڑائی کے خوفناک میدان مین سر فروشی کرنے نہ آیا تو بمجبوری اسلامی لشکر بہی معاودت پر مائل ہو گیا اثناء راہ مین جو قریے[1] یا چہوٹے چہوٹے قلعے نصرانیون کے ملتے گئے اسلامی لشکر اونکو تخت و تاراج کرتا چلا آتا پہونکتا ہوا منظفر و منصور فوار مین پہونچا۔ سلطان نے اس مقام سے اپنی فوج ظفر موج کو بغرض آسایش رخصت دیا اور خود یوم پنجشنبہ چوبیسوین ماہ مذکور کو جہاد کی تیاری اور انتظام ملک کی غرض سے دمشق مین داخل ہوا۔

---

[1] اس معاودت مین اسلامی لشکر نے شہر عفربلا کو جو کہ بیسان اور طبریہ کے قریب آباد تہا ویران اور بیسان و مزارعین کے قلعون کو بہی ہمدوش زمین کر دیا تہا۔ اور علاوہ اس کے چہوٹے چہوٹے اور گانؤن کو بہی جلا دیے تہے جنکے نام سے ہمکو آگاہی نہین ہوئی۔

کرک پر حملہ

اوسی اثنا مین کہ ہمارا نامی سلطان بلاد اسلامیہ کی حفاظت اور خانہ جنگیون کے رفع و دفع مین مصروف تہا کرک پر دوبار اوس نے حملے کیئے ایک تو بعد واقعہ سابقہ ۳- رجب ۵۷۹ھ کو دمشق سے بقصد اعلاء کلمۃ اللہ روانہ ہوا اور اپنے روانگی سے پہلے اپنے بہائی الملک العادل کو جوکہ مصر مین اوسکی نیابت کر رہا تہا کرک پر حملہ کرنے کو لکہہ دیا تہا چنانچہ چوتہی شعبان سنہ مذکور کو اس طرف سے الملک العادل اور سلطان اور اوس طرف سے یورپ کے نصرانی صلیب کی لکڑی ہاتہہ مین لئے ہوئے اہل کرک کی حمایت کی غرض سے کرک کے قریب پہونچگئے - سولہوین شعبان کو ایک خفیف سی لڑائی ہوئی جس سے طرفین کا زیادہ نقصان نہین ہوا اور دوسرے روز فریقین اپنے اپنے دارالحکومتہ کو واپس گئے - اس واپسی کا ظاہری سبب کچہہ معلوم[۱] نہین ہوا -

دوسرا حملہ

دوسرے بار ماہ ربیع الثانی ۵۸۰ھ مین کرک پر ہمارے اسلامی ہیرو نے حملہ کیا اس مرتبہ کئی مہینہ پیشتر سے جہاد کا انتظام ہو رہا تہا مسلمانی امرا کو طلبی کے خطوط لکہے جاتے تہے فوجین جمع ہو رہی تہین - اٹہارہوین صفر سنہ مذکور کو ابن قزا ارسلان نورالدین اسی غرض سے حلب ہوتا ہوا معہ الملک العادل کے چہبیسوین صفر سنہ مذکور کو دمشق مین سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا الملک المظفر بہی طلب کیا گیا تہا لیکن انتظام و کثرت کار کیوجہ سے وہ جلد نہ آسکا اور سلطان معہ موجودہ فوج اور امرا کے کرک کے طرف بڑہا اور اوس کے بعد الملک المظفر جو کہ

---

[۱] انگریزی مورخ تحریر کرتے ہین کہ صلاح الدین کرک سے اسوجہ سے واپس ہوا کہ اوس کے کان تک یہہ خبر پہونچ گئی تہی کہ مسیحیون نے مصر کا راستہ بند کرلیا ہے اور کوئی قافلہ بغیر ایک کافی فوج کی حمایت کے گذر نہین سکتا اسی غرض سے اوس نے کرک کا محاصرہ چہوڑ دینا مناسب سمجہا اور کرک سے ناکام واپس ہوا مگر ساتہہ ہی اس کے اوس نے بڑی کوشش سے راستہ کو صاف کرلیا -

مصر سے مع اہل وعیال الملک العادل کے آگیا تھا بطور ساقہ کے روانہ ہوا۔ چوتھی جمادی الاول ۵۸۰ھ کو یکے بعد دیگرے اسلامی لشکر کرک کے قریب پہونچ گیا سلطان نے پہونچتے ہی کرک کا محاصرہ کرلیا اور ربضہ[1] پر منجنیقون کے نصب کرنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجین جی توڑ توڑ لڑنے لگین پہلے ہی حملہ مین شہر ربضہ (ربض) پر انکا قبضہ ہوگیا۔ لیکن اسکا قلعہ اسوجہ سے کہ مابین شہر وقلعہ ایک خندق تقریباً ساٹھہ گز عمیق حائل تہی نصرانیون کے ہاتہون مین رہا۔ گو سلطان اس خندق سے گزر جانے کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوا لیکن چونکہ نصرانی قلعہ کی فصیلون سے تیر اور منجنیقون سے پتہر برسا رہے تہے اسوجہ سے خندق سے لشکر اسلامی عبور نکر سکا اخیر اخیر اس امر کی بہی کوشش کی گئی کہ خندق پر ایک مسقف پُل بنا دیا جائے۔ تاکہ اوس کے اندر سے بحفاظت تمام لشکر اسلامی قلعہ کے فصیلون تک پہونچ جائے عجب نہ تہا کہ اس مین مسلمانون کو کامیابی ہوجاتی لیکن سلطان کو اس خبر نے کہ ان نصرانیون کی مدد کو اور مسیحی لشکر آرہا ہے اس تجویز کے عملدرآمد کرنے سے روک دیا اور خواہ مخواہ اس امر پہ آمادہ کردیا کہ پہلے اوس آنے والے لشکر کو شکست دینا چاہیے بعد اوس کے اس قلعہ کی فصیلون پر حملہ کرکے عیسائیون کو منتشر کرنا چاہیے چنانچہ اسی خیال سے قلعہ ربضہ سے دست کشی کرکے آنے والے مسیحی لشکر کے طرف بڑہا لیکن افسوس ہے کہ صعوبت راہ اور خشونت ارض نے منزل مقصود تک اسکو نہ پہونچنے دیا مجبورانہ اثناء راہ مین مسیحی لشکر کے انتظار مین ٹہر گیا۔ دو چار روز کے بعد جب حریف مقابل نے بخوف وخیال خطر اپنے مقام سے حرکت نہ کیا تو سلطان یہان سے بہی کوچ کرکے دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اور چند منتخب آدمیون کو جو کہ جاسوسی کا کام عمدہ طور سے کرسکتے تہے

---

[1] ربضہ یا ربض کرک کے مضافات سے ہے۔ ایک ہی پہاڑ پر شہر اور قلعہ ہے قلعہ کو چارون طرف سے ایک عمیق خندق گہیرے ہوے ہے۔

اسی مقام پر رہنے دیا نصرانی موقع محل دیکھکر اوسی شب کو جسروز کہ سلطانی یہان سے کوچ کیا تہا کرک کیطرف روانہ ہوگئے اور سلطانی جاسوسون کو روانگی کیوقت اطلاع تک نہوئی ہمارے سلطان کو اس حال سے آگاہی اوسوقت ہوئی جبکہ نصرانیون کا وہ گروہ کرک مین پہونچگیا تہا اسوجہ سے اس نے کرک کی کامیابی کو کسیقدر دشوار سمجھکر شہر نابلس[۱] پر حملہ کیا۔ لشکریون نے اس شہر کے کئی محلون مین آگ لگادیا جو اسلام لائے وہ تو مامون ہوئے اور باقی عیسائی بعض قتل اور اکثر قید کرلئے گئے بعد اس کے ہمارے سلطان کا لشکر ظفر پیکر سبسطیہ[۲] کیطرف تیزی کے ساتھہ بڑہا اور بجلی کیطرح ایک دم مین اوس کے اوس میدان کو جو کہ تثلیث کے تاریکی مین لوٹن سے پڑا تہا توحید کی برقی روشنی سے منور کردیا۔ اور نیز اون مظلوم مسلمانون کو جو کہ عرصہ دراز سے نصرانیون کے پنجۂ غضب مین گرفتار تہے قید کی زحمت سے آزاد کردیا ان مسلمان قیدی رہائی یافتے نے مسلمانون کی جماعت کی کمی کو جو کہ اسلامیون کے شہید ہوجانے سے ہوگئی تہی پورا کرکے اطراف وجوانب کے شہرون کو خاطرخواہ غارت کیا۔ علاوہ ان شہرون کے وقت معاودت اثناء راہ دمشق مین جو شہر و قریہ ملتے گئے اسلامی بہادرون کی جولانگاہ بنتے گئے۔ یمیناً اور شمالاً ایسا کوئی شہر یا قریہ نظر کے لئے نہین ملسکتا تہا کہ جسپر اسلامی لشکرنے بعد عرض اسلام حملہ نہ کیا ہو اور اسکو اپنا تختۂ مشق نہ بنایا ہو۔

بعد ان واقعات کے ۷۔ جمادی الثانی یوم شنبہ کو ہمارا سلطان دمشق

---

[۱] نابلس ایک مشہور شہر سرزمین فلسطین مین دو پہاڑون تطبیل کے درمیان نہایت سرسبز و شاداب بیت المقدس سے دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہودیون کے خیال مین اصل بیت المقدس یہی ہے۔

[۲] سبسطیہ نابلس سے دو روز کے رستہ پر واقع ہے اسکو بعض لوگ مضافات بیت المقدس سے شمار کرتے ہین اور بعض فلسطین کے متعلقات سے کہتے ہین۔

مین پہونچا پہر بعد اس کے ۵۸۳ھ تک جہاد کے قصد دمشق سے کسی طرف نہین خروج کیا البتہ وقتاً فوقتاً خانہ جنگیون کے رفع دفع کرنے مین مشغول ہوتا جاتا تہا۔ جنکو ہم اس سے پہلے تفصیلاً بیان کر چکے ہین اور انہین معاملات کے اثنار مین سلطان نے نصرانیون پر جو دو چار حملے کیٔے تہے اونکو بہی بلالحاظ ترتیب اوسی سلسلہ مین لکہہ چکے ہین۔ اب ہم حسب وعدہ اوس بڑے جہادی سلسلہ کو چہیڑا چاہتے ہین جس کے دیکہنے اور سُننے کا ایک عالم کا مشتاق ہو رہا ہے۔ آیٔے اسلامی چمکتی ہوئی تلوار و نکا جوہر دیکہیٔے اور اس گروہ کی شجاعت۔ مردانگی۔ عالی حوصلگی کی داد دیجیٔے جہنون نے تقریباً ایک صدی کے بعد بیت المقدس کے بلند پہاڑیون کی چوٹیون پر دوبارہ اسلامی پہریرہ اوڑایا ہے یہہ وہی اسلامی گروہ ہے جنکے رگون مین جوش سے بہرا ہوا اسلامی خون دوڑ رہا ہے! یہہ وہی عالی حوصلہ بلند خیال ہے جو کہ نصرانیون کو بے قابو بنا کر آزاد کر دیتا ہے یہہ وہی خدا کے سچّے بندے ہین جنکے مذہب مین عہدشکنی گناہ کبیرہ ہے! یہہ وہی نرم دل رحیم گروہ ہے جسنے کہ بیت المقدس کی نورانی در و دیوار کو نصرانیون کے خون سے نہین رنگا ہے! یہہ وہی جری فوج ہے جو کہ خدا کے راہ مین مرنے اور مارنے کو فلاح دارین سمجہتی ہے! اس لشکر کا افسر اعلیٰ وہی نیک نہاد سلطان ہے جسکو صلاح الدین کہتے ہین اور جسکے نام سے تمام یورپ تہرّا رہا ہے یہہ مسلمانون کی گئی قوت کو پہر سنبہالیگا اور بیت المقدس کی مقدس پہاڑیون پر پہر اسلامی حکومت قایم کرے گا۔ اسکے رحیم و کریم النفس ہونے کے آپ اسیوقت قایل ہونگے جبکہ یہہ بیت المقدس مین ہوگا اور مجبور عیسائیون کو کشادہ پیشانی سے آزاد کرتا ہوگا۔

جہاد کی تیاری

۵۸۳ھ شروع ہوگیا اور سلطان نے خانہ جنگیون سے اپنے کو فارغ کرکے جہاد کی تیاری کرنی شروع کردی الملک الافضل علی کو مصر سے طلب کرکے دمشق کی

حکومت سپرد کردی اور حلب سے الملک العادل اور الملک العزیز عثمان کو مصر کیطرف روانہ کیا اور تاکید کردی کہ جہانتک ممکن ہو کمال تیزی اور عجلت سے فوج کو آراستہ و مسلح کرکے مستعد رہین حلب مین الملک الظاہر حاکم کرکے بھیجا گیا اور خود دمشق مین بیٹھا ہوا نصرانیون کی نقل و حرکت کو سُنتا رہا اور اطراف و جوانب کے امرا اسلام کو جہاد کی ترغیب دیتا رہا تاآنکہ شروع ۵۸۳ھ مین جہاد کا سامان درست کرکے پندرھوین ماہ مذکور کو دمشق سے روانہ ہوا اور چند روز مقام منطرہ مین عساکر شامیہ اور مصریہ کے انتظار مین فروکش رہا جسوقت شامی لشکر بارگاہ سُلطانی مین داخل ہوا سلطان نے کل فوج کا کمان افسر الملک الافضل علی کو مقرر کرکے مقدمہ اور میسرہ و میمنہ سے مرتب کرکے آگے بڑہنے کا حکم صادر فرمایا اور خود ایک قلیل جماعت کو لئے ہوئے بصرے کیطرف بڑہا۔

بصریٰ کیطرف سلطانکی روانگی

مورخین اس روانگی کا یہہ سبب ظاہر کرتے ہین کہ پرنس ارناط (آرنلڈ) نے بدعہدی شروع کردی ہی آئے دن حجاج کے قافلہ لوٹ لیتا تہا مسلمان تاجرون کو گرفتار کرلیتا تہا عورتون اور بچّون کو قتل کرڈالتا تہا۔ اس مرتبہ حاجیون کے قافلہ مین سلطان کے خاص خاص اعزہ بہی تہے اس بدعہد شریر سے یہہ خوف تہا کہ انکو تکلیف نہ پہونچائے اسوجہ سے سلطان بصرے مین جا ٹہیرا جب اس بدباطن کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے حدود سے باہر نہ نکلا اور حجاج کا قافلہ بعافیت تمام اس خطرناک رستہ سے گذر گیا۔

بعد اس کے سلطان پہر کرک کیطرف متوجہ ہوا اور اسی مقام سے متعدد سرایا بلاد کرک اور شوبک پر روانہ کئے۔ الملک الافضل بہی ایک دستہ فوج جان نثارون کا لئے ہوئے بلاد عکا کیطرف بڑہا فوج کے اس حصّہ مین مظفر الدین بن زین الدین قایماز نجمی۔ دلدارم یا قوتی ناجی نامی امرا بہی

شریک تہے جسوقت یہہ گروہ پرشکوہ شب بہر چلکر صبح ہوتے ہی صفوریہ کے میدان مین پہونچا
ماہ صفر ۵۸۳ھ کا آخری دن ختم ہو رہا تہا کہ مسیحی لشکر بہی صلیبی نشان لئے ہوئے
مقابلہ پر آگیا رات بہر فریقین نہ سوئے اسلامی بہادرون کو تو اس ذوق و شوق
مین نیند نہ آئی کہ صبح ہوتے ہی انشاءاللہ تعالیٰ لڑائی چہڑ جائیگی اگر اس دینی
مجادلہ مین ہم کام آئے تو شہید ہون گے جنت پائین گے اور اگر زندہ رہے تو
مال غنیمت پانے کے علاوہ غازی کہلائین گے سلطانی انعام و اکرام کے بہی مستحق
سمجہے جائینگے اس خیال مین کوئی اپنی تلوار کو صیقل کر رہا تہا اور کوئی اپنی زرہ سنبہال
رہا تہا مسیحیون کا یہہ حال تہا کہ وہ اس خیال سے جاگ رہے تہے کہ اگر کلہہ کی لڑائی
مین ہم مارے گئے تو اوس سے کچہہ بحث نہین ہے ہزارون مخمصات سے چہوٹ
جائین گے روز روز کی لڑائی سے نجات ملجائے گی اور اگر زندہ رہ گئے اور جناب
مسیح نے ہماری خبر نہ لی اور ان مشرکین (مسلمانون) کے ہاتہہ پڑ گئے تو یقینی ساری
عمر غلامی کرتے گزرے گی۔ فریقین کے دماغون مین یہہ خیال پیدا ہو رہے تہے
کہ یکایک صبح کی سفیدی نے رات کی سیاہی کو دور کر دیا۔ اسلامی لشکر سے اذان
و تکبیر کی آوازین آنے لگین عساکر مسیحی بہی گہنٹے بجا بجا کے اپنی کامیابی کی دعائین
مانگنے لگے زیادہ عرصہ نہ گزرا تہا کہ آفتاب کی کرنین نمود ہوگئین ادہر تو ایک
اللہ اکبر کی آواز پر تلوارین نیام سے باہر نکل آئین تیر اندازون نے کمان و تیر
سنبہالا ترکش مین تیر رکہے اودہر سے بگل کی آواز پر ہر ایک سپاہی لڑنیکو مستعد
ہوگیا دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ زوال آفتاب کے ساتہہ ہی مسیحیون کی قوت
بہی زایل ہو چلی۔ ظہر کا آخری وقت تہا کہ نصرانیون کے پاؤن اوکہڑ گئے
لڑائی کے میدان سے ایسی بے سر و سامانی کے ساتہہ بہاگے کہ اپنے
مقتولین کو اوٹہا بہی نہ سکے نامی اور مشہور لڑنے اور لڑانے والے نصرانی

مارے[۵۱] گئے اور ایک بہت بڑا گروہ گرفتار کرلیا گیا۔ ہزیمت یافتون کا تو حال معلوم نہین
کہ کس طرف سے گئے اور کہان پہونچے ہان فتحمند گروہ کو ہم بتلاسکتے ہین کہ اس کامیابی
کے بعد اطراف وجوانب کے شہرون قصبون پر ہاتہہ صاف کرتے ہوئے طبریہ[۵۲] کے راستہ
سے اپنے ہیڈکوارٹر کے طرف روانہ ہوئے۔ باوجودیکہ قمص جو کہ مسیحیون کے رودار
بیشواؤن مین شمار کیا جاتا تہا طبریہ ہی مین موجود تہا لیکن اوس نے اس سیلاب
کے گزر جانے ہی کو غنیمت سمجہا اور مطلقًا اوس نے اون سے تعرض نہ کیا۔

سلطان کے ساتھ بارہ ہزار سوار تھے

سلطان کے مبارک کانون تک جسوقت اسلامی لشکر کی اس کامیابی کی
خوشگوار آواز پہونچی اوسیوقت الملک الافضل کیطرف روانہ ہوکر دوسرے روز
اوس سے جا ملا ان دونون اسلامی لشکرون کے اجتماع سے بہی سلمان کی تعداد
بارہ ہزار سوارون سے ہرگز ہرگز متجاوز نہین ہوئی سلطان نے ایک روز یہان
قیام کیا اور دوسرے روز لشکر کو مرتب کرکے طبریہ کیطرف بڑہا اور اوسی روز
شام کے وقت مقام اقحوانہ مین پہونچگیا۔

نصرانیونکا سلطانکی کامیابی سے بیدار ہونا

عساکر اسلامیہ کی ان کامیابیون اور جوش وخروش نے نصرانیون کو چونکادیا
اور اونکی باہمی نااتفاقی کو دور کردیا پادریون نے عیسائیون کے متفق کرنیکا
بیڑہ اوٹہالیا نامی نامی پادری اور بطرس قمص[۵۳] کے پاس گئے اور اوس کو

۵۱ فرانسیسی مورخ تحریر کرتے ہین کہ اس لڑائی مین عیسائی فوج کے صرف تین شخص زندہ بچے تہے اور باقی یا تو
رزمگاہ مین مارے گئے و یا گرفتار کرلئے گئے تہے۔ یہہ لڑائی ۱۱۸۷ء مین ہوئی تہی۔
۵۲ طبریہ ایک چہوٹا سا شہر اعمال اردن مین دریا کے کنارہ دمشق سے تین منزل کے فاصلہ پر مستطیلًا آباد ہے اس مقام سے
بیت المقدس بہی غالبًا تین ہی منزل کے فاصلہ پر ہے اسکے غرب وشمال وجنوب مین پہاڑ واقع ہین جانب شرق دریا ہے۔
۵۳ مسلمان مورخ ریمینڈ کونٹ آف ٹریپولی کو قمص کے نام سے یاد کرتے ہین یہہ طرابلس کا حاکم تہا بادشاہ (بالڈون)
یروشلیم سے اور اسکی وجہ ناصافی یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بادشاہ نے اپنے بہنوئی گوئی ڈی لوزگین کو اپنا نایب السلطنت
مقرر کرلیا تہا اور یہہ اس عہدہ کو اپنا حق سمجہتا تہا۔ بعد چند دنونکے سالے اور بہنوئی مین بہی نااتفاقی پیدا ہوگئی تہی

سلطان کے مقابلہ پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ چونکہ پہلے ہی سے اپنے جماعت سے علیحدہ ہوکر سلطان سے عہد و پیمان کرچکا تہا اور اپنے ہمقوم سے کسیقدر برہم ہوگیا تہا اسلامی لشکر کے مقابلہ پر تیار ہونا پسند نہ کرتا تہا وہ ان کے ہر امید کا جواب نا امیدی اور یاس کا دیتا تہا ان لوگون نے اثنائے گفتگو مین یہہ بہی کہدیا کہ ”اسمین شبہہ ذرا بہی نہین ہے کہ تو مسلمان ہوگیا ہے ورنہ مسلمانون کی ان زیادتیون کو برداشت نہ کرسکتا آج وہ فلان فلان نامی جنرلون کو قتل و قید کرتے ہین تو کلہہ بڑے بڑے مسیحی صاحب دولت پر حملہ کرینگے۔ نہ تجہہ مین حمیت مسیحیہ باقی ہے اور نہ تجہہ پاس مذہب ہے معلوم نہین کہ تری اسقدر ہمت کیون پست ہوگئی ہے تو تو اس سے پہلے ایسا بزدل نہ تہا تونے بڑے بڑے نمایان کام کئے ہین تیری جوانمردی کا سکہ بیٹہا ہے دیکہہ مسیحی مذہب کو بدنام نہ کر تیری ذات سے ہمکو ایسی توقع نہ تہی تونے ایسے وقت مین پست ہمتی ظاہر کی ہے جبکہ اسلامی لشکر سر پر آگیا ہے۔ نا اتفاقی کا منہہ کالا کر اتفاق سے کام لے۔

قمص انکی باتین غور سے سنتا جاتا تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ یہہ مرحلہ بہت دشوار گزار پیش آیا ہے اگر مین اپنے ہم قومون کی مدد کو نہین اوٹہتا ہون تو یہہ لوگ معلوم نہین میرے ساتہہ کیا برتاؤ کرین اور اگر انکا ہمدرد بنتا ہون تو عہد شکنی ہوتی ہے عجب تذبذب کی حالت ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہے وہ اہنین پیچیدہ باتون مین لپٹا ہوا تہا کہ لیطرسس قمص کو اپنی طرف مخاطب کرکے صاف لفظون مین کہنے لگا کہ ”اگر تونے قوم کی ہمدردی نہ کی اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو یہہ واضح رہے کہ تیرے تکفیر کا فتویٰ دیدیا جائیگا تیرے عقد سے تیری پیاری

بی بی خارج کردیجائیگی مسیح تجہکو اپنے سایہ حمایت مین نہ لینگے روح القدس کی تجہہ پر قیامت تک پہٹکار رہے گی ہمارے مذہب مین مرتد ہونے سے زیادہ بدتر کوئی گناہ نہین ہے افسوس کی بات ہے کہ مسیح تو ہمارے گناہ کے کفارہ ہونے کے لئے مصلوب ہون اور ہم اونپر ایمان لانے سے اعراض کرین اور اونکی حمایت سے جان چرائین۔

پیطرس کے اس کلام پر قمص اکیلا ہی نہین رویا بلکہ حاضرین جلسہ چیخ چیخ کر رونے لگے تہوڑی دیر تک تو یہہ مجلس یونہی گرم رہی بعد چند منٹ کے نصرانیون کے آنسو تہمے قمص نے جیب سے رومال نکالکر آنسو پونچھے اور پیطرس کے حضور مین اپنے خودکردہ پر پشیمانی ظاہر کی معافی چاہی اور اوس کے ہمراہ شاہ فرانس کے پاس گیا اور وہان سے بہت بڑی فوج کے ساتہہ پس وپیش کرتا ہوا اصفوریہ کے طرف روانہ ہوا۔

اسلامیونکا مشورہ کرنا

جسوقت یہہ خبر سلطانی کیمپ مین پہونچی جو کہ مقام اقحوانہ مین تہا سلطان نے اصحاب شورے کو بغرض مشورہ اپنے دربار خاص مین طلب فرمایا اون مین سے اکثر تو یہہ کہنے لگے کہ بہتر یہی ہے کہ مقابلہ نہ کیا جائے بلکہ مسیحیون کی قوت کو پہلے قتل وغارت اور شبخون مارنے سے گہٹا دین بعد اس کے کہلم کہلا برسر مقابلہ آئین اور بعضون نے یہہ رائے ظاہر کی کہ مناسب یہہ ہے کہ ہملوگ شبخون مارتے ہوئے اور بلاد نصاریٰ کو ویران کرتے ہوئے اپنے دارالحکومت کو واپس ہو جائین لیکن معاودت کے لئے کوئی حیلہ شرعی پیدا کرلینا ضروری ہے تاکہ اہل مشرق کی زبان طعن بند ہو جائے ورنہ وہ سب یہی کہینگے کہ مسلمانون کے قتل پر تو شیر تہے لیکن کفار کے مقابلہ سے مونہہ موڑ کر چلے آئے۔

سلطان چند لمحہ تک عالم سکوت رہا کبہی تو ان رایون کو اون آنکہون سے دیکہتا تہا جنسے کوئی دیندار حق پرست دنیا کے حسن معاشرت کو دیکہتا ہوا اور کبہی

نصرانیون کے ٹڈی دل لشکر کو اون تیورسے ملاحظہ کرتا تہا جس سے کوئی شیر بربر بہیڑ بکریون کے گلّے کیطرف غصّہ کیحالت مین دیکہتا ہو۔ تہوڑی دیر کے بعد سلطان نے اپنی عالی رائے کو اسطرح ظاہر فرمایا "لا ینبغی ان تفرق ھذا الجمع لا بعد الجد بالجہاد (یہہ نامناسب ہے کہ جہاد مین کوشش کرنے سے پہلے یہہ جمعیت متفرق ہوجائے)۔

فتح طبریہ

پانچوین روز مقام مذکور سے لشکر کو مرتب کرکے بائیسوین ربیع الثانی ۵۸۳ھ یوم چہارشنبہ کو بحیرۂ طبریہ کے قریب مقام صبیرہ مین ٹہرا دوسرے روز بعد نماز صبح اس مقام سے کوچ کرکے اوسی روز طبریہ کے غربی جانب ایک پہاڑ کی چوٹی پر خیمہ زن ہوا گو نصرانیون کا کیمپ اس مقام سے بہت ہی قریب تہا اور اونکو غالبًا اسکی آمد کی اطلاع بہی ہوئی لیکن جب عیسائیون نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی اور مقابلہ کو باہر نہ نکلے تو سلطان نے بہی مصلحتًا اپنی فوج کو پوشیدہ رکہا۔ نصف شب گزر چکی ہتی کہ کل لشکر کو نصرانیون کے مقابلہ مین چہوڑ کر تن تنہا معدودے چند سوارون کو لیکر طبریہ کے قریب پہونچگیا صبح ہوتے ہی نماز و وظیفہ سے فارغ ہوکر طبریہ پر حملہ کیا پہر دن بہی نہ گزرا تہا کہ سلطان کی چمکتی ہوئی تلوارون نے طبریہ کو فتح کرلیا۔ سلطانی جان نثارون نے متعدد محلون مین آگ لگادی۔ بازار کو خاطرخواہ لوٹا قریب تہا کہ قلعہ[1] کے مینارون پر بہی اسلامی پہریرہ اوڑادیا جاتا لیکن اہل قلعہ نے فورًا دروازہ بند کرلیا اور اہل شہر قلعہ کے چارون طرف سے مقابلہ کرنے لگے اور قلعہ والون نے کہڑکیون سے تیرباری شروع کردی۔ نصرانیون کو جب اس لڑائی اور سلطان کی کامیابی کی اطلاع ہوئی تو وہ اسقدر بدحواس ہوگئے کہ اون کے ہاتہ کے طوطے اوڑ گئے آپسمین مشورہ کرنے لگے بعضون نے مسلمانون سے مقابلہ اور مقاتلہ کا مشورہ دیا اور بعضون نے

[1] فرانسیسی مورخ تحریر کرتے ہین کہ صلاح الدین نے اسی حملہ مین قلعہ طبریہ کو توڑ ڈالا تہا۔

شبخون مارنے کا اشارہ کیا اور بعضے پرجوش مسیحی غصہ کے مارے بیتاب ہو گئے لیکن قمص نے ان سبہون سے اختلاف ظاہر کیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ تملوگ ناحق پریشان ہو رہے ہو طبریہ میرا اور میری بی بی کا تہا صلاح الدین نے جو کچہہ کیا اچھا کیا مین اس امر پر بہی راضی ہون کہ وہ قلعہ پر قبضہ کرلے اور میری بی بی کو بہی لیلے مجہکو کچہہ عذر نہین ہے فو اللہ لقد رایت عساکر الاسلام قدیما وحدیثا ما رایت مثل ھذا العسکر الذی مع صلاح الدین کثرۃ وقوۃ (بخدا مینے اسلام کے نئے اور پورانے لشکر دیکہے ہین لیکن صلاح الدین کے لشکر کیطرح قوت اور کثرت مین نہین دیکہا) جب تک صلاح الدین طبریہ مین ہے اوسوقت تک کیسکی یہہ مجال نہین ہے کہ طبریہ پر قبضہ کرسکے ہان یہہ ممکن ہے کہ جب صلاح الدین طبریہ کو چہوڑ کر دوسرے طرف متوجہ ہو اوسوقت اوسپر قبضہ کرلینا آسان ہوگا۔

پرنس ارناط (آرنلڈ) پہلے تو کمال استقلال سے قمص کی تقریر سن رہا تہا لیکن جب ضبط نکرسکا تو اثناء کلام مین بول اوٹہا "قمص تیرا خوف بہت بڑہتا جاتا ہے مسلمانون کو معلوم نہین کہ تو نے کیا سمجہہ رکہا ہے اول تو وہ ہم سے بدرجہا کم ہین اور اگر بفرض زیادہ بہی ہوتے تو کیا ان النار لا یضرھا کثرۃ الحطب (آگ کو لکڑی کی کثرت کچہہ نقصان نہین پہونچا سکتی) مین اگر تیری جگہہ پر ہوتا تو میری ہمت و جوانمردی کو دیکہتا۔ ان معدودے چند سے اسقدر خائف ہونا بالکل خلاف عقل ہے جبکہ صلیب اعظم ہمارے ہاتہون مین ہے اور ہمارا مسیح ہماری مددپر ہے اوس نے گو ہمکو حلم اور تحمل کا سبق پڑہایا ہے لیکن یہہ نہین کہا کہ جب یہہ ملحد (مسلمان) ہمارے مقدس مقامات کا قصد کرین تو کچہہ تعرض نہ کرنا اگرچہ انسان خوری ممنوع ہے لیکن ہمارے نزدیک انکا کچا گوشت کہانا روا ہے۔

نظر ثانی کی تیاری

قمص تو ہان ہون کرتا ہی رہا لیکن مسیحیون کے تن مردہ مین اس تقریر نے

ایک تازہ روح پہونک دی فوراً مسلح ہو کر اوٹھہ کہڑے ہوے اور طبریہ کیطرف طوفان بے امتیازی کیطرح بڑہے۔

طلائیہ اسلامیہ نے نصرانیون کی نقل وحرکت سے سلطان کو مطلع کیا اور وہ اسیوقت کا منتظر تہا خبر پاتے ہی طبریہ سے معاودت کرکے اپنے لشکر سے آملا۔ اور کمال تیزی سے لشکر کو مرتب کرکے بقصد مقابلہ روانہ ہو کر اسلامی کیمپ سے پورب اور طبریہ کے پچہم اوس پہاڑی پر اپنی فوج کو آراستہ کیا جس سے ایک شیرین پانی کا چشمہ کمال لطافت سے جاری تہا اور جسکے نیچے عیسائیون کی فوج تہی جو کہ تین طرف سے اسلامی فوج کے گہیرے مین تہی۔

مصاف آپ لوگون کو یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ اسلامی بہادرون اور مسیحی جوالون سے مڈبہیڑ اسی مقام پر ہونے والا ہے اس مقام کا نام لوبیا ہے دس پانچ گہرون کا ایک گانؤن اسکے قریب ہے جسکو اہل قریہ بخوف جان چہوڑکر بہاگ گئے ہین خالی مکانات پڑے ہین کُتے بلّی تک کی صورت نہین دکہلائی دیتی اس سے اس گانؤن کے دیکہنے والے سمجہہ سکینگے کہ اہل قریہ اس گانؤن کو کم از کم پندرہ بیس روز ضرور رہوے ہونگے کہ خالی چہوڑکر چلے گئے ہین اس مقام کے چارون طرف پانچ پانچ چہہ چہہ کوس تک پانی نہین ملتا ہان ایک وہی چشمہ ہے جو کہ لوبی (جبل طبریہ) سے نکلا ہے اور جس کے کنارے ہمارا اسلامی لشکر پڑا ہوا ہے اور نصرانیون کا مورچہ اسکے مقابلہ مین برابر مستوی زمین مین ہے لیکن زمین ریتلی ہے اور پانی کی کمی ہے کیونکہ بڑے چشمہ پر تو اسلامی لشکر پڑا ہے اور جو اس سے چہوٹے چہوٹے چشمے اِدہر اُدہر نکل گئے ہین وہ اتنے جم غفیر کو کفایت کرتے نظر نہین آتی فصل کا یہہ حال ہے کہ گرمی شدّت کی پڑرہی ہے

لہ طلایہ اور طلیعہ لشکر کے اوس حصہ کو کہتے ہین جو کہ کیمپ کی ہر چہار طرف سے محافظت کرے اور نیز مخالف کے نقل وحرکت کو دیکہتا رہے۔

باد صرصر کے جھونکے اطمینان سے ایک حالت پر نہین رہنے دیتے پرندے تک اپنے اپنے
گھونسلے چھوڑ چھوڑ کر سیر اب مقام ڈھونڈھتے پھرتے ہین ۔ پیاس سے ہونٹھ خشک ہوئے
جاتے ہین گھڑون پانی پینے سے بھی پیاس بجھتی نظر نہین آتی ۔ اسلامیون کے چہرون سے
بشاشت اور اطمینان کے آثار نمایان ہین غزا اور شہادت کے شوق مین ایسے پھولے
ہین کہ جامے مین نہین سماتے ہر شخص مرنے اور مارنے پر مستعد ہو رہا ہے ۔ع
سالے کہ نکو است از بہارش پیداست + کے مصداق بنے ہوئے ہین نصرانیون کی
طرف نظر اوٹھا کر دیکھیے تو اونپر عجیب قسم کی مایوسی چھائی ہے اگرچہ ہر شخص مین ایک
قسم کا جوش پایا جاتا ہے لیکن جان کے خوف کے علاوہ پانی کی کمی کا خوف ایسی
مہیب صورت دکھلا رہا ہے کہ جس سے بڑے بڑے مدبرون کے ہوش وحواس
بجا نہین ہین ایک دوسرے کا حسرت سے منھہ دیکھہ رہے ہین کسی سے کچھہ بن نہین آتا
انکو لڑائی کے خوفناک میدان نے اسدرجہ خائف نہین کیا لڑائی کے میدان کو
یہہ بھی اونہین آنکھون سے دیکھتے ہین جن آنکھون سے لڑکے کھیل کود کے وسیع میدان کو
دیکھتے ہین لیکن قدرتی مجبوری کا کیا علاج ! شب شنبہ تو فریقین نے لڑائی کے شوق
اور انتظار مین جیون تیون گذرائی صبح ہوتے ہی ادہر اسلامی لشکر سے اذان کی
آواز آئی لشکری اوٹھے حوائج ضروری سے فارغ ہو کر اپنے نیک دل سلطان کے ساتھ
فریضہ صبح ادا کر کے تیاری مین مصروف ہوئے کوئی ترکش مین غیر معدود تیر رکھہ رہا ہے
اور کوئی تلوار گلے مین حمایل کر رہا ہے سپاہی کمرین باندہ رہے ہین سلطان بھی
اپنے معمولات ختم کر کے لشکر کے ترتیب مین مشغول ہوا کسی کو میمنہ پر اور کسیکو میسرہ پر متعین کیا
اودہر نصرانیون کا بگل دینا تھا کہ مسیحی فوج بھی تیار ہو کر مقابلہ پر آگئی ان لوگون نے
اپنے کو محاصرہ سے نکلنے کی بہت کوشش کی اور یہہ مصمم قصد کر لیا کہ راستہ صاف
کر لین لیکن اسلامی تیر اندازون نے انکو ایک قدم بھی اردن کے کنارے کیطرف

نہ بڑھنے دیا کچھہ دیر تک تو یہی کیفیت رہی کہ عیسائی بڑھتے تھے اسلامی لشکر انکو تیر پر
رکھہ لیتے تھے پھر دن نہ چڑھا ہو گا کہ اسلامی لشکر کا ایک حصہ عیسائیون سے دست
بدست لڑنے لگا۔ اسلامی بہادرون نے جو کارنمایان اس لڑائی مین کیئے وہ قابل
اس کے ہین کہ صفحہ تاریخ پر آب زر سے لکھے جائین اور انہین کو صاحب السیف کا لقب
دیا جائے یہہ لڑائی اس کیفیت سے تقریباً تین گھنٹہ تک ہوتی رہی دوپہر ڈھلنے کے
بعد کسیقدر لڑائی کا بازار سرد ہو گیا دور ہی دور سے تیراندازی ہو رہی تھی کہ
اسی اثناء مین اذان کی آواز آئی اور ایک گروہ اسلامی لشکر کا ادائے فریضہ ظہر کے
غرض سے مصاف سے پھر کر اپنے مورچہ کے قریب پہونچا اور وضو کر کے نماز پڑھنے مین
مصروف ہوا دو رکعتین پڑھ کر واپس گیا اور دوسرا گروہ آیا اور وہ بقیہ
دو رکعتین پوری کر کے مصاف کیطرف بڑھا۔ پہلا گروہ جو دو رکعتین پڑھ کر حریف کے
مقابلہ مین چلا گیا تھا پھر واپس آیا اور اپنی دو رکعتین باقی ادا کر کے اطمینان کے
ساتھہ اپنے مدمقابل حریف سے مڈھبیڑ ہو گیا اسی طرح اسلامی لشکر کے اس پچھلے حصہ
نے بھی اپنی نماز پوری کی اور سلطان وظیفہ سے فارغ ہو کر یا ایہا الذین امنو
لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا
تشعرون (اے ایمان والے بندو جو شخص کہ اللہ کے راہ مین قتل کیا جائے اوسکو
مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے تمکو اسکا امتیاز نہین ہے) پڑھتا ہوا مصاف کیطرف بڑھا
اور لڑائی کا بازار پھر تھوڑی دیر کے لئے اسکے آنے سے گرم ہو گیا مسیحی لشکر یکجا ہو کر
اسلامی عساکر کے حملون کا جواب دیتا ہوا طبریہ کے طرف چلا جب کچھہ دور نکل گیا تو
سلطان نے فوراً بنفس نفیس ایسا حملہ کیا کہ نصرانیون نے مجبوراً اوسطرف سے پھر کر میمنہ
سلطانی پر حملہ کیا تقی الدین عمر برادرزادہ سلطان قصداً پیچھے ہٹ آیا اور
دیدہ و دانستہ نصرانیون کو نکل جانیکا موقع دیدیا نصرانی یہہ سمجھکر کہ موقع

بہاگ جانے کا اچہا ہے بہت تیزی سے آگے بڑہے۔ اسلامی لشکر کا ایک دستہ جو کہ پہلے ہی سے کمین مین بیٹہا ہوا تہا اوس نے گہاس کے اون انبارون مین جنکو نصرانیون نے دمدمہ کے طور پر قایم کر رکہا تہا آگ لگادی مسیحی تو پہلے ہی سے گرمی اور پیاس کی شدت سے بیتاب ہو رہے تہے اس آتش زنی سے اور زیادہ پریشان ہو گئے فصل اور پیاس کی گرمی پریشانی اور دہوان کی کثرت صلیبیون کو بہاگنے پر آمادہ کر دیتی تہی مگر صلیبی نشان پہر انکو اوسی جوش سے پہیر لاتا تہا جس جوش سے یہہ آئے تہے اور وہین کٹ کٹ ڈہیر ہوتے جاتے ہے لیکن شب نے بالفعل نصاریٰ کو ہزیمت سے اور مسلمانون کو تعاقب و قتل سے روک لیا رات بہر فریقین اپنے اپنے مورچون مین ہوشیاری سے جاگتے رہے جسقدر مسلمانون کو اپنی کامیابی کا یقین تہا اوسیقدر نصرانیون کو اپنی زیست سے ناامیدی تہی۔

ہزیمت قمص اور واقعہ حطین

دوسرے دن صبح ہوتے ہی ہنوز آفتاب کی روشنی سے مصاف کا وسیع میدان روشن نہونے پایا تہا کہ اسلامی لشکر مرتب ہو کر لڑائی کے میدان مین آگیا چارناچار مسیحی لشکر بہی مقابلہ کے لئے مسلح ہو کر نکلا۔ لڑائی چہڑتے ہی قمص معہ چند دستہ فوج کے جان چہپا کر مصاف سے صور کیطرف بہاگا تہوڑی دور تک اسلامیون نے تعاقب تو کیا لیکن قمص ایسا بہاگا کہ یہہ اوس کے گرد تک نہ پہونچے بقیہ نصرانیون نے جب اپنے کو محاصرہ مین دیکہا اور زیست سے ناامید ہوئے تو سبہون نے ملکر ایسے متعدد حملے کئے کہ جس سے یہہ امید کیجا سکتی تہی کہ مسلمان عنقریب اپنے موقف سے پیچہے ہٹ جاینگے لیکن چونکہ لطف الٰہی شامل حال تہا اسلامی لشکر نے دایرہ کیطرح نصرانیون کو اپنے محاصرہ مین کر لیا اور اپنی چمکتی ہوئی جوہردار تلوارون سے ایک کو دو اور دو کو چار کرنے لگے اگر ہمارا رحمدل سلطان قصدًا نصرانیون کو حطین[1] تک چلے جانیکا موقع ندیتا

[1] حطین ایک قریہ مابین طبریہ اور عکا کے واقع ہے طبریہ اور حطین مین دو کوس کا فاصلہ ہے۔ اسکے قریب ایک گانٔون ہے جسکو حمارہ کہتے ہین اور وہان شعیب علیہ السلام کی قبر ہے۔

توہم یقین کرسکتے ہین کہ اون محصور نصرانیون مین سے کوئی بہی جانبر نہوتا نصرانیون نے حطین مین پہونچکر خیمون کے نصب کرنے مین بہت کچہہ کوشش کی لیکن اسلامی لشکر کے حملون نے اونکو اسقدر مہلت نہ دی البتہ بڑے جد وجہد سے ایک خیمہ اپنے بادشاہ کے لئے نصب کرلیا اور بہت بڑی دلیری سے اسلامیون کا مقابلہ کرنے لگے۔ الملک الافضل کا یہہ بیان ہے کہ "یہہ پہلی لڑائی ہتی کہ جسمین مین بذاتہ شریک ہوا تہا مینے اپنے آنکہون سے دیکہا ہے کہ ان نصرانیون نے مسلمانون کے اوس گروہ پر جو کہ انکے قریب تہا ایسا نابرداشتنی حملہ کیا کہ یہہ گروہ قلب لشکر سے آملا سلطان نے ایک ہیبت ناک آواز سے اللہ اکبر کہا اور لشکر کو آگے بڑہایا نصرانیون نے پہر دوبارہ ایسا ہی حملہ کیا اور مسلمانون کو پیچہے ہٹا دیا سلطان نے دوبارہ پسپا ہونیوالون کو آگے بڑہایا نصرانیون نے موڑکر پہر ویسا ہی جی توڑ کر حملہ کیا اور اسلامی لشکر کو پیچہے ہٹا دیا سلطان نے بدستور سابق لشکر کو مقابلہ اور تعاقب کیطرف متوجہ کیا اور خود تکبیر کہتا ہوا آگے بڑہا میرا بزرگ مربی پدر مجہسے یہہ کہہ رہا تہا کہ جب تک یہہ خیمہ نہ گرے گا جو کہ حطین مین انہون نے نصب کرلیا ہے اوسوقت تک نصرانیون کو شکست فاش نہوگی کہ ناگاہ اسلامی لشکر کے چند سپاہی چکر کاٹ کر دوسرے طرف سے حطین پر چڑہ گئے اور وہان پہونچتے ہی خیمہ کو گرا دیا اور دونون طرف سے اونکو تلوارون پر رکہہ لیا۔ صلیب[1] صلبوت جسکو یہہ اپنی فتحمندی کا باعث سمجہتے تہے عکا کے پادری کے ہاتہہ مین ہتی اوسکے مارے جانے کے بعد لڈا کے پادری نے لیا لیکن وہ بہی اور عیسائیون کے ساتہہ مع صلیب کے گرفتار کرلیا گیا۔

---

[1] صلیب صلبوت نصرانیون کے نزدیک کل صلیبون سے زیادہ محترم ہتی اون کے زعم فاسد مین اس صلیب مین اوس صلیب کی لکڑی کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تہا جسپر مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے تہے۔ اسیکو صلیب اعظم اور صلیب صلبوت کہتے تہے۔

اس معرکہ مین علاوہ عیسائی سپاہیون کے نامی نامی عیسائی اُمرا گرفتار کرلئے گئے پرنس ارناط (آرنلڈ) اور ہنری صاحب طبریہ اور صاحب جبیل اور گوی بادشاہ یروشلیم بہی اونہین قیدیونمین تہا جس طرح مسلمانون کے نقصان کا صحیح اندازہ نہین ہوسکتا اسیطرح عیسائیون کے مقتولین[۱] کا کچہہ شمار صحیح بیان نہین کیاجاسکتا ہان البتہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ حطین کی زمین مدتون انہین کے خون سے لالہ زار نظر آتی تہی اور ایک مدت تک اس مقام پر انکی ہڈیون کا ایک انبار لگا ہوا تہا انپر کبہی ایسی مصیبت سنہ ۴۹۱ھ سے سنہ ۵۸۳ھ تک نہین آئی اور نہ انکو ایسی زک ملی وہ زمانہ انکی ترقی اور بلاد ساحل کیطرف بڑہنے کا ہی اور یہہ زمانہ دولت ایوبیہ صلاحیہ کے قایم ہونیکا ہے یہہ ہمیشہ مسلمانون کے خون سے اپنے ہاتہون کو رنگتے تہے اسلامیون کی خونریزی ان کے نزدیک یروشلیم سے مقدس مقام مین بہی مباح تہی۔ مورخ نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ بیان کرتاہے کہ انکے مقتولون کا سخت ہیبت ناک نظارہ تہا اونکی صفون کی صفین کٹے ہوئے پڑی ہتین سوائے کشتون کے اور کوئی دوسری چیز نظر نہ آتی تہی اگرچہ مین اس معرکہ مین سلطان کے ساتہہ نہ تہا لیکن مجہہ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا ہے کہ اس لڑائی مین ایک ایک سوار تیس تیس[۳۰] چالیس چالیس[۴۰] نصرانیون کو ایک رسّی سے باندہے ہوئے تہا سو سو دو دو سو نصرانیونکی محافظت ایک مسلمان سپاہی کر رہا تہا اس واقعہ کی تصدیق اور مورخین[۲] بہی کررہے ہین۔

---

[۱] بعض انگریزی تواریخ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جنگ حطین مین تیس ہزار عیسائی مارے گئے تہے اور اسیقدر گرفتار ہوئے تہے اور بعضے اسکا نصف ماراجانا اور دس ہزار کا گرفتار ہونا تحریر کرتے ہین۔

[۲] عماد لکہتاہے کہ مینے اپنی آنکہون سے دیکہا ہے کہ ایک مسلمان چالیس نصرانیون کو خیمہ کی ایک رسّی سے باندہ رہا تہا اور وہ دم نہ مارتے تہے۔ اس واقعہ کے بعد دمشق مین ایک ایک نصرانی تین تین دینار کو فروخت کیا گیا۔

کامیابی کے بعد سلطان نے دربار کیا اور شاہی قیدی پیش کئے گئے۔

اس کامیابی کے بعد **سلطان** شب بھر اپنے خیمہ مین رہا۔ صبح ہوتے ہی ایک دربار منعقد کیا گیا اور اوس مین شاہی خاندان کے قیدی پیش کئے جانے لگے سب سے پہلے بادشاہ یروشلیم اور پرنس ارناط (ارنلڈ) اور **ملک جفری** مع چند معزز مجبوسین نصارے اوسکے پیش کئے گئے۔ **ملک جفری** شدت تشنگی سے ایسا بیتاب ہو رہا تھا، کہ بولنے تک کی تاب نہ تھی اشارہ سے پانی کی خواہش ظاہر کی **سلطان** نے اس کو برف سے لگا ہوا پانی پلوایا **ملک جفری** نے بچا ہوا پانی **پرنس ارناط** کو دیدیا جسپر سلطان نے ملک جفری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس ملعون کو ہماری اجازت سے پانی نہین دیا گیا اگر ہمارا دیا ہوا یا کہ ہماری اجازت سے پانی پیتا تو البتہ یہہ بھی حسب دستور عرب مامون سمجہا جاتا لیکن جب ایسا نہین ہوا تو یہہ کسی رعایت کا مستحق نہوگا بعد اسکے **سلطان** نے محافظین سے فرمایا کہ انکو لیجاؤ اور بحفاظت تمام رکھو کلہہ صبح پھر پیش کرنا بعد ظہر **سلطان** نے شہدا کی لاشین تلاش کراکے ایک قبر مین بعد نماز جنازہ دفن کرادیا تیسرے روز **پرنس ارناط** (ارنلڈ) پھر پیش کیا گیا **سلطان** نے اس سے پہلے کہ اپنی نذر کا ایفا کرتا مذہب اسلام کے دستور کے موافق اوس سے اسلام لانے کو کہا اوس نے متمردانہ گردن ہلادی جس سے صریحی انکار پایا جاتا تہا سلطان نے ھا انا انتصر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (خبردار ہو مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا ہون) کہکر اوسپر ایسا ہاتہہ مارا کہ اوسکی گردن سیدہی مونڈہے سے اُتر گئی۔

پرنس ارناط کو سلطان نے قتل کیا۔

ملک جفری اور باقی اُمرا اس واقعہ کو دیکھکر تہرا گئے سلطان خود اون کے پاس گیا اور بکمال نرمی سے فرمایا کہ تم فضول گھبراتے ہو بادشاہونکی عادت سے یہہ بالکل خلاف ہے کہ دوسرے بادشاہ کو قتل کرین پرنس ارناط (آرنلڈ) کا واقعہ اس سے مستثنٰی ہے وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچا اوس نے ہمارے نبیؐ صلعم کے ساتھہ بہت بڑی بے ادبی کی تہی علاوہ اسکے حالت صلح مین اس نے اکثر عہد شکنی کی تہی۔ علماء کو جلا دیا تہا مسلمان

تاجرون کو جو کہ بوجہ مصالحت اسکے ممالک مقبوضہ مین آتے جاتے تھے گرفتار کرکے بہت بُری طرحسے قتل کیا تھا مینے اوس کے قتل کی دو مرتبہ نذر کی تھی ایک توجس زمانہ مین اس ناپاک طینت نے حرمین کا قصد کیا تھا دوسرے جب اس نے بدعہدی سے علما اور تاجرین کو بیگناہ گرفتار کرکے جلوا دیا تھا اللہ جل وعلی ذکرہ نے آج مجھکو ایفاء نذر پر قادر کیا مینے اپنے ہی ہاتھون اوسکو اسفل السافلین تک پہونچا دیا۔

قمص بعد چندے مرگیا

قمص معہ اون لوگون کے جو کہ اسکے ساتھہ لڑائی کے میدان سے دوسری لڑائی شروع ہوتے ہی بہاگے تھے صور ہوتا ہوا طرابلس مین پہونچا اور بعد چند دنون کے غیرت وشرم سے یا ذات الجنب کی بیماری سے مرگیا موت نے اوسکو ایسی مہلت ہی نہ دی کہ آیندہ پھر کسی موقع پر سلطانی لشکر کے مقابلہ پر آتا۔

قلعہ طبریہ پر اسلامی قبضہ

یہہ تو آپلوگون کو یاد ہوگا کہ شہر طبریہ کو مسلمانون نے فتح کرلیا ہے اور اسکے قلعہ مین نصرانیون ہی کا عمل ودخل ہے وہی اسپر متصرف ہین والی طرابلس کی بیگم اس قلعہ مین موجود تھی اسیوجہ سے بعد اس خداداد کامیابی کے یکشنبہ کے صبح کو ہمارے نامی سلطان نے قلعہ طبریہ کیطرف رُخ کیا۔ اہل قلعہ نے امان طلب کی سلطان نے انکو امان نامہ لکھہ دیا اور بیگم طرابلس کو اوسکے شوہر کے پاس بھیجدیا چہارشنبہ کو نصرانی قیدیون کا ریوڑ پھر پیش کیا گیا۔ سیول سرجن اور مقامی حاکم کے بارے مین گردن زنی کا حکم صادر فرمایا علاوہ انکے اور دوسو قیدیون کی گردن ماری گئی جنکے شر وفساد نے سلطان کو اس خونریزی اور تلوار اوٹھانے پر مجبور کیا تھا اور باقی قیدیون کو دمشق کیطرف روانہ کردیا اور نائب دمشق کو لکھہ دیا کہ جسوقت یہہ گروہ عیسائیون کا پہونچے اگر اسلام قبول کرے یا فدیہ دے سکے تو پچاس پچاس دینار فدیہ لیکر آزاد کردینا ورنہ فوراً بلا انتظار دوسرے حکم کے واصل جہنم کردینا۔

علامہ ابن اثیر کا قول

علامہ ابن اثیر تاریخ کامل مین تحریر کرتا ہے کہ مین اس واقعہ کے ایک برس کے بعد

اس مصاف سے ہو کر گزرا ہڈیون کا ایک ڈہیر لگا ہوا تہا علاوہ اس کے تمام میدان مین قدم رکہنے کی جگہہ نہ تہی۔ یہہ وہ ہڈیان ہتین جو کہ سیلاب اور صحرائی جانورون کے کہانے سے بچگئی ہتین۔

فتح عکا

۵۸۳ھ

شنبہ کے شام کو بعد نماز عصر طبریہ کے قلعہ سے روانہ ہو کر چارشنبہ آخر ربیع الثانی کو مقام عکا[۵۱] مین پہونچا۔ اہل عکا شہر پناہ اور فصیلون سے مستعدی ظاہر کر رہے تہے اون کے ظاہری طور سے معلوم ہوتا تہا کہ بغیر لڑائی کے یہہ شہر بہی مفتوح نہ ہوگا۔ لیکن جسوقت اون لوگون کو اس امر سے آگاہی ہوئی کہ عیسائیون کا وہ جم غفیر جو کہ طبریہ مین لڑنے کو گیا تہا اور جنکی تعداد مسلمانون سے چوگنی بلکہ بچگنی تہی اونمین سے اکثر قتل ہوئے اور بعضے قید کر لئے گئے اور شاذ و نادر بہاگ گئے ہین ہوش و حواس جاتے رہے۔ مقابلہ کا خیال ہی باقی نہ رہا پنجشنبہ کی صبح کو بہادر دلیر سلطان مع اپنے جان نثارون کے سوار ہو کر خیمہ سے موقع مصاف دیکہنے کے غرض سے باہر نکلا اس اثنا مین کہ وہ بہادر سلطان لڑائی کا موقع دیکہہ رہا تہا اور دل ہی دل مین سوچ رہا تہا کہ اس طرف منجنیقین نصب کیجائینگی اور اوس طرف سے حملہ کیا جائیگا کہ اہل عکا کا ایک گروہ جسمین ہر سن کے آدمی تہے الامان الامان چلاتے ہوئے سلطان کے خدمت مین حاضر ہوئے اوس رحیم و کریم سلطان نے اون کو امان[۵۲] نامہ لکہدیا اور راس کی

[۵۱] عکا اور عکہ سواحل شام کے بڑے شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اوس شہر مین ایک مسجد ہے جسکو صالح علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے ہین لیکن یہہ امر قرین قیاس معلوم نہین ہوتا کیونکہ صالحؑ زمانہ عرب عاربہ مین جزیرۃ العرب مین مبعوث ہوئے تہے۔ یہہ شہر طبریہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ہے شہر پناہ اسکا بارہ میل کا بنا ہوا تہا۔ یہہ بندرگاہ تجارت اور اہل حرفہ سے بہرا ہوا تہا اسنے بقول بجاڈ اخیر زمانہ مین مغرب کی نہایت قوی قومون کے حملون کا کامل تین برس رُد و رد و مقابلہ کیا تہا۔

[۵۲] مورخ عبد اللہ بن یوسف بن عباس الغزی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عکا سے پنجشنبہ کے دن ایک لڑائی ہوئی تہی بعد اوسکے عکا والون نے امان طلب کیا تہا۔ واللہ اعلم۔

آزادی دیدی کہ وہ معہ اپنے مال و اسباب کے چاہے عکا چھوڑ کر چلے جائیں ورجو چاہے مقیم رہے نصرانیون نے جلاوطنی کو اختیار کرلیا اور تہوڑا یا بہت جسقدر مال و اسباب اوٹھا سکے لیکر اِدہر اُدہر چلے گئے یکم جمادی الاول یوم جمعہ کو سلطان معہ اپنے جری لشکر کے تکبیر کہتا ہوا مسرور و منصور عکا مین داخل ہوا اور جمعہ کی نماز جامع مسجد مین ادا کی۔ یہہ سب سے پہلا جمعہ تہا کہ سلطان نے ساحل کے علاقہ مین عکا مین پڑہی نماز جمعہ کے بعد سلطان نے عکا کا اسطرحپر انتظام کیا کہ شہر تو الملک الافضل کے سپرد کردیا اور مضافات عکا کا حاکم فقیہہ عیسیٰ کو مقرر کیا۔

عکا مین مسلمانون کو بلاجدال و قتال جسقدر مال و اسباب نقد و جنس و جواہرات ملے تہے شاید اس سے پہلے کبہی کسی مقام مین باوجود لڑائی کے اسقدر مال غنیمت حاصل نہ ہوا ہوگا اسوجہہ سے کہ یہان ہر قسم کی تجارت ہو رہی تہی فرانس اور رُوم کے تاجر اس شہر مین موجود تہے۔ امراء و رؤسا تبدیل آب و ہوا کی غرض سے یہان ٹہرتے رہتے تہے۔

اِسکے بعد سلطان نے اپنے بہائی الملک العادل کو جو کہ اندنون مصر ہی مین تہا اس کامیابی کی روح افزا خبر سے مطلع کیا اور نیز یہہ تحریر کیا کہ موجودہ مصری لشکر لیکر مجدل یابا[1] اور یافا[2] وغیرہ پر حملہ کرکے بزور تیغ ممالک اسلامی مین داخل کرنے کی کوشش کرے اور اس لشکر کو اوس نے تین حصونپر تقسیم کیا ایک حصہ کو تو عکا مین رکہا اور دوسرے گروہ کو بسر گروہی تقی الدین عمر تبنین کی کے طرف روانہ کیا اور تیسرے حصہ کا کمان افسر حسام الدین ابن لاجین کو

۱ مجدل یابا (یا مجدل یافا مجدل لیابا) قریب رملہ کے مابین انطاکیہ اور بلاد روم کے ایک چھوٹا سا شہر ہے اسمین ایک مضبوط اور خوبصورت سا قلعہ بہی ہے۔

۲ یافا بلاد ساحل شامی سے شمار کیا جاتا ہے۔

مقرر کرکے نابلس پر حملہ کرنے کو بہیجا۔

فتح مجدل یابا

اس سے پہلے کہ ہم ان دونون مہمون کی کامیابی کا سلسلہ شروع کرین مناسب سمجہتے ہین کہ اپنے ناظرین کو مجدل یابا کا سین دکہلا دین تا کہ الملک العادل کے نمایان کامون سے بہی واقفیت ہوتی جائے۔ آپ لوگون کو یہہ تو یقین کے ساتہہ معلوم ہوگا کہ الملک العادل اپنے بہائی کا خط پاتے ہی مصر سے مجدل یابا کیطرف روانہ ہو گیا ہے لیکن کیا اسوقت تک اس امر سے آگاہی نہین ہوئی کہ الملک العادل نے پہلے ہی حملہ مین مجدل یابا کے قلعہ کے بلند مینار و نپر اپنی کامیابی کا پہریرا اُوڑا دیا ہے اور بعد اس کے اوسنے اپنے بہائی کے خط کا جواب تحریر کیا ہے جسمین اوس نے اپنی روانگی اور خداداد کامیابی کو مفصلاً لکہا ہے۔

فتح یافا

اس کامیابی کے تیسرے دن الملک العادل صبحکو مجدل یابا سے روانہ ہوکر شہر یافا پر جا پہونچا شام کیوقت موقع مصاف دیکہہ بہالکر اپنے خیمہ مین واپس آیا صبح ہوتے ہی ایسا قوی حملہ کیا کہ کسیکو جواب دینے کی بہی مہلت نہ دی دوپہر بہی نہ ہونے پائی تہی کہ مظفر و منصور یافا مین داخل ہوا۔ اس لڑائی مین مسلمانون کو نفع کے سوا ذرہ برابر بہی نقصان نہین پہونچا ہان یہہ بات ضرور ہوئی تہی کہ دو سپاہیون کے رانون مین کچہہ خفیف سا زخم آگیا تہا۔ نصرانیون پر جو کچہہ آفت آئی تہی اسکا اندازہ صاحب تاریخ کامل کے اس فقرہ وجری علی اھلہا مالم یجر علی احد من اھل تلک البلاد (اہل یافا پر وہ حادثہ گزرا ہے کہ ان شہرون کے کسی باشندون پر نہ گزرا ہوگا) سے مفہوم ہوسکتا ہے مال و اسباب تو کچہہ یون ہی معمولی سا ملا تہا لیکن قیدیون کی وہ کثرت تہی جس سے یہہ امید کیجاسکتی تہی کہ دو چار پشتون تک غلامی کے لئے یہہ کافی ہونگے۔

فتح سبسطیہ و نابلس

حسام الدین عمر ابن لاجین جو اسلامی لشکر کا ایک حصہ ہمراہ لیکر

نابلس کیطرف بڑہا تہا اوس نے پہلے سبصطیہ پر حملہ کیا پہلے ہی حملہ مین نصرانیون کو بیکار کرکے شہر کو مسلمانون کے سپرد کردیا بعدہ قلعہ نابلس کے طرف بڑہا نصرانیون کے چہرون پر تو پہلے ہی سے مردنی چہائی ہوئی ہتی اونکی ہمتین پست ہو رہی ہتین اسوجہہ سے اہل قلعہ نے بہ امان وصلح قلعہ کو حسام الدین عمر کے سپرد کردیا۔ اس قلعہ اور شہر کے رہنے والون نے اسلامی بہادرون کے معاندہ پر وثوق کرکے جلاء وطنی نہ پسند کی بلکہ معہ اپنے مال و اسباب و خاندان کے نابلس ہی مین رہے۔

مہم تبنین

تقی الدین عمر جو کہ مہم تبنین کا افسر اعلی تہا وہ جسوقت تبنین کے قریب پہونچا اور اوس نے موقع مصاف کو غور اور فکر کی عینک لگا کر معائنہ کیا اوسوقت اوسکی دوربین عقل نے یہی راے دی کہ تبنین کا محاصرہ کرکے اس پر کامیابی کا پرچم اُوڑانا آسان نہین ہے اور نہ یہہ میرا کام ہے وہ اوسکے اطراف وجوانب کو دیکہتا جاتا تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ اہل شہر نے بہت بڑی چالاکی سے کام لیا ہے میرے فتح کیے یہہ فتح ہو گا جب تک کہ اپنی کامیابی کا یقین نہ ہو لے اسوقت تک بے سمجہے بوجہے حملہ کرنا بالکل بے سود ہے۔ مین ہرگز تن تنہا اسکا محاصرہ نہ کرونگا رفتہ رفتہ اوسکے اس خیال نے اسقدر ترقی کی کہ اوس نے سلطان کو اپنی مجبوری اور اہل تبنین کی مضبوطی سے اطلاع دی سلطان نے اطلاعیابی کے دوسرے روز آٹہوین جمادی الاول ۵۸۳ھ کو عکا سے کوچ کردیا اور گیارہوین ماہ مذکور کو تبنین پر پہونچکر بارہوین کو اوسکا محاصرہ کرلیا۔ تبنین کا قلعہ معمولی قلعون مین نہ تہا قدرۃً یہی اس سے کامیابی کی امید کم کیجاسکتی ہتی اور ظاہر حال بہی اسکا اسی امر کی شہادت دے رہا تہا لیکن ہمارے فاتح بیت المقدس کے پہلے ہی حملہ نے نصرانیون پر یہہ امر ثابت کردیا کہ اس قلعہ کی کچہہ ہستی نہین ہے اگر

ایسے ہی سو قلعہ ہون تو بہی اسکے توانا بازو اور قوی حملون کے آگے ہیچ ہین۔ اس کے مقابلہ مین دو روز سے زیادہ نہین ٹہر سکتے اس پہلی لڑائی مین جو کہ تقریبًا صبح سے ظہر کے اخیر وقت تک چہڑی رہی نہ تو مسیحیون کے شکست کی صورت دکہلائی دی اور نہ اہل اسلام کے کامیابی کے آثار نمایان ہوئے لیکن پہر بہی حطین کے واقعہ سے نصرانیون کے بچہ بچہ کا زہرہ پانی ہو رہا تہا۔ سلطان نے اس لڑائی کے بعد جو کہ بارہوین جمادی الاول کو ہوئی تہی پانچ روز تک پہر کوئی حملہ نہ کیا چہٹے روز اہل تبنین نے اون مسلمانون کو جو کہ ایک مدت سے انکے پنجۂ غضب مین گرفتار رہتے آزاد کر دیا جسوقت مسلمانونکا یہہ گروہ اسلامی مورچہ مین داخل ہوا سلطان نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور سبہون کو زاد راہ دیکر اون کے گہرون کیطرف رخصت کر دیا۔ اور خود بدستور محاصرہ کئے رہا۔

ہمارا خیال یہہ شہادت دے رہا ہے (اور عجب نہین کہ یہی صحیح بہی ہو) کہ اہل تبنین نے یہہ سمجہا کہ سلطان نے ان مسلمان قیدیون کے آزاد کرانیکے غرض سے حملہ کیا ہے اور اسی وجہ سے مسلمان قیدیون کو آزاد کر دیا لیکن درحقیقت معاملہ اسکے برعکس تہا اوس نے باوجود مسلمان قیدیون کے آزاد ہونے کے تبنین کا محاصرہ نہ چہوڑا اور نہ اس واقعہ کے بعد پانچ روز تک کسی قسم کی چہیڑ چہاڑ کی چہٹے روز اہل تبنین نے محاصرہ سے مجبور ہو کر امان طلب کی اور بہ صلح تبنین کو سلطان کے سپرد کر دیا۔

فتح صیدا و صرفند

مہم تبنین سے سلطان فارغ ہو کر صیدا[۱] کیطرف بڑہا اثناء راہ مین صرفند کو بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے صلح و امان کے ساتہہ اپنے مفتوحات مین داخل کر کے صیدا کے قریب چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا۔ چونکہ والی صیدا نے پہلے ہی سے صیدا

[۱] صیدا بلاد ساحل کے مشہور شہر و مینن سے ایک شہر ہے۔

چہوڑ دیا تہا اسوجہ سے سلطانی لشکر نے پہونچتے ہی بلا کسی مزاحمت کے ۲۔جمادی الاول ۵۸۳ھ ہجری یوم چہارشنبہ کو مقام مذکور پر قبضہ کرلیا۔

محاصرہ بیروت اور کامیابی

اس کامیابی کے دوسرے دن صیدا سے سلطان روانہ ہوا اور دوسرے روز صبحکے وقت بیروت[۱] کے قریب پہونچا۔اہل بیروت پہلے ہی سے مقابلہ پر آمادہ ہو رہے تہے۔شہر پناہ کے فصیلون پر کار آزمودہ سپاہیون کا پہرہ تہا شہر پناہ کے دروازہ بند تہے اہل شہر ہر طرح سے مستعد اور آمادہ ہو رہے تہے اسلامیون نے متعدد حملے کئے لیکن کسیکا کچہہ نتیجہ نہ پیدا ہوا تیسری یا چوتہی لڑائی تہی کہ اہل شہر کے کانون تک شور وغل کی آواز حد سے زیادہ آنے لگی زیادہ عرصہ نہ گزرا تہا کہ اون کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ اسلامی لشکر شہر پناہ کی جنوبی دیوار توڑکر شہر مین آگیا ہے ایک عظیم بلوہ برپا ہو رہا ہے انتظامی حکام نے ہر چند اس خبر کی تردید کی اور اہل شہر کے اس خیال کے دفع کرنے کی کوششین کین لیکن اہل شہر کچہہ ایسے بدحواس ہو رہے تہے کہ انکے سمجہانے اور کہنے پر التفات نکرتے تہے۔خواہ مخواہ اِس خبر کو وہ صحیح سمجہے جاتے تہے حالانکہ اسکی کچہہ بہی اصلیت نہ تہی اسیوجہ سے چارناچار یوم پنجشنبہ ۲۹۔جمادی الاول سنہ مذکور کو اہل شہر نے اطاعت کی گردنین جہکا دین اور امان طلب کرکے سلطان کے سایہٗ عاطفت مین پناہ گزین ہو گئے۔

والی جبیل آزاد کردیا گیا

اس اثنا مین کہ سلطان بیروت ہی مین تہا اور اوس کے انتظام اور انصرام مین مصروف تہا کہ دمشق کے نائب السلطنت کا ایک قاصد معہ والی جبیل کے آیا

---

[۱] بیروت ایک مشہور شہر شام کے ساحل پر واقع ہے سلمانون نے اِسکو ۱۳ہ ہجری مین فتح کیا تہا غالباً پانچوین صدی مین پہر عیسائی اسپر قابض ہو گئے تہے۔پہلے اس کے مردم شماری جو کچہہ رہی ہو لیکن فی زماننا ایک لاکہہ سات ہزار چار سو کی آبادی ہے جس مین تنتیس ۳۳ ہزار مسلمان ہین اور باقی عیسائی اور کچہہ یہودی اور کسیقدر دروزی ہین۔

اور اوس نے والی جبیل کی شرائط[51] حرف بحرف گزارش کر دیئے سلطان نے پہلے تہوڑی دیر تک سکوت اختیار کیا بعد اسکے سر مبارک اوٹہا کر فرمایا کہ "اچہا والی جبیل کی شرائط ہمکو بہی منظور ہین قید کی زحمت سے اسکو آزاد کر دو چنانچہ حسب اشارہ سلطان اِس طرف سے تو والی جبیل آزاد کر دیا گیا اور اوس طرف سے اہل جبیل نے مسلمان قیدیونکو رہا کر دیا اور شہر پر سلطانی کامیابی کا پہریرہ اُوڑا دیا گیا۔

والی جبیل کی اس اِنسانی حرکت سے ناظرین کو یہہ گمان پیدا ہو رہا ہوگا کہ یہہ بہت ہی بڑی اِنسانیت کا آدمی ہے۔ اِس کے مزاج مین صلح پسندی بہی ہے عام عیسائیون کی طرح اسلام کا دشمن بہی نہین ہے لیکن یہہ خیال از سر تا پا غلط ہے والی جبیل بڑا ہی مکّار۔ احسان فراموش پیمان شکن ہے اسوقت تو آپلوگون نے اسکی صورت دیکہہ ہی لی ہوگی جبکہ وہ پابہ زنجیر دربار شاہی مین قیدیون کی طرح کہڑا تہا اور پہر تہوڑے ہی دنون کے بعد اسکی وہ حالت بہی دیکہیئے گا جسوقت کہ اوس کے ہاتہون سے اسلامیون پر ظلم ہوتا ہوگا۔ اِسکی آزادی نے جو کچہہ اسلام اور اسلامی لشکر کو نقصان پہونچایا ہے اِسکو ہم آیندہ کسی مناسب موقع پر بیان کرنے والے ہین۔

اِس نامی سُلطان فاتح بیت المقدس نے اس واقعہ کے بعد ہی مہم عسقلان[52] کیطرف اسوجہ سے توجہ کیا کہ اولاً عسقلان کے کامیابی کے بعد بیت المقدس کے فتح ہونیکی مہم عسقلان

[51] والی جبیل جسوقت خاک بسر دمشق مین پہونچا۔ اسکے چند ہی روز کے بعد بیروت کے واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی۔ والی جبیل نے اس خیال سے کہ جبیل بہی دو ایک روز مین اسلامی لشکر کا جولانگاہ بنجائیگا نائب دمشق سے اِس امر کو ظاہر کیا کہ اگر سلطان ہمکو آزاد کر دے تو ہم علاوہ اسکے کہ جبیل سلطان کے سپرد کر دینگے ہم اون مسلمانونکو بہی آزاد کرا دینگے جو کہ اہل جبیل کے قبضہ مین ہین۔ نائب دمشق اوسکے اِن باتون مین آگیا اور ایک قاصد کے ساتہہ بحفاظت تمام اوسکو سلطان کے پاس بہیجدیا۔

[52] عسقلان ایک مشہور شہر دریا کے کنارہ واقع ہے اِس شہر مین آثار قدیمہ بہت زیادہ تہے یہہ بہت ہی آباد اور سرسبز تہا اسیوجہ سے اسکو عروس الشام کہا کرتے تہے۔ نصرانیون نے اسکو ستائیسوین جمادی الثانی ۵۴۸ھ ہجری مین مسلمانون سے لے لیا تہا۔

آسانی سے امید کیجا سکتی تھی ثانیاً یہہ مقام نہایت مضبوط اور کارآمد تھا مصر سے بخط مستقیم سلسلہ آمد و رفت قایم رکھنے کا بہت بڑا زبردست ذریعہ تھا اسیوجہ سے سلطان معہ اپنے جری فوج کے کمال تیزی سے عسقلان کیطرف قدم بڑھائے چلا جا رہا ہے اتفاقات حسنہ سے الملک العادل لشکر مصری کے ساتھ اور یہہ نامی اسلامی ہیرو ایک ہی دن یعنی یوم یکشنبہ ۱۶ جمادی الثانی ۵۸۳ھ کے شام کو عسقلان کے قریب پہونچے رات بھر انتظام اور فوج کے ترتیب مین دونون بھائی مصروف رہے صبح ہوتے ہی موقع مصاف دیکھنے کے غرض سے سوار ہوکر خیمون سے نکلے اور لڑائی کے میدان کو دلچسپی سے دیکھنے لگے اہل عسقلان نے لڑائی کی ابتدا کر دی شہر پناہ کے دیوارون سے تیر باری کرنے لگے سلطان اِن کے حملون کا خاموشی سے جواب دے رہا تھا اور اسکے جان نثارون نے بھی کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور نہ ان کے حملونکا جواب دیا ظہر کے وقت تک منجنیقین نصب کرلین اور مورچہ بھی باندھ لیا ظہر کا آخری وقت تھا کہ اسلامی لشکر نے حملے شروع کر دیئے چودہ روز تک برابر لڑائی کا سلسلہ جاری رہا نہ اسلامی لشکر پسپا ہوتا نظر آتا تھا اور نہ عسقلان کی مضبوط دیوارون کو کسی قسم کی جنبش ہوئی تھی جب پندرہوین روز صبح ہوتے ہی اسلامی لشکر نے قلعہ کی شرقی دیوار توڑ ڈالی اور اندر گھس آئے تب مجبوراً اہل عسقلان اِس رحمدل سلطان سے صلح و امن کے خواستگار ہوئے اوس نے اونکے کل شرایط فوراً قبول کرلئے اور امان نامہ لکھہ دیا یوم شنبہ ۳۰ جمادی الثانی سنہ مذکور کو اہل عسقلان جلاء وطنی اختیار کرکے معہ اپنے بی بی بچون مال و اسباب کے بیت المقدس کے طرف چلے گئے۔

بعد اسکے سلطان عسقلان کے باہر ہی مقیم رہا اور مختلف اوقات مین متعدد سرایا اطراف و جوانب کیطرف روانہ کرتا رہا چنانچہ رملہ اور داروم[1] اور غزہ اور مشہد[2] ابراہیم خلیل اللہ

---

[1] داروم یا دارون ایک قلعہ ہی غزہ سے مصر کیطرف جاتے ہوئے ملتا ہے دریا سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے۔
[2] مشہد ابراہیم ایک مقام کا نام ہے جو کہ بیت المقدس کے قریب واقع ہے۔

اور بیت لحم[۵۱] اور بیت جبرئل[۵۲] اور نطرون وغیرہ کسی کو بصلح اور کسیکو بزور تیغ مفتوحات سلطانی مین داخل کرلیا۔

ان خداداد کامیابیون کے بعد اسکا جری لشکر تمام بلاد ساحل مین پہیل گیا اور چندہی ماہ مین مقامات الناصرہ[۵۳]۔ قیساریہ[۵۴]۔ حیفا[۵۵]۔ صفوریہ۔ زیب معلیا۔ اسکندرونہ۔ عور۔ ارعین۔ دیوریہ۔ لجون۔ اریحا۔ سنجل۔ بیرہ۔ قلعہ ابی الحسن۔ تل صافیہ۔ تل احمر۔ جبل الجلیل۔ لابیا۔ قوبتیا۔ صوبا۔ ہرمز۔ سلع۔ عفیرا پر قبضہ کرلیا۔

ان مقامات کے عیسائیون کو سلطان مصالحت اور امن کے ساتہہ معہ مال و اسباب کے چلے جانیکی اجازت دیتا جاتا تہا۔ اگرچہ یہہ سراسر پولیٹیکل غلطی تہی اور بنظر مصالح ملکی اونکے ساتہہ اسکا یہہ سلوک کرنا محض نازیبا تہا لیکن اوس کے نرم اور ملاطفت کرنے والے قلب کو ان خیالات نے ذرہ برابر بہی نہ روکا وہ برابر کمال کشادہ پیشانی سے بے تکلفی کے ساتہہ اونکو اجازت دے رہا تہا اور یہہ احسان فراموش صور مین پہونچ پہونچکر اپنی منتشر اور ضعیف قوت کو مجتمع کر رہے تہے اور قوی بنا رہے تہے رفتہ رفتہ انکی جمعیت اور طاقت ایسی بڑہ گئی کہ آیندہ سلطان کو اپنی اوس غلطی اور انکی اس جمعیت کے

---

[۵۱] بیت اللحم بیت المقدس کے قریب ایک مشہور مقام کا نام ہے عیسیٰ علیہ السلام یہین پیدا ہوئے تہے۔

[۵۲] بیت جبرئل یا بیت جبرون ایک چہوٹا سا شہر بیت المقدس اور رملہ کے درمیان مین بیت لحم کے جنوبی جانب واقع ہے۔

[۵۳] ناصرہ ایک قریہ ہے جو کہ طبریہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ناصرہ ہی سے نصاری مشتق کیا گیا ہے کیونکہ جناب مسیح اس مقام مین سکونت پذیر ہوئے تہے۔

[۵۴] قیساریہ دریائے شام کے ساحل پر ایک شہر ہے جو کہ مضافات فلسطین سے شمار کیا جاتا ہے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت مین مفتوح ہوا تہا نصرانیون نے اسکو پانچوین صدی کے اول مین پہر لے لیا تہا۔

[۵۵] حیفا بحر شام کے ساحل پر یافا کے قریب ایک قلعہ ہے۔

بدولت بہت بڑا خمیازہ اوٹہانا پڑا جسکو ہم آگے چلکر مناسب موقع پر ظاہر کرینگے۔

فتح قدس شریف

اللہ اللہ یہہ وہی متبرک مقام ہے جسکو ہملوگ عام طور سے بیت المقدس اور یہود ونصاریٰ یروشلیم یا ایلیا کہتے ہین اسیکو جناب باری نے ارض مقدسہ سے اپنے کتاب مبین مین تعبیر کیا ہے یہی ابتدا اسلام مین اسلامیون کا قبلہ تہا اسی محترم مکان کی عظمت کل اہل ملت کرتے آتے ہین حشر و نشر اسی پاک زمین مین ہوگا جل جلالہ! کیا مقدس مقام ہے کہ جسکے تصور سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ اسکا ایک وہ زمانہ تہا کہ یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا مقر اور مقام تہا اسکے در و دیوار آفتاب وحدت کے نور سے منور ہو رہے تہے کفر و الحاد کی تاریکیون کا کہین نام و نشان بہی نہ تہا۔ یہین فرشتے آتے تہے یہین وحی نازل ہوتی تہی یہین توحید کی تعلیم ہوتی تہی نہ شرک سے کوئی واقف تہا اور نہ کوئی الحاد و زندقہ سے آگاہ تہا جو تہا وہ توحید ہی مین ڈوبا ہوا نظر آتا تہا بعد چندے جو زمانہ نے پلٹا کہایا آسمان نے کچہہ رنگ بدلے تو پہر اسی مقدس مقام مین بجائے اصلی توحید کے مصنوعی توحید (تثلیث) کی تعلیم ہونے لگی نہ وہ توحید اور حق پرستی کا زمانہ رہا اور نہ اسکی وہ سچی کیفیت رہی نور کے جگہہ نار رہتی اور بجائے وحدت کے شرکت ہی کسی نے اپنے کو (عیاذاً باللہ) شریعت کی لعنت سے آزاد کرلیا تہا اور تثلیث کا نام توحید رکہا تہا اور کسی نے کسی کو ابن اللہ مان لیا تہا او امر الٰہی کی بدلے نام پابندی تہی اور نواہی سے قسم کہانے کو احتراز تہا وقتاً فوقتاً اسکے نورانی در و دیوار اللہ کے بندونکے خون سے رنگے بہی جاتے تہے فریق غالب یہی چاہتا تہا کہ مغلوب کے خون سے اس مقدس مقام مین ایک نئی عمارت بنادے اور خدا کی پیدا کی ہوئی جانون کے خون سے اوس نورانی دیوارون پر ظلم و ستم کا رنگ و روغن چڑہا دیا غرضکہ اس متبرک مقام مین

طرح طرح کے ظلم و ستم اور بدعت و الحاد کی نئی نئی ایجادین ہو رہی تہین کہ سرزمین عرب مین
فاران کی بلند چوٹیان آفتاب رسالت و ہدایت (یعنی خاتم رسل ہادی سبل محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم) کی شعاعون سے چمک اوٹہین اگرچہ اس نور الہی کے ترقی کے
مانعات زیادہ اور کثرت سے ہر وقت اور ہر زمانہ مین پیدا ہوتے رہے لیکن بحکم و اللہ
متم نورہ ولو کرہ الکافرون (اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ
کفار کو شاق گذرے) وہ نور کرامت ظہور برابر ترقی پذیر رہا اور عالم کے اطراف
و جوانب کو شرک و الحاد کے غبار سے صاف کرنے کے طریقے بتاتا رہا اور ایک روحی اور
پاک مذہب کی تعلیم کرتا رہا آخر الامر ہجرت کے گیارہوین سال مین جب ضرورت اور وقت کے
لحاظ سے رسالت کا کام ختم ہو چکا اور دین کی ضروریات پوری ہو چکین تو اوس
روشن آفتاب رسالت کو سحاب رحمت الہی نے دنیا دارون کی آنکھون سے چہپا لیا۔
بعدہ آپ کے پیرؤون رضی اللہ عنہم نے وہی طریقے اختیار کیے اور اپنے مقدس روحی
مقتدا کے قدم بقدم چلنے لگے ایک ہی صدی کے اندر اونہون نے کارتہج کے کہنڈرون پر
اپنی کامیابی کے جہنڈے گاڑ دیئے اور سندہ کے کنارون سے لائیر تک لے لیا۔ انکی فتح و ظفر کی
موجین افریقہ کے ریگستان تک پہونچ گئین۔ انکے ہتیارون کے عکس بحر ظلمات مین بہی
نظر آ رہے تہے۔ انکا رعب یورپ مین عیسائیت کو اپنی ڈراونی صورت دکہلا رہا تہا۔
اوسی ابتدائی عظیم الشان اور بےمثل فتوحات کے مبارک زمانہ مین مسلمانون کے نامی نامی
سپہ سالار رومی جنرلون سے قسمت آزمائی کر رہے تہے رومی جنرل ارطغون جب اس
اسلامی گروہ سے ہزیمت پاکر یروشلیم کے طرف بہاگا اور جب وہان بہی پناہ کی صورت
نہ دیکہی تو اوس نے شہر بطریق کے سپرد کرکے بصرہ کا رستہ لیا۔ بطریق بیچارہ مین
یہہ توانائی کہان تہی کہ وہ اسلامیون کے خارہ شگاف تلوارون اور نوک دار نیزون کا
مقابلہ کرتا اوس نے مسلمان محاصرین سے کہلا بہیجا کہ مین اس شہر کو تمہارے سپرد

کرتا ہون لیکن اس شرط سے کہ تمہارا خلیفہ خود آکر شہر پر قبضہ حاصل کر لے چنانچہ سیدنا عمرؓ ابن الخطاب یہہ پیغام پاتے ہی بیت المقدس کو چل کہڑے ہوے اور ۱۵ھ ہجری مطابق ۶۳۶ء مین بصلح وامن شرایط طے کرکے یروشلیم کے مقدس سرزمین مین داخل ہوئے اور اون کے معابد و گرجاؤن سے مطلقاً تعرض نہ کیا بلکہ بدستور انہین کے قبضہ مین رہنے دیا اور اوس کے باشندون پر نہایت کم برائے نام جزیہ (خراج) مقرر کیا اور اہل شہر سے ایسی ملاطفت اور مہربانی سے ملے کہ آجتک انگریزی[۱] مورخ بہی اسکا اعتراف کرتے ہین۔

بعد خلافت راشدہ کے بنی امیہ نے خلافت کے زینہ پر قدم رکہا اور اسلامی فتوحات کو اسدرجہ بڑہایا کہ چین اور تمام وسط ایشیا مین اسلامی جہنڈے گاڑ دیئے انکی ترقی کا زمانۂ شباب منقضی نہ ہونے پایا تہا کہ خلفاء عباسیہ کے ترقیات کا وقت آگیا اور وہ بجائے بنی امیہ کے سریر خلافت پر بیٹہے۔ لیکن بعد مامون الرشید کے کچہہ ایسی پولٹیکل غلطی ہوتی گئی کہ یوماً فیوماً یہہ کمزور ہوتے گئے آخر الامر مصر مین ایک خلافت جدید علویین یا بنی فاطمہ کے نام سے قایم ہوگئی اور اسیطرح کئی ایک اور سلطنتین خلافت کے کمزور ہونے سے قایم کی گئین گو یہہ سبب تغیر و تبدل اسلامی حکومتون مین ہوتا رہا مگر ۴۹۱ھ ہجری تک یہہ مقدس مقام مسلمانون ہی کے قبضہ مین رہا اور وہی اسکی خدمت کرتے رہے ۴۹۰ھ مین جسوقت کہ اسلامیون مین پورے طور سے ضعف آگیا تہا اور کسیکو کسی سے ہمدردی باقی نہ رہی تہی عیسائیون نے اوس رحم وانصاف و آزادی کا بدلہ لینا چاہا جو کہ اونکو اس سے بیشتر حاصل تہا وہ گروہ کے گروہ اپنے اپنے شہرون سے نکلے اور آپسمین مشورے کرنے لگے بعضون کی پہلے سے یہہ رائے

[۱] میور صاحب اپنی تاریخ مین لکہتے ہین کہ "خلیفہ (عمرؓ) نے یروشلیم مین پہونچکر بطریق اور اہل شہر سے بہت نرمی سے ملاقات کی اور انکو وہی حقوق مرحمت فرمائے جو ان شہرونکو دیئے تہے جنپر انکی کمال عنایت تہی اور باشندونپر برائے نام جزیہ (خراج) مقرر کیا اور گرجاؤن کو اونہین کے قبضہ مین رہنے دیا"

قرار پا چکی تھی کہ افریقہ پر حملہ کرنا چاہئے لیکن جسوقت یہہ رائے پیش کی گئی تو ایک اون مین سے کہنے لگا کہ اگر افریقہ پر فوجکشی سے مسلمانون پر جہاد کرنا مقصود ہے تو افضل یہہ ہے کہ یروشلیم کی مقدس زمین کو انکی نجاست سے پاک کرو کیونکہ ایک تو جسوقت ہماری قوت کامل ہو جائیگی اُسوقت فوراً ہم افریقہ لے لینگے اور دوسرے اِن دنون ہمسے اور اہل افریقہ سے کچھہ باہم عہد و پیمان بہی ہو گیا ہے بالفعل عہد شکنی کرنی خوب نہین۔ دوسرا جواب دینے ہی کو تہا کہ ایک پادری نے صلیب لکڑی ہلائی اور ایلیا ایلیا چلّا اوٹہا جس سے حاضرین مین ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا اور سبہون نے اِس رائے سے اتفاق کر لیا۔ کہ سب سے پہلے یروشلیم ہی کو لینا چاہئے۔

بیت المقدس پر عیسائیون کا قبضہ اور مسلمانون کا شہید ہونا

اِدہر تو نصرانی یروشلیم کے لینے پر متفق ہو گئے اور آہستہ آہستہ تیاریان کرنے لگے اُدہر[1] علویان مصر کے آنکہون مین دولت سلجوقیہ کا استیلا و تمکن جو کہ اون دنون اوسکو بلادِ شام پر حاصل تہا کانٹا سا کہٹک گیا۔ اسی رشک و حسد سے نصرانیون کو اونلوگون نے بلاد شام کیطرف خروج کرنے کو لکہا۔ گمان غالب یہی ہے کہ کچھہ باہم معاہدہ بہی ہو گیا تہا چنانچہ ابو القاسم[2] احمد المستعلی باللّٰہ کے زمانۂ خلافت مین عیسائیون نے اکثر بلاد شامیہ پر

[1] اس واقعہ کو علامہ ابن اثیر نے قیل سے بیان کیا ہے جو کہ ضعفِ روایت پر دال ہی بہرکیف اگر اس واقعہ مین کسیقدر ضعف کا شبہہ بہی ہو سکتا ہے تو یہہ امر بالکل ناممکن القیاس ہے کہ اس سے انکار کیا جائے کہ بیت المقدس کے انقراض کا باعث مصریون کا فعل نہین ہوا ہمارے اس دعوی کی یہہ ایک بین دلیل ہے کہ جسوقت نصرانیون نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تہا اسوقت امیر الجیوش افضل ابن بدر الجمالی نے بجائے اسکے کہ مسلمانونکی گئی ہوئی قوت کی تر ہانیکی کوشش کرتا تاج الدولہ تتش والی بیت المقدس اور امیر سقمان ابن ارتق ترکمانون پر حملہ کیا اور چالیس روز کے محاصرہ کے بعد امیر سقمان کو گرفتار کر کے دمشق کیطرف بہیجدیا اور بجائے اسکے افتخار الدولہ کو حاکم مقرر کیا۔ یقیناً یہی تغیرات نصرانیونکے پیشقدمی کے باعث ہوئے۔ واللّٰہ اعلم۔

[2] خلیفہ ابو القاسم احمد المستعلی باللہ بعد اپنے باپ المستنصر باللہ علوی کے سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اسیکے عہد خلافت مین اکثر بلاد شام کو ترکون اور نصرانیون نے لے لیا تہا۔ ۲۰ محرم سنہ ۴۶۹ھ مقام قاہرہ مین پیدا ہوا اور یوم عید غدیر اٹھارہوین ذیحجہ سنہ ۴۸۷ھ کو اسکے ہاتہہ پر اعیانِ دولت علویہ نے بیعت کی سترہوین صفر سنہ ۴۹۵ھ یوم سہ شنبہ کو مقام مصر مین انتقال کیا۔

قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ اپنے اوس خیال کے پورا کرنے کو بیت المقدس کا بھی یکم ماہ رجب سنہ ۴۹۲ھ مین محاصرہ کرلیا۔ مسلمانون مین آپس کی ناچاقیون سے اسقدر طاقت ہتی ہی نہین کہ نصرانیون سے مقابلہ کرتے اور اس مقدس مقام کو اپنے ہاتہہ سے نہ جانے دیتے تاہم محصور مسلمانون نے عیسائیون کا خوب خوب مقابلہ کیا گو اون کا ہر ایک حملہ نہایت سخت اور خوفناک تہا لیکن مسلمان ہی برابر گرمجوشی سے اوسکا جواب دیتے رہے اس لڑائی کا آخری نتیجہ یہی کہہ رہا تہا کہ عیسائی فوج عنقریب بہاگا چاہتی ہے مگر یہہ صورت بہت جلد بدل گئی اگر محصور مسلمانونکو بیرونی مدد کچہہ بہی پہونچ جاتی ویا وہ بیت المقدس سے باہر نکلکر لڑتے تو یقینی ایک لحظہ مین عیسائیون کو بہگا دیتے لیکن ہائے رے نا اتفاقی تیرا برا ہو تو جو چاہے کرے ایک وہ دن تہا کہ اسی کو مسلمانون کے روحی پیشوا نے فتح کیا تہا اور اسکو شرک والحاد کے نجاستون سے پاک کیا تہا اور ایک یہہ دن ہے کہ صیہون کیجانب کے حملہ آور نصرانی چالیسوین روز ۲۳۔ شعبان سنہ مذکور کو جمعہ کے روز دوپہر کے وقت کامیابی کے ساتہہ اس مقدس شہر مین چلے آرہے ہین اور اسلامی پہریرہ کے بدلے صلیبی پرچم اوڑائے جانیکی تیاری ہورہی ہے مسلمانون کے مقدس لوگ جان کے خوف سے مسجد اقصی مین جا چھپے ہین لیکن عیسائی اون کے خون کے ایسے پیاسے ہو رہے ہین کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر مسلمانون کے بچے بچے کو قتل کر رہے ہین ایک گروہ مسلمانون کا محراب داؤد مین جا چہپا ہے ظاہرا انکے اطمینان کی صورت پیدا ضرور ہو گئی ہے لیکن یہہ سب خیالی باتین ہتین جس وقت نصرانی بیت المقدس کے شمالی دیوار توڑکر اندر آ گئے ایک قیامت برپا ہو گئی۔ حاملہ عورتون کے پیٹون سے بچہ نکال نکال کر مارے گئے معصوم بچے فصیلون پر اوٹہا اوٹہا کر ایسی بری طرح سے پٹکے گئے کہ کسیکی ہڈی تک کا پتہ نہ ملتا تہا۔ بیت المقدس کی وہ دیوارین جنپر خدا وند عالم کے نور کا سایہ پڑتا تہا مسلمانون کے خون سے رنگی ہوئی نظر آرہی ہتین۔ علمائے کرام قتل اور متقی چہڑک چہڑک جلائے گئے سات ہزار سے کچہہ زاید ہی مسلمان تہے جو کہ

محراب داؤد اور مسجد اقصیٰ مین شہید کئے گئے۔ آٹھہ روز تک برابر مسجد حرام مین خونریزی کا بازار گرم رہا[1] مشرقی اور لاطینی مورخین بالاتفاق مسلمان مقتولون کی تعداد ستر ہزار بیان کرتے ہین۔ اللہ اکبر دم مارنے کا مقام نہین ہے۔ اس واقعۂ جانکاہ مین جو کچھہ مصیبتین مسلمانون پر نازل ہوئین اونکا کچھہ اندازہ نہین ہوسکتا جانی نقصان اس حد تک پہونچ گیا تھا کہ بیت المقدس کی گلیون اور کوچون کے علاوہ اوس کے ویرانون اور کھنڈرون مین لاشون کا انبار لگا ہوا تھا خود مسجد اور اوس کے صحن مین مقتولون کا خون گھوڑون کے گھٹنون تک پہونچ گیا تھا اس غارت گری کے تیسرے دن وہ مسلمان قیدی پیش کئے گئے جو اس سے پہلے قتل عام سے بچگئے تھے اور وہ اُمید کرتے تھے کہ وہ فدیہ دیکر اپنی جان بچالین گے لیکن جسوقت وہ بیچارے رنج و مصیبت کے مارے پابزنجیر عیسائی کونسل کے روبرو لائے گئے اون کے لئے بھی موت کا حکم سُنا دیا گیا۔ ہزار ہا مسلمان اس روز بھی شہید کئے گئے جب یہہ رحیم گروہ خونریزی سے تھک گیا تو بقیہ مسلمان اس امر پر مجبور کئے گئے کہ وہ اپنے کو منارون اور مکان کے چھتون سے اپنے آپ کو گرا کر مار ڈالین۔ مالی مضرت کے نسبت ہم اسقدر بتلایا چاہتے ہین کہ صرف مسجد عمرؓ سے چالیس قندیلین چاندی کی جو کہ ہر ایک چالیس چالیس رطل شامی وزن مین تھین اور چھوٹی چھوٹی قندیلین سونے چاندی کی دو سو (۲۰۰) کے قریب

[1] مجاڈ اس خونریزی کا سبب ظاہر کرتا ہے کہ "اسکی امید کیجا سکتی تھی کہ عیسائیون کے دلونمین رحم کے خیالات پیدا ہوجاتے لیکن محصور مسلمانون کی دہمکیون اور طعنون اور محاصرہ کی تکلیف اور مسلمانون کے جانب سے شہر مین مقابلہ کرنے کی کوشش نے اون کو ایسا مشتعل کردیا کہ وہ اوس یروشلیم کو جسکو وہ آزاد کرانے آئے تھے اور جسکو آیندہ وہ اپنا موروثی ملک سمجھتے تھے خون اور ماتم سے بھردیا" سبحان اللہ کیا حق پسندی اور راستگوئی ہے کیا ان محصور مسلمانون کی دہمکیان اون دہمکیون سے بڑھی ہوئی ہین جو کہ بالیان (بلیٹو) نے سلطان صلاح الدین کو دی تھین ؟۔

اور مختلف مقامات سے لوٹ لین - علاوہ اسکے بہت ایسے مال واسباب نصرانیونکے ہاتھہ آئے کہ جنکو زمانہ کے آنکھون نے بہی نہ دیکہا ہوگا - مورخین لکھتے ہین کہ محض مسجد کی غنیمت اسقدر رہی کہ اگر اوس سے چھہ گاڑیان پُرکیجاتین توبہی اوسکو کافی نہوتین -

اسلامیونکا بغداد مین پہونچنا

تہوڑے سے مسلمان جو اس عام خونریزی اور عظیم الشان واقعہ سے بچگئے تہے وہ بحال پریشان مرتے کہپتے اسلامی ممالک مین پہونچے سب سے پہلے اسکا واویلا بغداد مین شروع ہوا - شعرانے مرثیئے لکہے - قاضی ابوسعد ہروی امام جامع بغداد نے دیوان خاص مین خلیفہ کے روبرو اون مظلوم مسلمانون کو لیجاکر وامصیبتاہ کا شور بلند کیا اور اپنی ڈاڑہی نوچ ڈالی - حاضرین دربار بہی رونے لگے لیکن اوس رونے سے کچہہ حاصل نہ تہا - خلیفہ ابوالعباس احمد المستظہر باللہ[۱] نے قاضی ابومحمد دامغانی ابوبکر شاسی - ابوالقاسم زنجانی - ابوالوفا ابن عقیل - ابوسعد حلوانی - ابوالحسین بن سماک وغیرہ معززین رؤسا ملت اسلامیہ کو کسیقدر فوج کے ساتھہ روانہ کیا جسوقت یہہ لوگ حلوان مین پہونچے اور مجد الملک بلاسانی کے قتل کا واقعہ سُنا گہبرا گئے بغیر اسکے کہ بیت المقدس تک پہونچتے اور وہان کا رنگ و ڈہنگ دیکہتے بےنیل مرام واپس آئے - سلجوقیون مین عیسائیون کے اس فتح کے بعد کچہہ قوت ہی باقی نہ رہی - اونکی طاقت کی کمر ٹوٹ گئی تہی سلطان کو خانہ جنگیون سے فرصت کہان تہی اُمرا شام پر اسکا کچہہ اختیار نہ تہا وہ لوگ آپسمین لڑتے مرتے تہے اور اپنے کو عیسائیون کے مفتوح قومون مین شامل کرنیکو

[۱] خلیفہ ابوالعباس احمد المستظہر باللہ ۴۸۷ھ مین بعد انتقال خلیفہ المقتدی بامر اللہ سولہ[۱۶] برس دو مہینے کے عمر مین مسند خلافت پر متمکن ہوا اور سولہوین ربیع الثانی ۵۱۲ھ مین اکتالیس[۴۱] برس چھہ مہینے چھہ[۶] دن کا ہوکر انتقال کرگیا -

تیار ہو رہے تھے مصری خلافت کو اس حادثہ کے سُننے سے کچھہ جوش آیا اور اُس نے افضل[1] شاہنشاہ امیر الجیوش کو بسر گروہی عساکر مصریہ نصرانیون کے گوشمالی کے لئے عسقلان کیطرف روانہ کیا اور نصرانیون کے پاس ایک قاصد معہ اپنے ایک تخطی خط کے بہیجا جسمین اس جانکاہ واقعہ کی بڑے نتیجہ کی دہمکی تہی نصرانیون نے خط کا جواب لکھہ کر قاصد کو دیا اور اوسی کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے مصری افسر انکی نقل و حرکت سے آگاہ نہ تہا اسوجہ سے لڑائی کا میدان عیسائیون ہی کے ہاتھہ مین رہا۔ افضل[2] ہزیمت اوٹہا کر عسقلان مین چلا گیا اور ایک گروہ مسلمانون کا ایک گنجان باغ مین چہپ رہا نصرانیون نے اوسمین آگ لگا دی جو اس باغ مین رہ گئے وہ تو جلگئے اور جس نے باغ سے باہر قدم نکالا اوسکو نصرانیون نے شہید کر ڈالا۔ افضل نے عسقلان مین بہی جب اپنی بچاپش کی صورت نہ دیکھی تو اس واقعہ کے دوسرے روز معہ اپنے جان نثارون کے وہان سے کوچ کر کے مصر کے طرف چلا گیا اور نصرانیون نے اوسکا محاصرہ کرلیا بارہ ہزار یا کہ

---

[1] ابو القاسم شاہنشاہ الملقب بہ الملک الافضل ابن امیر الجیوش بدر الجمالی بڑا ہی حسن تدبیر اور ذی عقل تہا اسکے باپ بدر ارمنی الاصل کو جمال الدولہ بن عمار نے خرید کیا تہا اور اپنے ہی پاس رکہا پڑہایا لکہایا تہا شاید اسیوجہ سے جمال کیطرف منسوب کیا گیا۔ مدینہ صُور یا عکا کا یہہ حاکم تہا جبوقت المستنصر باللہ کا کاروبار ضعیف ہوگیا تو بدر جمالی کے سفارش سے خلیفہ المستنصر باللہ نے اسکو بلواکر جمادی الاول یا جمادی الثانی ۴۶۶ھ مین اسکو اپنا نائب مقرر کرلیا تہا اسنے ۴۸۸ھ مین انتقال کیا۔

[2] عیسائی مورخ ارچراس ہزیمت کی یہہ وجہ بیان کرتا ہے کہ مصریونکو اونکے نجومیون نے ۱۳۔ اگست سے پہلے لڑائی کرنیکو منع کیا تہا اور رابرٹ صاحب نارمنڈی ۱۲۔ اگست کو معہ عیسائی فوج اونکے مقابلہ پر پہونچکر حملہ پر آمادہ ہوگیا مصری مقابلہ کو نکلے لیکن معلوم نہین کیون بے حس و حرکت کہڑے رہے۔ انکی فوج کل ناتجربہ کار اور بازاری آدمیون سے بہری ہوئی تہی۔ اسوجہ سے مسلمانونکو شکست ملی اور افضل جو ہزار لشکر کا تہا وہ ہزار دقت سے جان بچا کر عسقلان کیطرف بہاگا۔

بیس ہزار دینار تاوان جنگ لیکر قدس شریف کیطرف چلے آئے۔

اِس خونریزی اور قتل عام کے بعد بہی مسلمانون پر جو حادثات اِسی سنہ ۴۹۲ھ مین نصرانیون کے ہاتہون گذرے ہین اون سے شاید ہی کوئی ناواقف ہوگا۔ ایک زمانہ اسکی شہادت دے سکتا ہے کہ نصرانیون نے جسوقت اِیلیا یا یروشلیم (بیت المقدس) کو مسلمانون کے ہاتہہ سے لیلیا تہا مدتون اونہون نے وہ وہ وحشیانہ حرکات و خونریزیان کی ہین کہ جنکے دیکہنے اور سُننے سے دشمن کا بہی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ مسلمان ہی قیدی جو اس فتح نصیب گروہ کے ظلم و قتل سے بچگئے تہے اپنے اعزہ۔ اقارب۔ دوست آشنا کی بگڑی ہوئی لاشین گلی کوچون سے اوٹہا اوٹہا کر باہر لیجاتے تہے اونہین مظلوم اور بیکسونکو یہہ خدمت سپرد کی گئی تہی۔ یہہ وہ قوم تہی جو کہ اپنے کو مہذب اور رحیم کہہ رہی ہے اور جسکے خدا کے بیٹے نے یہہ تعلیم دی تہی کہ اگر کوئی شخص تمکو مارے تو دوسرا گلہ بہی اوس کے سامنے کردینا۔ کیا اِس سے زیادہ اور بہی کوئی وحشیانہ ظلم ہوسکتا ہے؟ مقدس مقام اور اوسمین خونریزی! معصوم بچّے اور اونکا خون بہانا! علماء فضلاء اور انکو تیل چہڑک چہڑک کر جلانا! یروشلیم کے نورانی مقامات اور وہان خونریزی! یہہ سب باتین آواز بلند سے کہہ رہی ہین کہ اِس سے بڑہکر کوئی وحشی بہی ظلم نہین کرسکتا۔ بچّون اور عورتون کے قتل کرنے کو اسلام منع کرتا ہے۔

آپ لوگ یہہ اچہی طرح سے سمجہ گئے ہونگے کہ ہمنے اِن واقعات کو بہت ہی اختصار کے ساتہہ تحریر کیا ہے اور اِنکے کیریکٹر کو اوس عنوان سے نہین دکہلایا جیسا کہ بعض دوسری قومین اپنی نافہمی اور تعصّب سے مذہب غیر کے رائل ہیروز کے کریکٹرز دکہلایا کرتی ہین۔ ہمکو ان کے اِس مصنوعی رحم اور مسلمانون کے افترائی ظلم سے موازنہ کرنے کی ضرورت نہین ہے آپلوگ الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف کے

حالات سے جسوقت کہ اس نے ۵۸۳ھ مین اس متبرک مقام کو دوبارہ شرک و
الحاد کی کثافتون سے صاف و پاک کیا ہے اسکا اندازہ خود کرلینگے۔ آئیے اب
ہم اس نوحہ خوانی سے قطع نظر کرکے ان نامی و مقدس ہیرو کا وہ نمایان کام دکھلائین
کہ جس سے دنیاء اسلام مین آپکو دوبارہ فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب
دیا گیا تھا۔

ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف جسوقت مہم عسقلان
سے فارغ ہوا اور بیت المقدس کے اطراف و جوانب کے قلعون اور مقامات
قابض و متصرف ہو گیا اور اُنکو اس نے اپنے مفتوحات مین داخل کرلیا اور مصر
سے جنگی جہازون کا بیڑہ طلب کرلیا اسوقت اپنے خداے پاک کا نام لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا
اور فتح و نصرت کی دعائین مانگتا ہوا بیت المقدس کے طرف ۱۵۔ رجب ۵۸۳ھ
قدسی کو معہ اپنے جری لشکر کے بیت المقدس کے غربی جانب خیمہ زن ہوا اوسوقت
بیت المقدس مین باتفاق اسلامی و عیسائی مورخین کے ایک لاکھہ سے زیادہ
عیسائی موجود تھے انکا مذہبی پیشوا پطرس اعظم اور نامی سردار بالیان بن بیرزان
والی رملہ یہین موجود تھا وہ مسیحی گروہ جو کہ لڑائی کے وقت میدان کارزار مین
مسلح آسکتا تھا ساٹھہ ہزار سے زیادہ ہی تھا جسوقت ان لوگون کے کان اس
خبر سے آشنا ہوئے کہ اسلامی لشکر یروشلیم کے غربی جانب پڑا ہوا ہے بعضون نے
موت کو کہین آسان اور افضل اس سے سمجھہ لیا کہ بیت المقدس پھر مسلمانون کے
قبضے مین چلا جائے۔ مال و اولاد کی محبت اُن لوگون کے دلون سے اوٹھہ گئی
پورے طور سے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا اور کامل طریقے سے قلعہ بندی
کرلی شہر پناہ کے فصیلون پر منجنیقین نصب کی گئین۔ کثیر التعداد نصرانی ہر وقت
مسلح یروشلیم کے اردگرد پھرنے لگے۔ آنکھون مین نام کو نیند باقی نہ رہی دل

آرام جاتا رہا قبل لڑائی چھڑنے کے اتفاقاً اسلامی مقدمۃ الجیش سے نصرانیون کے فوج کا ایک دستہ جو کہ بطور طلایہ کے پھر رہا تھا مقابل ہو گیا طرفین سے پہلے تیر باری کی گئی بعد چند ساعت کے دونون فریق دست بدست لڑنے لگے پانچ گھنٹے تک برابر لڑائی ہوتی رہی اگرچہ اس لڑائی مین عام نصرانی بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مارے گئے لیکن افسوس اسکا ہے کہ اس واقعہ مین اسلامی مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ شہید ہو گیا۔ یہی وجہ اسلامیون کی زیادہ پریشانی کی ہوئی ورنہ عجب نہ تھا کہ یہہ لڑائی زیادہ عرصے تک قایم رہتی۔ بعد اسکے پانچ روز تک بمار الانجام بین سلطان شہر کے اطراف وجوانب کو دیکھتا بہالتا رہا شہر پناہ کی مضبوطی فسیطر سے حملہ کرنے کی اجازت ہی نہ دیتی تھی آخر الامر بیسوین رجب کو بیت المقدس کے شمالی جانب کلیسہ صیہون کیطرف مورچہ قایم کیا۔ ایک ہی شب مین دُھس بھی باندہ لئے گئے منجنیقین بھی نصب کر دی گئین۔ صبح ہوتے ہی سنگ باری اور تیر کی بارش شروع ہو گئی۔ فریقین اپنے اپنے دین کی حمایت جی توڑ کر کرنے لگے۔ نصرانیون نے یہہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ دن مین کسیوقت شہر کے کسی دروازہ سے باہر آجاتے اور اسلامیون سے دو چار ہاتھہ لڑکر واپس چلے جاتے تھے۔ موقع کچھہ ایسا تھا کہ اسلامی لشکر تو شہر پناہ کے دیوارون کے قریب پہونچنے پاتا تھا اور نصرانیون کے نکلنے کو کوئی روک نہ سکتا تھا تین روز تک ایسا ہی سلسلہ جاری رہا اور سنگباری برابر ہوتی رہی مگر شہر پناہ کے دیوارون مین ذری بھی جنبش نہ آئی اور نصرانیون کے منجنیقون نے اسلامیون کو شہر پناہ کے دیوارونکے قریب پہونچنے دیا چوتھے روز بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی مسیحی لشکر کا ایک حصہ اس مقابلے مین کام آگیا اور اسلامی لشکر کیطرف سے علاوہ معدودے چند عام سپاہیون کے امیر عزالدین عیسیٰ بن مالک بھی شہید ہو گیا مسلمانون کو اس امیر کی شہادت نے

جس حد تک رنج پہونچا یا ہوگا اسکا اندازہ آپ لوگ اس امر سے خود کرسکتے ہین کہ موصوف الصدر محبوب القلوب اور رہر دلعزیز اور جری اور نامی گرامی اُمرا اردو صلاح الدین سے شمار کیا جاتا تہا۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانون مین دفعتہً بہت بڑا جوش پہیل گیا اور سبہون نے متفق ہوکر پانچوین روز ایسا سخت ہلّہ کیا کہ نصرانیون کو مارتے مارتے شہر پناہ کے اندر داخل کر دیا۔ اس موقع پر اگر مسیحی عجلت سے کام نہ لیتے اور شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر لیتے تو یقیناً آج ہی بیت المقدس فتح ہوجاتا اور اوس کے بلند اور شاندار مینارون پر اسلامی پرچم اُوڑا دیا جاتا۔ اس لڑائی کے بعد جسقدر اسلامیون کو اپنی کامیابی کا یقین ہو رہا تھا اوس سے بدرجہا عیسائیون پر خوف غالب ہوگیا تھا بڑے بڑے مدبرون کے ہوش وحواس جاتے رہے آپس مین مشورے ہونے لگے ایک نے اون مین سے کہا کہ مرجانا گوارا ہے لیکن یہہ منظور نہین ہے کہ یروشلیم سے مقدس مقام پر بدینون (مسلمانون) کا قبضہ وتصرف ہو دوسرا بولا کہ نہین صلح افضل ہے۔ امن وامان طلب کرکے یروشلیم سپرد کردینا چاہیے تہوڑی دیر تک آپسمین یہی بحث وتکرار ہوتی رہی آخر الامر سبہون نے آخری راے سے اتفاق کیا اور اپنے چند معززین رؤسا کو سلطان کے خدمت مین امان وصلح طلب کرنے اور بیت المقدس سپرد کردینے کی غرض سے بہیجا جسوقت یہہ گروہ دربار سلطانی مین حاضر ہوکر عرض معروض کرنے لگا سلطان نے چونکہ اوسکی نورانی آنکہون مین اون واقعات کا نقشہ پہر رہا تہا بے تامل کہہ اوٹہا کہ لا افعل بکم الا کما فعلتم باھلہ حین ملکتموہ سنۃ اثنین وتسعین واربعمائۃ (مین تمہارے ساتہہ کوئی فعل سواے اسکے نکرونگا جو کہ تمنے اسکے اہل کے ساتہہ کیا تہا اوسوقت مین جبکہ تمنے اسپر قبضہ کیا تہا سنہ چارسو بانوے ۴۹۲ مین) نصرانی یہہ جواب سُنکر خائب وخاسر شہر مین واپس آئے۔ اسکے بعد بالیان بن بیرسان یروشلیم کے

باہر نکلا اور وہ ذاتی امن طلب کرکے دربار سلطانی مین حاضر ہوا سُلطان نے
کمال خندہ پیشانی سے اسکا خیر مقدم کیا۔ پہلے تو آپس مین معمولی باتین ہوتی رہین
بعد تھوڑی دیر کے امان وصلح کی گفتگو آگئی۔ سلطان نے پھر وہی سو کہا سا جواب
دیا جسکو کہ ہم پہلے لکھہ چکے ہین لیکن عنوان بدلا ہوا تھا۔ بالیان ابن بیزران
تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا بعد چند ساعت کے سر اوٹھا کر پہلے اوس نے
اپنے پیشانی سے عرقِ خجالت کو پونچھا بعد اسکے کچھہ سوچکر کہنے لگا کہ "اے سلطان اس
شہر مین ہماری قوم اس کثرت سے ہے کہ جسکی تعداد صحیح ہمکو بھی معلوم نہین ہو سکتی۔
ہملوگون نے اس امید پر قتل وجنگ سے دست کشی کرنی چاہی تھی کہ آپ ہماری
التجا قبول فرمالینگے اہل شہر اپنی حماقت سے موت اور خونریزی سے ڈرتے ہین اور
زیست کے خواہان ہین لیکن جسوقت کہ یہہ دیکھہ لینگے کہ موت سرون پر کھیل رہی ہے
تو اوسوقت رُوح القدس کی قسم ہے کہ پہلے ہملوگ اپنے لڑکے اور عورتون اور
بچّون کو اپنے ہاتھون سے قتل کر ڈالینگے اور کُل مال و اسباب مین آگ لگا دین گے
ایک درم اور ایک گز کپڑا بھی باقی نرکھینگے کہ اسکو اسلامی لشکر لُوٹین یا لونڈی غلام
بنائین بعد اسکے صخرہ مسجد اقصیٰ اور مقامات متبرکہ کو ویران اور مسمار کر ڈالینگے
اور اون مسلمانون کو بھی جو کہ پانچہزار سے زیادہ ہمارے قید خانہ مین ہین قتل کرکے
نیست ونابود کر دینگے ایک جانور بھی زندہ نچھوڑینگے جب اس سے فراغت پائینگے
تو تمہارے مقابلہ پر آئینگے اور جی توڑ کر لڑینگے۔ جب تک کہ ہم مین سے اپنے مقابل کو
فنا نکرلیگا نہ مرے گا۔ اِسکے بعد دو ہی صورت ہو گی یا تو ہمارا نام ونشان یروشلیم کے
مقدس زمین مین نہ رہجائیگا و یا ہم مظفر و منصور ہونگے اور اسکے خدمت ہمارے ہی
قبضے مین رہے گی۔"

سلطان بہت غور و فکر سے بالیان ابن بیزران کی تقریر سُنتا رہا کبھی

اثناء تقریرمین اوسکے دل مین یہہ خیال پیدا ہوجاتا تہا کہ بحکم جزاء السیئۃ مثلہا (برائی کا بدلہ ویسا ہی ہونا چاہیے) ان نصرانیون کے ساتہہ وہی برتاؤ کرنا چاہیے جو کہ الوگون نے مسلمانون کے ساتہہ سنہ ۴۹۲ھ مین کیا تہا اور کبہی اوسکا رحم و الطاف احسن الیٰ من اسیٰ (نیکی کر اوس کے ساتہہ جو کہ بدی کرے) کیطرف اشارہ کرتا تہا۔ تہوڑی دیر تک انہین خیالات مین سلطان پیچان رہا آخر الامر اصحاب شوریٰ کو طلب فرمایا بعضون نے سلطان کے پہلے خیال سے اختلاف کیا اور اکثر نے پہلے خیال سے مخالفت اور دوسرے خیال سے اتفاق ظاہر کیا سلطان نے کثرت رائے سے اتفاق کیا اور بالیان ابن بیرزان کی صلح کی درخواست منظور کرلی اس شرط سے کہ چالیس روز کے اندر اگر دس دس دینار ہر مرد نے خواہ غریب ہو یا امیر اور پانچ پانچ دینار عورتون نے اور دو دو دینار لڑکے اور لڑکیون نے فدیہ (زر معافی) دیدیا تو مع مال و اسباب کے آزاد ورنہ بعد انقضائے مدت معینہ مسلمانون کے قبضہ مین غلامون کے طور پر رہین گے۔

بالیان ابن بیرزان اس شرط پر راضی ہوگیا سب سے پہلے اس نے اپنا فدیہ ادا کیا بعد اوس کے تیس ہزار دینار فدیہ دیکر اٹھارہ ہزار مساکین و غربا مسیحیون کو عمر بہر کی غلامی سے آزاد کرایا۔ اور شہر امن و آمان کے ساتہہ ستائیسوین ۲۷ رجب سنہ ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کے سپرد کردیا۔ جل جلالہ و عم نوالہ۔ اسیوقت بیت المقدس کے متبرک اور شاندار مینارہ پر اسلامی پہریرہ اوڑا دیا گیا صبح ہوتے ہی ہمارا فاتح بیت المقدس مظفر و منصور سر جہکائے ہوئے ادب سے آنکہین نیچی کیے ہوئے یروشلیم مین داخل ہوا شہر پناہ کے ہر دروازہ پر زر فدیہ وصول کرنے کو ایک معتمد امین مقرر کردیا گیا۔ نصرانیون کی کثرت زبان حال سے بتلا رہی تہی کہ خزانہ عامرہ زر فدیہ سے معمور ہوجائیگا اسلامی لشکر کا ہر سپاہی دو چار پشت تک ضرور فکر معیشت سے

یروشلیم

مستغنی ہوکر فارغ البالی سے عمر بسر کرے گا لیکن نصرانیون نے بہت بڑی بددیانتی سے
کام لیا بہت بڑی تعداد عیسائیون کی بغیر اداے زر فدیہ حکن ذریعون سے آنکھین بچا کر
نکل گئی اور بیشمار مفلوک عیسائی اوسکی فیاضی رحم دلی سے آزاد کر دئیے گئے جسکی نظیر
دنیا مین تلاش کرنے سے بہی بہت کم ملیگی - الملک العادل اور اپنے بیٹون اور
عزیزون کی درخواستون پر بہت سے مجبور عیسائیون کو چہوڑ دیا اور ایک بہت بڑی
جماعت کو بالیان اور لیطرس کی التجا پر بلا زر فدیہ لئے آزادی دیدی ارض مقدس
زمین کے قرب وجوار کے چہوٹے چہوٹے رئیس اور والیان ملک جو بالفعل وہان مقیم تھے
ان لوگون نے خوشی سے اپنے مقبوضات کو اسلامیون کے سپرد کر دیا اور آزادی و
خود مختاری کے ساتھہ یروشلیم کے مقدس در و دیوار کو حسرت و افسوس سے دیکھتے
ہوئے چلے گئے ملوک روم کی بعض بیگمات جو زیارت کے لئے آئی ہوئی ہتین وہ
اس واقعہ سے نہایت درجہ پریشان اور خوف زدہ ہو رہی ہتین اگرچہ اس سے
دو ہی چار گہنٹہ پیشتر ہمارے فاتح بیت المقدس کی سیر چشمی رحمدلی کی سیر
کر چکی ہتی تاہم انکو وہی ظلم و ستم جو ۴۹۲ ہ مین وقت استیلاء انکی قوم نے اسلامیون پر
کئے تھے اپنی ڈراونی صورت دکہلا رہے تھے - لیکن انگو لوگون نے جسوقت اپنی معہ
اپنے مال و اسباب و خدام کے آزادی چاہی فوراً بے جد و کد رہا کر دیگئین ملکہ قدس شریف
آزادی کیوقت اپنے شوہر کے پاس جانے کی خواستگار ہوئی اسلام پناہ سلطان
فاتح بیت المقدس نے کمال کشادہ پیشانی سے اجازت دیدی اور اس کے
نابلس تک جانیکا معقول انتظام کر دیا - پرنس ارناط (آرنلڈ) کی بی بی بہی بدنلوان
یہین موجود تہی وہ اپنے لڑکے کی رہائی کے بارے مین سلطان سے کچھہ عرض کر رہی تہی
اثنائے گفتگو مین سلطان نے فرمایا کہ کچھہ مضایقہ نہین ہے ہم تمہارے لڑکے کو آزاد کر دینگے
بشرطیکہ تم کرک ہمکو دیدو - پرنس ارناط کی بیوی نے اس شرط کو قبول کر لیا اور سلطان

رخصت ہو کر کرک کیطرف گئی۔ اہل کرک سے بہت کچھہ کہا سُنا لیکن کرک والون نے اوسکی باتون کو غور سے نہ سُنا اور نہ اوسکے کہنے پر عمل کیا یہی وجہ تھی کہ پرنس ارناط کی بی بی معہ اپنے مال و اسباب کے آزاد ہوگئی اور لڑکا بدستور قید ہی مین رہا عیسائیون مین سے سب سے پہلے جسوقت پطرس اعظم لاکھون کا مال و اسباب بمقامات مسجد اقصی اور صخرہ اور مسیح کے مقدس قبر کے گرجا سے لیکر نکلا سلطان صلاح الدین سامنے ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا بعضون کا یہہ ارادہ ہوا کہ اس سے متعرض ہون مگر اوس سر چشم صادق الاقرار فاتح بیت المقدس نے یہی فرمایا کہ ولا اغدر بہ (مین اس کے ساتھہ غدّاری نہ کرون گا) واہ رے ایمانداری حق پرستی کہ سوائے قرار داد فدیہ یعنی دس دینار کے کسی سے ایک حبہ بھی زیادہ نہ لیا۔ ہمارے نزدیک اسکے اس سلوک و فیاضی کے نظیر تنگدل خودغرض عیسائی اونیس سو برس مین بھی نہین پیدا کر سکتے عیسائی مورخ سلطان کی اس فیاضی اور احسانکو دوسرے عنوان کا لباس پہناتے ہین اور بجائے شرمندہ ہونے کے کہتے ہین کہ عیسائیون نے بوقت فتح یروشلیم محصور مسلمانون سے شہر حوالہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی مگر وہ اپنے مجنونانہ غصہ پر اڑتک ہٹ پر قایم رہے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یروشلیم بہت جلد ماتم اور خون سے بھر دیا گیا مگر حق بجانب یہ ہے کہ صلاح الدین کو اوسنے زیادہ تکلیفین اوٹھانی پڑین اوس نے ہزارون جانین قربان کر ڈالین برسون اسکے کامیابی کے خیال سے لڑائی کے میدانون مین گشت کرتا رہا ہے تب کہین اوسکو یہہ مبارک دن نصیب ہوا تھا اوس نے اون تکالیف کو اس خوشی سے بھلا دیا اور احسان و رحم دلی سے برابر عیسائیونکو آزاد کرتا گیا عیسائیون کو پہلے یہہ شرط بہت پسند آئی تھی لیکن جب اوسکے پورا کرنے اور یروشلیم سے نکلنے کا وقت آیا تو چیخ مار مار کر رونے لگے اور بحال پریشان قیمتی قیمتی اسباب لادے ہوے لیکر نکلے۔ اسی اثنا مین چند آدمی اسلامی لشکر کے صخرہ پر

چڑھہ گئی اور صخرہ کے قبہ سے اوس صلیب کو جو کہ تقریباً ایک صدی سے کمال احترام اور اہتمام سے نصب تہی توڑکر گرا دیا دفعتہً اسلامیون کے گروہ سے اللہ اکبر کی آواز آئی جس سے بیت المقدس کی تمام پہاڑیان گونج اوٹھین اور نصرانیون نے واویلا وامصیبتاہ کے شور و غل سے کائنات کا دماغ پریشان کر دیا۔ رفتہ رفتہ تہوڑی دیر کے بعد بیت المقدس مین اسلامیون کی صورت بکثرت نظر آنے لگی۔ جو جو دن چڑہتا جاتا تہا نصرانیون کی تعداد گہٹتی جاتی تہی دوپہر نہونے پائی تہی کہ نصف عیسائیون سے زیادہ یروشلیم چہوڑکر صور کیطرف چلے گئے اور باقی ماندون مین سے بعض تو جانیکی تیاری کر رہے تہے اور بعض بے بسی زری سے محبس کیطرف روانہ ہونے کو تہے کہ اس اثنا مین اسلامیون کو اسلام پناہ کا یہہ فرمان ملا کہ مسجد اقصیٰ اور صخرہ کو نصرانیونکی ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک کرو تصویرین جو جابجا زینت کے لئے منصوب ہین ان کو توڑ پہوڑ کر علیحدہ کر دو دوپہر ڈہلا چاہتی ہے خالق اکبر منعم حقیقی کے سامنے سر جہکانے کا وقت آیا چاہتا ہے چلو کل کامون کو چہوڑ و غسل کرو کپڑے بدلو خوشبو لگاؤ آج مسجد اقصیٰ مین نماز جمعہ ادا کرو جہانکہ اسی ستائیسوین رجب مین تمہارے نبی اکرم رسول معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراجکی رات مین نماز ادا کی تہی جسکا ذکر تمہارے مقدس کتاب مین بہی آگیا ہے۔

اس پہلے جمعہ مین سلطان نے بمعمولاً غسل کرکے کپڑے بدل لئے اور نماز جمعہ کے پہلے مسجد اقصیٰ مین پہونچکر دوگانہ شکریہ ادا کرکے نماز ادا کر لی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جسقدر جلد ممکن ہو مذبح اور مستراح جو کہ نصرانیون نے مسجد اقصیٰ مین بنالیا تہا منہدم کر دیا جائے اور بدستور مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی عمارتین درست کر دی جائین۔

بعد اس کے دوسرا جمعہ نہ آنے پایا تہا کہ موذن خطیب۔ امام مقرر کر دیئے گئے

اور مسجد اقصیٰ کی کسیقدر درستی بہی ہوگئی ہمارے فاتح بیت المقدس نے ایک منبر بنانیکا حکم دیا بعض حاضرین نے گزارش کیا کہ الملک العادل نور الدین زنگی مرحوم نے ایک منبر[۱] نہایت ہی خوبصورت اور قیمتی اسی مقدس مسجد مین رکہے جانیکی غرض سے دو برس کے عرصہ مین بنوایا تہا اگر وہ حلب سے منگواکر یہان رکہہ دیا جاوے تو بہت ہی موزون ہو سلطان نے یہہ سنتے ہی حلب سے اس ممبر کو منگوالیا اور مسجد اقصیٰ مین رکہوا کر اس ذریعہ سے مرحوم نور الدین کی روح کو خوش اور اوسکی آرزو کو پورا کیا۔

قاضی فاضل اپنے رسالہ معروفہ قدسیہ مین تحریر کرتے ہین جو کہ اوس نے مشعر فتوح قدس شریف لکہکر خلیفہ[۲] الناصر لدین اللہ کیخدمت مین بعد اس کامیابی کے روانہ کیا تہا کہ بعد فتح بیت المقدس اطراف[۳] و جوانب کے علماء و فضلاء قضاۃ بڑے بڑے بلیغ خطبات لکہکر لائے تہے لیکن چونکہ قاضی محی الدین محمد ابن علی معروف بہ ابن الزکی کا خطبہ

---

[۱] اس ممبر کو اس سے ہیس برس پہلے الملک العادل زنگی نے دمشق کے نامی صناعون سے بنوایا تہا کئی ہزار روپے کی لاگت کا تہا۔

[۲] خلیفہ الناصر لدین اللہ ابو العباس احمد اپنے باپ خلیفہ مستضی بامر اللہ کے انتقال کے بعد دوسری ذیقعدہ ۵۷۵ھ مین سریر خلافت پر بیٹہا ستر برس کی عمر پائی۔ چہیالیس برس دس مہینہ اٹہارہ دن اس نے خلافت کیا۔ آخری شب ماہ رمضان ۶۲۲ھ مین انتقال کیا پچہلے تین برس مین یہہ بالکل نقل و حرکت نکر سکتا تہا ایک آنکہہ جاتی رہی تہی اور دوسری سے بہی نہایت ہی کم نظر آتا تہا۔

[۳] ابو المعالی محمد بن ابو الحسن علی بن محمد بن یحییٰ عثمانی قریشی ملقب بہ محی الدین معروف بہ ابن زکی الدین دمشقی شافعی بمقام دمشق ۵۵۰ھ مین پیدا ہوا فقہ و ادب مین بے نظیر تہا اسکے خطبات و رسائل بجد مشہور ہین اسکا باپ ابو الحسن علی ملقب بہ زکی الدین دمشق کا قاضی تہا اور اپنے آخر عمر مین اس عہدہ سے مستعفی ہوکر حج خانہ کعبہ کو چلا گیا تہا اور ابو المعالی محمد معروف بہ ابن زکی الدین ۲۴ ماہ ربیع الاول ۵۸۸ھ کو دمشق کا قاضی مقرر کیا گیا۔ قاضی فاضل لکہتا ہے کہ اسکے اباو اجداد ہمیشہ سے دمشق کے قاضی ہوتے چلے آئے ہین سلطان کی آنکہون مین اسکی بہت بڑی عزت تہی۔ بعد فتح حلب اس نے سلطان کی تعریف مین ایک قصیدہ بائیہ پڑہا تہا وہ نہایت فصیح و بلیغ تہا اوسکا یہہ ایک شعر و فتحك ۲ القلعۃ ۲ الشہباء فی صفر + مبشر بفتوح ۲ القدس فی رجب + نہایت مشہور ہے۔ ابن زکی الدین سے دریافت کیا گیا کہ تمکو یہہ کیسے معلوم ہوا کہ بیت المقدس رجب مین فتح ہوگا ابن زکی الدین نے کہا کہ ابو الحکم عبد السلام بن عبد الرحمن نے الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین کی تفسیر مین حاشیہ پر ایک حساب لکہا ہے جس سے یہہ امر معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کے

نہایت ہی بلیغ اور پرمضمون تہا اسیوجہ سے وہی خطبہ جو چوتہی شعبان ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو پڑہا گیا
اور قاضی موصوف ہی نے امامت کی۔

مہم صور

اس مقدس مقام کے فتح کرنے کے بعد انتظام اور انصرام کے غرض سے چوبیسوین[24]
شعبان تک ہمارا فاتح بیت المقدس اسی متبرک مقام مین مقیم رہا اور اثنا قیام مین
سرائین مدرسے۔ شفاخانہ بنوائے صخرہ کی حفاظت کا پورا انتظام کرکے اوسپر امام
مقرر کر دیا اور فرانسیسی اسپتال کو کسیقدر ترمیم کرکے شافعیہ کا مدرسہ بنا دیا اور ان
امکنہ متبرکہ کے صرف کے لیئے باغات۔ اراضیات۔ مکانات وقف کر دیئے۔ علما۔ فضلا۔
صلحا۔ طلبا کے آرام کا معقول انتظام کر دیا۔ بعد اسکے پچیسوین[25] شعبان کو بعد نماز
جمعہ بقصد فتح صور بیت المقدس کی نورانی دیوارین اور منور پہاڑیان دیکہتا ہوا
روانہ ہوا۔ آپ لوگون کو یہہ تو یاد ہی ہوگا کہ اطراف وجوانب سے جو عیسائی
خواہ لڑائی کے میدان سے جان بچاکر بہاگتا تہا و یا فدیہ دیکر گلوخلاصی اپنی کراتا تہا
وہ سیدہا صور مین جاکر پناہ گزین ہوتا تہا اور وہان وہ اپنی گئی ہوئی قوت کو
سنبہالتا تہا اسیوجہ سے رفتہ رفتہ وہان کثیر التعداد مسیحی مجتمع ہوگئے تہے اور اوپر
مرکیش نامی ایک نصرانی حکومت کرتا تہا جسوقت ہمارا فتح نصیب سلطان مقام عکا
مین پہونچا اور لشکر کے ترتیب مین مصروف ہوا مرکیش اس نقل وحرکت سے آگاہ ہوکر
از سر نو قلعہ بندی کرنے لگا اس سے پہلے کہ سلطان صور کے قریب پہونچتا اوس نے
صور کے چارون طرف بڑی بڑی عمیق خندقین کہودالین اور صور کے اون دونون
دریائون کو جو کہ تین طرف سے اوسکو گہیرے ہوئے تہے ایک سے دوسرے کو نہر کے
ذریعہ سے ملا دیا۔ نوین رمضان ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو سلطان صور کے قریب اوسی
نہر کے کنارے پر جسکو مرکیش نے حال ہی مین بنوایا تہا مقیم ہوا ایک ہفتہ کامل لڑائیکا
موقع دیکہتا رہا یہانتک کہ بقیہ لشکر بہی جو کہ بطور ساقہ کے آرہا تہا اسلامی کیمپ مین

آ داخل ہوا بائیسوین رمضان کو اس مقام سے ہٹ کر ایک ٹیلہ پر مورچہ قایم کیا
جو کہ شہر پناہ سے بہت ہی قریب تہا اور لشکر کو چند حصون پر منقسم کر کے ہر ایک
کے لئے وقت مقابلہ اور مقام متعین فرمایا تیئسوین (۲۳) کے شام سے لڑائی شروع
ہوئی شب بہر سنگباری ہوتی رہی صبح ہوتے ہی بعد نماز فجر جانبین سے تیر کی
بارش شروع ہوگئی باوجودیکہ ان لڑائیون مین خود سلطان اور اوس کے
لڑکے الملک الافضل اور الملک الظاہر غازی اور اوس کا بہائی
الملک العادل بن ایوب اور بہتیجا تقی الدین عمر شامل تہا پہر بہی کامیابی
کی صورت نظر نہ آتی تہی۔ صور کے قلعہ کو دریا اور نہر کے پانی نے بچا رکہا تہا
عیسائی فوج اسلامی لشکر پر شہر پناہ کی فصیلون سے حملہ کر رہی تہی اور کچہ لوگ
جنگی کشتیون پر سے تیر باری کرتے تہے۔ تمام دن لڑائی کا یہی نقشہ رہا شام کے وقت
دونون فریق لڑائی کے خوفناک میدان سے واپس گئے تہوڑی دیر تک سلطان
ان واقعات کو پیش نظر کر کے کچہ سوچتا رہا بعد چند ساعت کے سر اوٹہا کر
ارشاد فرمایا کہ مصری جنگی جہازون کا بیڑہ جو کہ مقام عکا مین لنگر زن ہے
فوراً طلب کر لیا جائے اور اہل صور سے برّی اور بحری دونون لڑائیان
چہیڑی جائین۔ اہل صور کی یہہ رات جسقدر اطمینان سے گذری اوسیقدر
اسلامیون کی شب غور و فکر مین بسر ہوئی صبح ہوتے ہی دن بہر کے تہکے ماندے
سپاہی ادہر اللہ اکبر کے آواز سے اوٹہ کہڑے ہوئے نماز کی تیاری کرنے لگے
اودہر ناقوس اور گہنٹون کی آواز سے لوگ بیدار کئے جانے لگے آفتاب
نکلتے نکلتے فریقین کے جانباز سپاہی مصلح ہوگئے۔ لڑائی کے جوش مین بعض ٹہلتے
تہے اور بعض لڑائی کے میدان کو دلچسپی سے دیکہہ رہے تہے۔ ظاہری حال تو اسی امر کا
مقتضی تہا کہ لڑائی دو ایک لحظہ مین ضرور چہڑا چاہتی ہے لیکن معلوم نہین کہ

کیا باعث ہوا کہ فریقین کے سپاہی پہر دن چڑہے تک تو لڑائی کے انتظار مین اِدہر اُودہر ٹہلتے رہے اور جب مقابلہ ہوتا نظر نہ آیا تو اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے یہہ دن گزر کر دوسرے دن کا تڑکا ہونے پایا تہا کہ اسلامی جنگی جہازون کا بیڑہ جسکا کپتان یا افسر اعلیٰ عبد السلام مغربی تہا آپہونچا۔ اور صبح ہوتے ہی لڑائی چہڑ گئی بری اور بحری مقابلہ ہونے لگا ان جنگی جہازون کے بیڑہ نے مسیحیون کے جنگی کشتی کی آمد و رفت رُوک دی تہی اسیوجہ سے اس لڑائی مین اسلامیون کو اپنی کامیابی کا یقین ہورہا تہا اور عجب نہ تہا کہ صور کے بہی شاندار مینار اسلامی پہریرہ کے اُوڑائے جانے سے ممتاز ہوجاتے مگر تقدیر الہی اسکے خلاف تہی رات نے آخری فیصلہ نہ ہونے دیا خشکی سے لڑنے والے سپاہی مصاف سے اپنے مورچہ مین آئے اور جنگی جہازون کا بیڑہ صور کے مینار کے مقابلہ مین لنگر انداز رہا۔ اون مین سے پانچ کشتیان تو یزک کا کام کر رہی تہین اور پانچ اہل صور کے کشتیون کا محاصرہ کئے ہوئے تہین رات بہر اسلامی بحری فوج جاگتی رہی ہونہار امر صبح ہوتے ہوتے اِن کشتیون کے محافظین کی آنکہین لگ گیئن چند لمحہ کے بعد جو چونکے تو اپنے کو نصرانیون کے کشتیون کے محاصرہ مین پایا۔ گلوخلاصی کی کوششین کین مقابلہ بہی کیا لیکن تقدیر سے مجبور رہے ان مین سے ایک کثیر تعداد کو مسیحیون نے شہید کر ڈالا اور باقی کو معہ کشتیون کے گرفتار کرلیئے اسلامی بری فوج ان واقعات کو جسطرح حسرت و افسوس کی آنکہون سے دیکہہ رہی تہی اوسیطرح وہ بیچارے بہی مایوسی سے انکو خیر آباد کہتے ہوئے چلے جارہے تہے۔ ان مقید مسلمانون کا ایک گروہ موت کو قید سے افضل سمجہکر دریا مین کود پڑا بعض تو تیر کر اسلامی کیمپ مین آملے اور بعض جنکی موت آگئی تہی وہ ڈوب گئے بعد اس واقعہ کے بقیہ پانچ کشتیان چونکہ محاصرہ کا کام پورے طور سے انجام نہ دیسکتی تہین

اسوجہسے سلطان کے حکم سے وہ بیروت کیطرف روانہ ہوئین۔ نصرانیون کی جنگی کشتیون نے اونکا تعاقب کیا۔ اہل کشتی نصرانیون کی جنگی کشتیون کا بیڑہ آتے ہوئے دیکھکر کشتیان چہوڑکر خشکی پر اوتر آئے اور یہی اون لوگون کے جانبری کا باعث ہوا۔

بحری لڑائی کا تو اس طور سے خاتمہ ہوگیا باقی رہی خشکی کی لڑائی اوس کا چند دلون سلسلہ جاری رہا نہ اسلامیون ہی کو ہمین کچہہ منفعت پہونچتی نظر آتی تہی اور نہ نصرانیون کو نقصان محسوس ہورہا تہا اخیر اخیر ایک بہت سخت لڑائی صبح سے تقریباً شام تک ہوتی رہی لیکن نتیجہ کچہہ بہی ظاہر نہ ہوا۔ ان لڑائیون کی ظاہری حالت سے یہہ مفہوم ہورہا تہا کہ جسقدر اسلامی لشکر صور کے فتح کرنے مین عرق ریزی کررہا ہے اگر اوس سے زیادہ نہین تو اسیقدر ضرور اہل صور بہی انکے مقابلہ مین کوشش کررہے ہین۔ جاڑہ کا موسم دریا کا کنارہ بارش کی کثرت اور اوسپر یہہ لڑائیان جنسے کچہہ نتیجہ ظاہر نہوتا تہا ایک مصیبت کا سامنا تہا چارناچار یہہ رائین پیش ہونے لگین کہ بالفعل صور کے محاصرہ سے دست کشی کرلیجائے جاڑہ بہر محفوظ مقامات مین چلکر آرام کرین اور جب جاڑہ کی فصل ختم ہوجائے اور ایام ربیع آئین تو سب کے سب یکجا ہوکر پہر انپر حملہ کرین۔ یہہ خیال اون لوگون کا تہا جنکو اسلامی لشکر مین تمول اور دولتمندی حاصل تہی اور ایک گروہ یہہ کہہ رہا تہا کہ نہین! یہہ سب خیالات باطلہ ہین ہم بہوک پیاس پر صبر کرینگے اور جی توڑکر لڑینگے خدا نے چاہا تو آج نہین تو کلہہ خندق او نہر پر پل بناکر عبور کرجائینگے اور جبکہ ہم شہر پناہ کے فیصلون تک پہونچ جائینگے تو شہر کا فتح کرلینا اور اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا دینا بہت ہی آسان ہوجائیگا۔ یہہ اون لوگون کی رائے تہی جنہون نے موت کو حیات سے افضل سمجہہ لیا تہا

سلطان ان رایون کو سنکر حیص بیص مین پڑا ہوا تہا کہ رسالہ والون نے کمی رسد اور آدمیون کے زخمی ہونیکا عذر پیش کر کے محاصرہ توڑ دینے پر آمادہ ہی کر لیا۔ چنانچہ شوال ۵۸۳ھ کی ستائیسوین یا اٹہائیسوین کو صور کے محاصرہ سے دست کش ہو کر عکا کیطرف چلا اثناے راہ مین یہہ خبر آئی کہ ہم کوکب کے اسلامی لشکر پر ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور مین یہہ حادثہ گذرا کہ رات کیوقت حالت غفلت مین عیسائی اسلامی مورچہ مین گہس آے اور کثرت سے مسلمانون کو شہید کر ڈالا مال واسباب اور آلات حرب بیشمار لوٹ لے گئے۔ اونکی حالت قابل توجہ والتفات ہو رہی ہے سلطان کو اس واقعہ کے سُننے سے سخت صدمہ ہوا اوس نے اوسیوقت ایک دستہ فوج بسر گروہی قایماز نجمی قلعہ کوکب کیطرف روانہ کر دیا اور عکا مین پہونچکر حسب دستور لشکر کو باستثناء باڈی گارڈ اور مخصوص امراء کے بنظر استراحت رخصت کیا اور عکا کی حکومت امیر عز الدین جردیک کے سپرد کی اور خود تا اختتام سرما یہین مقیم رہا۔

فتح ہونین

ہم اس سے پہلے کہ ۵۸۴ھ کے واقعات احاطۂ تحریر مین لائین مناسب سمجہتے ہین کہ گزرنے والے ۵۸۳ھ کے وہ واقعات بہی سرسری طور سے اپنے ناظرین کو سنادین جو کہ سنہ مذکور مین بوقت فتح تبنین واقع ہوئے تہے۔ ان واقعات مین ہمارا فتح نصیب سلطان بذاتہ شریک نہ تہا بلکہ اوس نے جسوقت تبنین پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑایا تہا اوسی اثناء مین اوس نے ایک دستہ فوج جسمین نامی اور مجربہ کار امراء شریک تہے ہونین کیطرف روانہ کیا تہا اوسوقت سے یہہ گروہ برابر ہونین کا محاصرہ کئے رہا نہ تو اہل شہر ہی پورے طور سے باہر نکلکر مقابلہ کرتے تہے اور نہ اون تک رسد وغلہ وغیرہ پہونچ سکتا تہا آخر الامر اہل ہونین سے تنگ آکر ادہا ہین ایام مین امان طلب کیا اور قلعہ کو بصلح اسلامی لشکر کے سپرد کر دیا تہا

جسوقت یہہ فتح نصیب سلطان شہر صور پر حملہ کر رہا تہا۔

چلّہ کا جاڑہ ختم ہوگیا تہا کسی قدر گلابی ہلکا جاڑہ پڑ رہا تہا ہنوز وہ لشکری جنکو رضا دیگئی ہتی اپنے اپنے وطن سے واپس نہین ہوئے تہے محرم ۵۸۴ھ کی دوسری یا تیسری تاریخ ہتی کہ ہمارا فتح نصیب سلطان فاتح بیت المقدس معہ اپنے جان نثارون کے عکاسے روانہ ہوکر قلعہ کوکب کے قریب پہونچا اور بعد چند دنون کے قایماز نجمی کو بدستور محاصرہ پر چہوڑکر کوکب سے روانہ ہوا اور چہٹی ربیع الاول ۵۸۴ھ کو دمشق مین داخل ہوا۔ پانچوین روز سچ یا جہوٹ یہہ خبر مشہور ہوئی کہ عیسائی فوجین بقصد جبیل آرہی ہین باوجودیکہ اون دنون سلطان کی طبیعت جادہ اعتدال سے منحرف ہتی لیکن اوسکو یہہ تاب کہان ہتی کہ نصرانیون کی آمد سُنتا اور اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرتا وہ فورًا معہ اپنے جان نثارون کے دمشق سے روانہ ہوا۔

سلطان کوکب کے طرف روانہ ہوا اور وہان سے دمشق کے جانب چلا

ہمارا خیال وحافظہ شہادت دے رہا ہے کہ سلطان حمص بہی نہ پہونچنے پایا تہا کہ عیسائیون نے اسکی روانگی کی خبر سُنکر مراجعت کو مقابلہ اور مقاتلہ سے بہتر سمجہا اور مجبورانہ بلا کسی خوف وخطر کے واپس گئے تقریبًا نصف ربیع الاول ۵۸۴ھ گذر چکا ہوگا کہ ہمارا فتح نصیب سلطان حمص کے قریب پہونچکر اوسکے غربی جانب مقیم ہوا علامہ عبد اللہ بن یوسف اور فاضل ابن خلکان کے تحریر سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسی مقام پر سلطان کے کانون تک یہہ خبر پہونچی ہتی کہ عماد الدین صاحب سنجار اور مظفر الدین بن زین الدین معہ لشکر موصل حلب مین بقصد جہاد آئے ہین بعد اسکے سلطان حصن[۱] اکراد کیطرف روانہ ہوا اور علامہ ابو الحسن علی ابن ابو الکرم محمد معروف ابن اثیر کی تحریر

---

[۱] حصن اکراد غربی جانب حمص کے واقع ہے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر نہایت مستحکم بنا ہوا ہے۔

شہادت دیتی ہے کہ عماد الدین زنگی ابن مودود صاحب سنجار و نصیبین و خابور معہ اپنے لشکر کے سلطان سے بمقام حمص مین ملا اور یہین موصل اور جزیرہ کے جری فوج بہی کیمپ سلطانی مین داخل ہوئی بہر کیف جسوقت ان لوگون کی جمعیت نے سلطانی جان نثارون کی تعداد بڑہا دی سلطان اس مقام سے روانہ ہوکر حصن اکراد کے شرقی جانب خیمہ زن ہوا چوتہی جمادی الاول ۵۸۴ھ یوم جمعہ کو اس نے اپنے لشکر کو اسطرحسے مرتب کیا کہ میمنہ کو پہلے روانہ کیا جسکا کمان افسر عماد الدین زنگی تہا اور قلب کو وسط مین رکہا اور میسرہ کو جسکا کہ افسر اعلی مظفر الدین تہا اخیر مین روانگی کا حکم دیا اور خود پورے لشکر کا کمان کرتا ہوا چہٹی جمادی الاول یوم یکشنبہ کو دوپہر کیوقت انطرسوس[1] کے قریب پہونچکر چند ساعت توقف کیا بعد نماز ظہر میمنہ کو دریا کیجانب اور میسرہ کو دوسرے طرف دریا کے روانہ کیا اور خود معہ اپنے جان نثارون کے انطرسوس کے مقابلہ مین رہا۔ ظہر کا آخری وقت تہا کہ اسلامی لشکر نے ہر سمت سے ایسا قوی حملہ کیا کہ پہلے ہی حملہ مین انطرسوس پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا دیا۔ انطرسوس مین دو برج مثل قلعہ کے تہے ایک تو پہلے ہی دن فتح ہوگیا تہا اور اسکو سلطان نے مظفر الدین کے سپرد کر دیا تہا باقی رہا دوسرا برج۔ وہ برابر مقابلہ کرتا رہا اسکے مقابلہ پر سلطان نے مظفر الدین کو چہوڑا اور خود معہ منصور[2] ابن نبیل قاضی جبلہ کے بارہوین جمادی الاول ۵۸۴ھ کو انطرسوس سے

[1] انطرسوس ایک شہر بحر شام کے ساحل پر واقع ہے بعض لوگ اسکو اعمال حمص سے شمار کرتے ہین اور بعضے طرابلس کے مضافات سے کہتے ہین۔

[2] منصور ابن نبیل پہلا نائب جبلہ کا فرانسیسیون کے طرف سے حاکم تہا یہی اسلامیان جبلہ کے مقدمات فیصلہ کرتا تہا سلطان جسوقت حصن اکراد کے قریب خیمہ زن تہا قاضی موصوف دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور اوسنے بنظر حمایت دین فتح جبلہ مین مدد دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اسکی سعی سے جبلہ پر بہت جلد کامیابی سے قبضہ ہوگیا۔

روانہ ہوکر مرقیہ مین پہونچا اہل مرقیہ نے پہلے ہی سے شہر چہوڑ دیا تہا خالی مکانات پڑے
تہے دوپہر تک سلطان نے یہان قیام کیا بعد نماز ظہر مرقیہ سے روانہ ہوکر اٹہارہوین
جمادی الاول ۵۸۴ھ کو جبلہ کیطرف بڑہا شہر پر تو بآسانی قبضہ ہوگیا کیونکہ عیسائی باشندہ
شہر چہوڑکر بہاگ گئے تہے اور فوجین قلعہ جبلہ مین تہین اور مقابلہ پر تلی رہین مگر
قاضی جبلہ برابر ان لوگون کو سمجہاتا رہا آخرکار دو چار روز کے بعد اہل قلعہ نے
بصلح و امان قلعہ بہی خالی کردیا اور حاکم قلعہ ـ بکسرائیل معہ رؤسا جبل سلطان
کے خدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے بخوشی خاطر اطاعت قبول کرلی یہہ قلعہ
حماۃ اور جبلہ کے درمیان مین واقع ہے راستہ اسکا نہایت دشوار گزار ہے
بمشکل تمام امن کیحالت مین سوار و پیادے آجاسکتے ہین سلطان کے یہہ بہی
ایک فتح نصیب ہونے کی دلیل کامل ہے کہ یہہ مقامات بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی
کے مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوتے گئے۔

فتح لاذقیہ

بعد فتح جبلہ یہہ فتح نصیب سلطان لاذقیہ[1] کیطرف چلا اور چوبیسوین جمادی الاول
۵۸۴ھ یوم پنجشنبہ کو بلا تعرض شہر پر قبضہ کرلیا کیونکہ عیسائی شہر پناہ نہونیکے
وجہ سے شہر کو چہوڑکر اس کے اون دونون قلعون مین پناہ گزین ہو رہے تہے
جو کہ ایک پہاڑی پر ایک دوسرے سے متصل بنے ہوئے تہے۔ اسلامی

[1] لاذقیہ ساحل بحر پر ایک نہایت خوبصورت شہر آباد ہے شہر پناہ اس مین نہین ہے البتہ اسکے
مقابلہ مین ایک پہاڑی پر دو متصل قلعہ بنے ہوئے تہے لاذقیہ اور جبلہ مین اٹھارہ کوس کا فاصلہ
ہے تقی الدین عمر نے اسکے قلعہ کو از سر نو بنوایا تہا سلطان نے اسکے فتح ہونے پر سیف الاسلام کو
ایک خط مین لکھا تہا کہ لاذقیہ نہایت وسیع اور دلکش شہر ہے اسکی عمارتین نہایت خوبصورت اور دلپسند
ہین۔ یہہ شہر ساحل کے کل شہرون سے خوبصورت ہے جہازون کے ٹہرنے کا مقام نہایت
مناسب اور موزون ہے یہہ شہر بہشت تہا جس مین جہنمی رہتے تہے مگر کے عوض اسلام
کے آجانے سے یہہ شہر بہشت ہوگیا۔

بہادرون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور سُرنگ کہودنی شروع کردی۔ صبح ہوتے ہوتے ساٹھہ گز لمبی اور چار گز چوڑی سرنگ کُہد گئی اور لڑائی بہی شروع ہوگئی جمعہ کا وقت گزر کر عصر کا وقت آگیا تہا کہ نصرانی قلعہ چہوڑکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور دور سے تیر باری کرنے لگے مغرب کا آخری وقت تہا کہ نصرانیون نے امانین طلب کین اس رحمدل فتح نصیب سلطان نے امان دیدیا اور باہم مصالحت ہوگئی عیسائیونکو معہ اہل وعیال آزاد کردیا صبح شنبہ چہبیسوین [26] جمادی الاول کو قلعون کے مینارون پر بہی اسلامی پرچم اوڑا دیا گیا ستائیسوین جمادی الاول یوم یکشنبہ کو سلطان نے اس شہر کو اپنے بہتیجے تقی الدین عمر کے سپرد کردیا اور خود چند دستہ فوج لیکر لاذقیہ سے روانہ ہوکر دو روز کے بعد یوم سہ شنبہ اونتیسوین جمادی الاول ۵۸۴ھ کو صیہون[1] کے قریب پہونچا۔

فتح صیہون

علامہ عبد اللہ ابن یوسف صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ چشم دید بیان کرتا ہے کہ قلعہ صیہون پر ایک بہت بڑا صلیبی نشان اُوڑ رہا تہا لیکن جسوقت اسلامی لشکر اسکے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا فوراً گر پڑا۔ اسلامیون نے اسکو حسن تفاول پر محمول کیا اور مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا ایک ہی شب مین منجنیقین نصب کردی گئین دُہس باندہ لئے گئے۔ صبح ہوتے ہی چارون طرف سے حملہ شروع ہوگئے منجنیقون سے سنگ باری ہونے لگی۔ الملک الظاہر نے اس لڑائی مین بہت بڑا حصہ نیکنامی کا لیا۔ اوسیکی کوششون نے شہر پناہ کی دیوار کو منہدم کیا دوسری جمادی الثانی یوم جمعہ کو بعد نماز صبح سلطان نے اپنے

[1] صیہون ایک شہر دریاے شام کے کنارہ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہے قلعہ کی ایک دیوار دریا سے متصل ہے اور جانب شمال اوسکے پہاڑ ہے لاذقیہ سے پورب کیطرف ایک مرحلہ پر واقع ہے قلعہ کے چارون طرف خندقین کہودی ہوئی ہین۔

جری لشکر کو آگے بڑہایا اور منجنیقون کو شہر پناہ کے دیوارون کے قریب نصب کیا تھوڑی دیر تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا دوپہر ہونے پائی تہی کہ اسلامی لشکر دل ہلادینے والی تکبیرین کہتے ہوئے شہر مین داخل ہوئے اور کل مسیحی لشکر صلیبی پہریرے لئے ہوئے قلعہ مین چہپ گئے۔ اون مین سے کچہہ لوگ فصیلون سے مقابلہ کر رہے تھے اور اکثر قلعہ کے مینارونپر سے تیر باری کرتے تہے عصر کے وقت تک یہی سلسلہ جاری رہا لیکن جب مسیحیون کو اپنی ناکامی کا یقین ہوگیا تو الامان الامان چلانے لگے سلطان نے اُن کو اوسی شرط سے امان دیا اور اون سے اوسیطرح سے صلح کرلیا جس شرط سے یروشلیم کے عیسائیون کو امان دیا تہا۔ اس قلعہ مین سلطان دم لینے کے غرض سے چار پانچ روز تک مقیم رہا اور اسی اثنار مین اسلامیون نے قلعات بلاطینس۔ عید۔ فیحہ۔ جماہرتین وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ فیحہ اور جماہرتین والون نے تو خود سلطانی دربار مین حاضر ہوکر اطاعت قبول کرلی اور اہل بلاطینس و عید جان کے خوف سے قلعہ چہوڑ کر انہین دنون بہاگ گئے تہے جسوقت کہ قلعہ صیہون لڑ رہا تہا۔

فتح بکاس

اِس خداداد کامیابی کے بعد ہمارا فتح نصیب سلطان صیہون سے روانہ ہوکر چہٹی جمادی الثانی ۵۸۴ھ یوم شنبہ کو قلعہ بکاس[۱] پر پہونچا اور قلعہ بکاس کے بلند مینارونپر پہونچتے ہی بلا جدال و قتال اپنے کامیابی کا پہریرہ اوڑادیا اسوجہ سے کہ اہل بکاس قلعہ چہوڑ کر قلعہ شغر مین جا چہپے تہے۔ رات بہر سلطان اس فکر مین غلطان پیچان رہا کہ قلعہ شغر پر کسطرف سے حملہ کرنا چاہیے اس کی کامیابی کی کیا صورت ہوگی ظاہرا اسکا راستہ سواے اس ایک پُل کے جسکو

---

[۱] قلعہ بکاس اور شغر ایک مستطیل پہاڑ پر ایک تیر کے فاصلہ پر بنے ہوے ہین بکاس تک تو آدمی پہونچ بہی سکتا ہے لیکن شغر کا رستہ نہایت ہی دشوار گزار ہے۔ انطاکیہ اور فامیہ کے درمیان مین نصف رستہ پر واقع ہے۔

عیسائیون نے توڑ ڈالا ہے اور کوئی نظر نہین آتا۔ اسی خیال مین وہ کروٹین بدلتا رہا تا آنکہ صبح ہوگئی حسب دستور بعد قضاء حاجت نماز مین مشغول ہوا آفتاب نکلتے نکلتے وظیفہ و نماز سے فارغ ہوکر منجنیقین نصب کرنے کا حکم دیا اور دوسرے وقت سے سنگ باری کرنے لگا قلعہ والے نہ تو انکے مقابلہ مین منجنیقین نصب کرتے گئے اور نہ انپر اون لوگون نے حملہ کرنے کا انتظام کیا۔ اسوجہسے کہ قلعہ نہایت مستحکم اور محفوظ مقام مین تھا قلعہ تک کم ایسے پتھر تھے جو کہ اوسکے فصیلون تک پہونچتے تھے تین روز تک متواتر اسلامی لشکر سنگ باری کرتا رہا لیکن اوسکے مضبوط فصیلون کو ذراسی بھی جنبش نہ ہوئی قدرتی کامیابی اسکو کہتے ہین کہ ایک روز سلطان اپنے جلسہ خاص مین بیٹھا ہوا اسکی کامیابی کا تذکرہ کر رہا تھا تدبیرین سوچی جارہی تھین کہ اسی اثنا مین نصرانیون کا ایک قاصد صلح و امان کے لئے حاضر ہوا اور اوس نے اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ اہل قلعہ[۱] تین روز کی مہلت مانگتے ہین تین روز تک کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے تیسرے روز بصلح و امان قلعہ سپرد کردیا جائیگا سلطان نے اس شرط کو منظور فرمالیا تین روز تک اسلامیون نے سنگ باری موقوف کردی چوتھے روز نصرانیون نے بخوشی و رضامندی حسب وعدہ بصلح و امان قلعہ کا دروازہ کھولدیا اسلامی تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوگئے اسلامی پھریرہ بجائے صلیبی نشان کے قبل از جمعہ سولھوین جمادی الثانی ۵۸۴ھ کو

[۱] قلعہ والون نے صاحب انطاکیہ سے مدد و اعانت کی درخواست کی تھی اور اسی بناء پر تین روز کی مہلت چاہی تھی۔ لیکن جب انطاکیہ کی اعانت سے مایوس ہوئے تو مجبوری تیسرے روز صلح و امان سے قلعہ مسلمانون کے سپرد کردیا۔ یہہ بھی خدا کا ایک احسان تھا کہ ایسا قلعہ جو کہ مدتون کے محاصرے سے بھی مفتوح نہوتا اوسقدر آسانی سے فتح ہوگیا۔

اوڑا دیا گیا سلطان نے اس قلعہ اور قلعۂ بکاس کی حکومت امیر قلیچ کے سپرد کر دیا
اور قلعہ صیہون اور اوس کے اطراف وجوانب کا حاکم۔ امیر ناصر الدین منکورس کو
مقرر کیا بعد اس کے اوسنے قلعہ برزیہ کیطرف کمال تیزی سے قدم اوٹھایا۔

فتح سرمینیہ ہان انہین ایام مین اسکا لڑکا الملک الظاہر غازی قلعہ سرمینیہ[۵۱] کیطرف
چلا گیا تہا۔ یہہ قلعہ اگرچہ اعمال انطاکیہ کے مشہور اور مضبوط قلعون مین شمار
کیا جاتا تہا لیکن خداداد کامیابی اسکو کہتے ہین کہ اوس نے دو روز کی لڑائی
مین اس قلعہ کو یوم جمعہ تیسوین[۲۳] جمادی الثانی ۵۸۴ھ کو فتح کر لیا اور اہل قلعہ کو
زر فدیہ لیکر آزاد کر دیا اور مسلمانون کی ایک بہت بڑی جماعت کو جو کہ مدتون
سے اس قلعہ مین تہی رہا کر دیا۔ الملک الظاہر غازی نے چند آدمیون کو
قلعہ کے مسمار کرنے کی غرض سے اس مقام پر چہوڑا اور خود معہ اپنے بقیہ
ہمراہیون کے اس مقام سے کوچ کرکے حدود سرمینیہ کو طے کرتا ہوا سلطانی
کیمپ مین داخل ہوا۔ اور سلطان کے ساتھہ ساتھہ قلعہ برزیہ[۵۲] کیطرف بڑہا۔

صفات برزیہ قلعہ برزیہ نہایت مستحکم قلعہ افامیہ کے مقابلہ مین واقع ہے دونون قلعون
کے درمیان مین ایک چہوٹا سا دریا ہے جس مین برزیہ کے پہاڑیون کے چشمے
بہی آملے ہین شمال اور جنوب کے طرف ایسے دشوار گزار پہاڑ ہین کہ اوس
طرف سے کوئی بشر گزر کر حملہ نہین کر سکتا اور یورپ کے جانب اسکے خندق

---

[۵۱] سرمینیہ ایک شہر مشہور ہے جسکے اکثر باشندے اسماعیلی مذہب ہین۔ اسکا قلعہ ہے تو چہوٹا لیکن
نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ بنا ہوا ہے۔

[۵۲] قلعہ برزیہ ساحل شامی کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ اس کے چارون طرف خندقین
اور نہرین بنی ہوئی ہین پانچ سو ستر[۷۰] گز بلند ہے اوس زمانہ مین اس سے مضبوط ساحل
شامی پر کوئی قلعہ نہ تہا۔

اور رہزے اہل قلعہ نہایت ہی سخت دل دشمن اسلام ہین مسلمانون کے عداوت مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے ہین۔ اسلام اور اسلامیون سے انکو اوسیقدر عداوت ہے جسقدر اسلامیونکو کفر و کافر سے ہوتی ہے چوبیسوین ۲۴ جمادی الثانی ۵۸۴ھ کے شام کو سلطان اس قلعہ کے قریب پہونچکر قلعہ سے پورب تہوڑی دور پر مقیم ہوا صبح ہوتے ہی چند جان نثارون کو ہمراہ لیکر قلعہ کے چارونطرف پہر آیا کسیطرف سے موقع حملہ کرنیکا نظر نہ آیا قلعہ کے غربی جانب سے لڑائی کا سلسلہ چہڑ سکتا تہا مگر میدان اسقدر وسیع نہ تہا کہ اسلامی لشکر وہان اپنا مورچہ قائم کرسکتا اسیوجہ سے اوس میدان مین صرف ایک چہوٹا سا خیمہ سلطان کے لئے نصب کردیا گیا۔ یہہ معہ چند جان نثارون کے اس مقام پر ٹہرا اور یہین منجنیقین نصب کی گئین دوسرے دن سے لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا دو چار پتہر بہی قلعہ تک نہ پہونچنے پائے تہے کہ اہل قلعہ نے ایک برج پر جو کہ اس وادی کے مقابلہ مین تہا صرف ایک منجنیق نصب کیا۔ دو ہی چار ضربہ مین عیسائیون نے مسلمانونکی منجنیقین نکمی کردین۔ سلطان کے ساتہیون مین سے ایک شخص چشم دید بیان کرتا ہے کہ مینے پہاڑ کی چوٹی پر سے دیکہا ہے کہ قلعہ کے اس برج سے ایک عورت تنہا سنگ باری کر رہی ہے پہلے تو مجہکو اوسکا یہہ فعل مجنونانہ نظر آیا اور اسیقدر اسکے دیکہنے سے تعجب بہی ہوا لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تہا کہ ہماری منجنیقین ٹوٹ گئین اور کچہہ نتیجہ نہ ظاہر ہوا۔ اسکے بعد سلطان نے اپنے لشکر کو تین حصون پر منقسم کیا ایک کا کمان افسر عماد الدین زنگی کو مقرر کیا اور دوسرے والیم کی افسری الملک الظاہر غازی کے سپرد کی اور تیسرے حصہ کا کمان اپنے قبضۂ اقتدار مین رکہا رات بہر لوگون کو جہاد اور غزا کی ترغیب دیتا رہا ستائیسوین جمادی الثانی کی سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے ہی

اذان ہوئی لشکریون نے اپنے بیکدل سلطان کے ساتھہ نماز ادا کی سب سے پہلے عماد الدین زنگی معہ اپنے ہمراہیون کے میدان مین آیا اسکے ہمراہیون نے اللہ اکبر کے پُرہیبت نعرہ سے عیسائیون کو اپنی مستعدی سے آگاہ کر دیا چہوٹی بڑی پہاڑیان اس آواز سے گونج اوٹہین عیسائی بہی قلعہ سے نکلکر فصیلون پر آرہے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے - عماد الدین زنگی معمولی آدمی تو تہا نہین اوس نے کمال مردانگی سے حملہ کیا اور اپنے فوج کو قلعہ کے فصیلون تک پہونچا دیا - لیکن عیسائی فوج بلند مقام پر تہی اور زمین ناہموار تہی اسوجہ سے مسلمان چڑہ نہ سکے کچہہ دیر تک تو یہہ گروہ مقابلہ کرتا رہا آخر کار جب مجبور ہوتا نظر آیا تو اسلامی لشکر کا دوسرا حصہ اوٹہا جسکا افسر اعلیٰ خود ہمارا سلطان تہا - باوجودیکہ آفتاب کی تیزی زمین کی گرمی تیز ہواؤن کے جہونکے آگے بڑہنے کی اجازت نہ دیتے تہے لیکن یہہ گروہ تہا جو کہ موت کو حیات سے زیادہ محبوب جانتا تہا مرنے کو شادی پر ترجیح دیتا تہا جسکے مذہب نے پہلا سبق موت ہی کا پڑہایا تہا جسکا افسر اعلیٰ ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس تہا - اونکی جرأت مردانگی آواز بلند سے کہہ رہی تہی کہ اگر اس زمین کے بدلے زمین محشر ہوتی اور اس آفتاب کے عوض آفتاب قیامت بہی ہوتا تو بہی یہہ گروہ ایک ہی لمحہ مین کمال تیزی سے اس میدان کو طے کر جانا بائین ہاتہہ کا کہیل سمجہتا چشم زدن مین یہہ گروہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہوا گروہ سابق کے پاس پہونچگیا - عماد الدین زنگی معہ اپنے ساتہیون کے واپس ہوا اور سلطان نے حملہ شروع کر دیا - ظہر کا وقت قریب تہا کہ اس گروہ پر بہی تکان اور ماندگی کے آثار پیدا ہو چلے کچہہ لوگ سعادت پر آمادہ ہوئے سلطان ان لوگون کو موقع موقع سے بڑہاتا اور

ٹوٹاتا تہا۔ جسوقت تیسرا والیم جسکا کمان افسر **الملک الظاہر** غازی تہا تکبیر
کہتا ہوا آگے بڑہا **عماد الدین** زنگی اپنے اوس جوش کو جو کہ ہر دیندار کے دل
مین دین کے حمیت و حمایت کا ہوتا ہے ضبط نہ کرسکا بیتابانہ تلوار کہینچکر الجہاد الجہاد
کہتا ہوا اوٹہہ کہڑا ہوا اور **الملک الظاہر** کے ساتہہ ساتہہ نصرانیون کے
مقابلہ پر پہونچگیا دو گہنٹہ کامل بہت سخت لڑائی ہوتی رہی آخرالامر عیسائیون
کے پانون اُکہڑ گئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے قلعہ کیطرف بہاگے۔ بدحواسی
کے عالم مین قلعہ کا دروازہ نہ بند کرسکے و یا مسلمانون نے انکو اسقدر مہلت ہی
نہ دی اسوجہ سے اسلامی فوجین بہی تکبیرین کہتی ہوئین قلعہ مین داخل ہوگئین
انہین کے بعد وہ بقیہ اسلامی لشکر بہی بلا تعرض و مزاحمت قلعہ مین آداخل ہوا
جو کہ قلعہ کے پورب جانب خیمون کی محافظت کرتا تہا ان دونون گروہون کے
مل جانے سے نصرانیون پر زیست کا دایرہ تنگ ہوگیا مجبوراً اہل قلعہ خالی کرکے
معہ اون مسلمان قیدیون کے جو کہ ایک مدت سے ان کے پنجہ غضب مین گرفتار
تہے ایک برج پر چڑہ گئے۔ جسوقت ان قیدی مسلمانون کے کانون تک تکبیر کی
خوش کرنے والی ملحدین کو ڈرانے والی آوازین پہونچین یہہ لوگ بہی اللہ اکبر
اللہ اکبر کہہ اوٹہے اور زنجیر و طوق کو ایک جہٹکے سے توڑ ڈالا نصرانی یہہ سمجہکر
کہ اسلامی اس برج پر بہی چڑہ آئے ہین۔ بید کیطرح تہرا گئے ہزارہا عیسائی زرفدیہ دیکر
نکل کہڑے ہوئے۔ والی قلعہ بادشاہ انطاکیہ کا عزیز تہا قیدیون کے سلسلہ مین
وہ بہی پیش کیا گیا سلطان نے اسکے ساتہہ محسنانہ سلوک کئے اور اسکی درخواست
کے مطابق معہ اسکے اعزہ و اقاریب کے بعزت تمام انطاکیہ کے طرف روانہ کردیا۔
اور اسلامی پہریرہ خوشی اور کامیابی کی ہوا برزیہ کے بلند اور شاندار مینار پر
اوسی روز قریب غروب آفتاب اوڑادیا گیا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

فتح دربساک

اِس مہم سے فارغ ہوکر ہمارا فتح نصیب **سلطان** دوسرے ہی دن قلعہ برزیہ سے روانہ ہوکر جسر حدید پر پہونچا اور اس مقام پر اوسوقت تک قیام پذیر رہا جب تک کہ اوسکا بقیہ لشکر نہ آ لیا - ایک ہفتہ کے بعد اس مقام سے روانہ ہوا اور اٹھارہوین رجب یوم جمعہ کو قلعہ دربساک[1] کے مقابلہ مین ایک چھوٹے ٹیلہ پر مقیم ہوا یہہ قلعہ انطاکیہ کے اون دو قلعون مین سے تہا جو کہ سلطان کے قبضہ مین اسوقت تک نہ آئے تہے یہہ قلعہ انطاکیہ کے دہانہ پر تہا اور اوس سے بہت ہی قریب تہا اونیسوین ماہ مذکور مین لڑائی کا سلسلہ نہین چہڑا طرفین اپنی اپنی تیاریون مین مصروف رہے اسلام پناہ سلطان نے قلعہ کے جنوب اور شمال مین منجنیقین نصب کین اور غربی جانب زنبورات[2] کو لگایا شب یکشنبہ سے گولہ باری - سنگ باری ہونے لگی ظہر کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ قلعہ کی شمالی دیوار ٹوٹ گئی مگر نہ ایسی کہ جس سے آدمی بخوبی آ جا سکتا شام ہوتے ہوتے قلعہ کے جنوبی برج تک سُرنگ تیار ہوگئی اسلامیون نے حملہ کرکے برج کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن چند عرصہ تک ناکام رہے اسوجہ سے کہ سُرنگ کا دروازہ چہوٹا تہا دو آدمی برابر نکل نہ سکتے تہے اور اہل قلعہ نے یہہ انتظام کر لیا تہا کہ اونمین سے سرنگ کے دروازہ پر ایک شخص مسلح آکر کہڑا ہو جاتا جب وہ مارا جاتا تو دوسرا اوسکا قایم مقام ہو جاتا دوشنبہ کی شام تک یہی طریقہ لڑائی کا جاری رہا شب سہ شنبہ کو تہوڑی دیر کے لئے سنگباری اور گولہ باری موقوف رہی مگر یہہ سلسلہ قایم رہا تا آنکہ سہ شنبہ کو پہر دن چڑہے جب یہہ سلسلہ منقطع ہوتا نظر آیا تو ہمارا نامی فاتح بیت المقدس خود بذاتہ سُرنگ کے

[1] دربساک کا قلعہ نہایت ہی مضبوط اور بلند بنا ہوا تہا بغراس سے جانب شمال دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - [2] زنبور ایک قسم کی توپ ہے جو اوس زمانہ مین استعمال کیجاتی تہی -

راستہ سے قلعہ کے برج تک پہونچا اور اس تیزی سے اوس نصرانی کو جو کہ سُرنگ کے دروازہ پر کہڑا تہا قتل کر کے اندر داخل ہوگیا کہ دوسرے کو اوسکی قایم مقامی کا موقع ہی نہ ملا۔ سلطان کا قلعہ مین داخل ہونا تہا کہ اسلامی لشکر تکبیرین کہتا ہوا کچہہ تو قلعہ کے شمالی جانب سے اور کچہہ اسی سُرنگ سے داخل ہو گیا۔ اور تہوڑی دیر تک اوس ظلمت گاہ مین اسلامیون کی تلوارین بجلی کیطرح کوندتی رہین آخرالامر عیسائیون نے الامان الامان چلانا شروع کردیا سلطان نے اون کو اس شرط سے امان دیدی کہ وہ لوگ سوائے اوس لباس کے جو کہ ان کے بدن پر ہے کسی دوسرے اسباب کو ہاتہہ تک نہ لگائین اور کسی قسم کا مال ہمراہ نہ لیجائین۔ چنانچہ کل اہل قلعہ خاک مذلت بر سر خالی ہاتہہ قلعہ سے نکلکر انطاکیہ کیطرف چلے گئے اور قلعہ کے شاندار مینار پر خوشنما اسلامی پہریرہ اُوڑا دیا گیا سلطان نے اس قلعہ کا حاکم علم الدین سلیمان کو مقرر کیا اور خود تیئیسوین [۲۳] رجب کو قلعہ بغراس کے طرف روانہ ہوا۔ یہی ایک قلعہ انطاکیہ کے حدود مین اور باقی رہ گیا تہا جو کہ عیسائیون کے قبضہ مین تہا اس کے فتح ہونے کے بعد صرف انطاکیہ بے دست و پا باقی رہتا نظر آتا ہے۔

فتح بغراس

قلعہ بغراس[۱] انطاکیہ کے اور قلعون کے نسبت نہایت ہی مضبوط بنا ہوا تہا معہذا یہان نصرانیون کے فوج بہی زیادہ رہتی ہتی اونکو اسکی حفاظت زیادہ مدّنظر ہتی اسوجہ سے امراء سلطانی نے اس قلعہ کے محاصرہ کرنے اور فتح کرنے مین اپنے نامی سلطان کے رائے سے اختلاف کیا لیکن ہمارے شیردل سلطان نے اون کی اختلاف آرا کیطرف توجہ نہ کیا قبل اسکے کہ وہ قلعہ بغراس پر گولہ باری کرتا یا اوسکے محاصرہ مین سعی کرتا اس نے انطاکیہ کے راستہ کو روک دیا ہمکو یاد پڑتا ہے

[۱] بغراس کا قلعہ شام کے شمالی قلعون مین شمار کیا جاتا ہے یہہ انطاکیہ سے بہت ہی قریب ہے۔

کہ اس قلعہ پر حملہ کرنے والونکی تعداد چارسو سے ہرگز زایدنہ تھی کل فوج انطاکیہ کے
حد پر پڑی ہوئی تھی سلطانی جان نثارون نے گولہ باری سنگ باری شروع
کردی لیکن اوس کے بلند دیوارون پر انکا نشان تک نہ پڑتا تھا باینہمہ پانچروز
تک برابر لڑائی ہوتی رہی چھٹے روز اتفاقاً قلعہ کا دروازہ کہلا اسلامیون نے
یہہ سمجھکر کہ شاید نصرانی قلعہ سے نکلکر مقابلہ کرینگے زنبورون کو چھوڑ کر تلوارین
کھینچ لین لیکن جب غور سے دیکھا تو یہہ معلوم ہوا کہ ایک شخص تن تنہا دور سے
کھڑا ہوا امان طلب کر رہا ہے سلطان نے اوسکو حاضر ہونیکی اجازت دی
اوس قاصد نے حاضر ہوکر صلح کی گفتگو پیش کی فریقین مین شروط مصالحت
وہی قرار پائے جو کہ نصارائے دربساک سے طے ہوئے تھے۔ دوسری
شعبان المعظم ۵۸۴ھ کو امان نامہ لکھہ دیا گیا اور اوسکے بلند برجون پر اسلامی
پھریرہ اوڑا دیا گیا۔

بعد اسکے صرف انطاکیہ عیسائیون کے قبضہ مین باقی رہ گیا چونکہ وہ تنہا
اپنی حفاظت نکرسکتا تہا اور سلطان نے اوسکی مہم کی تیاری کردی تھی اسوجہ
سے اہل انطاکیہ مصالحت کے ملتجی ہوئے سلطان نے اس شرط پر صلح کرلیا کہ
اہل انطاکیہ کل مسلمان قیدیون کو آزاد کردین اور یہہ صلح سات یا آٹھہ
مہینہ تک علی اختلاف القول قائم رہے بعد انقضاء میعاد یا تو اہل انطاکیہ
اطاعت قبول کرین یا مقابلہ سے لڑین اس صلحنامہ کے تکمیل کے بعد شعبان کے
پہلے ہی ہفتہ مین ہمارا نامی ہیرو بغراس سے روانہ ہوکر گیارھوین شعبان کو
حلب مین پہونچا الملک الظاہر نے بڑے دہوم دہام کی دعوت کی تیسرے
روز یہان سے روانہ ہوکر حسب استدعاء تقی الدین عمر ایک شب قلعہ
حماۃ مین رہا دوسرے دن حماۃ سے روانہ ہوکر بعلبک کی سیر کرتا ہوا پہلی

صلح انطاکیہ

رمضان المبارک کو دمشق مین داخل ہوا اور اسی سفر مین جبکہ سلطان قلعہ حماۃ مین ایک شب کے لئے ٹھہرا تھا تقی الدین عمر کو جبلہ اور لاذقیہ کی حکومت مرحمت فرمائی۔

فتح صفد

ناظرین کو یہہ خیال گذر رہا ہوگا کہ اس مرتبہ دمشق مین سلطان کا قیام کم از کم ماہ مبارک رمضان تک ضرور رہے گا کیونکہ اوسکو قدرۃً آرام کے لئے یہہ زمانہ ملگیا ہے لیکن شاید اون کو اس سے آگاہی نہین ہے کہ اس کے نورانی آنکھون مین قلعات کوکب و صفد و کرک کا۔ فرانسیسیون کے قبضہ مین رہنا کانٹا سا کھٹک رہا ہے اوس کے متحمل اور قوی دل کو ان قلعون کا نہ فتح ہونا بیحد شاق گزر رہا ہے اوس نے قبل روانگی کسی موقع پر یہہ ضرور فرمایا تھا ''ان العمر قصیر والاجل غیر مامون وقد بقی بید الفرنج ھذہ الحصون کوکب وصفد وکرک وغیرہ (بلاشبہہ عمر قصیر ہے اور موت غیر مامون ہے اور حال یہہ ہے کہ فرانسیسیون کے قبضہ مین یہہ قلعہ کوکب اور صفد اور کرک باقی ہین'') اوس کے اس قول سے آپ لوگ خوب اندازہ کرسکتے ہین کہ اسکو آرام وعیش عزیز نہ تھا بلکہ اس کو مدنظر یہی امر تھا کہ ممالک اسلامیہ کی توسیع ہو جہاد فی سبیل اللہ مین جان تک جائے تو منظور ہے چنانچہ اسی خیال نے اسکو ماہ رمضان مین بھی آرام سے اپنے اہل وعیال کے ساتھہ دمشق مین نہ رہنے دیا تقریباً ماہ صیام کا پہلا عشرہ گزرچکا ہوگا کہ یہہ اپنے جری اور بہادر جان نثارون کو لیکر دمشق سے روانہ ہو کر پندرھوین یا سولھوین ماہ مذکور کو قلعہ صفد پر پہونچگیا باوجودیکہ شدائد سفر اور شبانہ روزی محنت سے اسکی طبیعت جادۂ اعتدال سے منحرف ہو رہی تھی لیکن باینہمہ رات بھر نہ سوتا تھا۔ کبھی تو سپاہیون کے خیمہ کی طرف آتا اور دو چار آیتین۔ حدیثین جہاد کی فضیلت کی سُناتا اور کبھی منجنیقون کے نصب کرنے کی تدبیر مین بتلاتا تھا اور تمام دن لشکریون کے ساتھہ لڑائی کے

میدان مین جنگ کرتا تہا۔ تقریبًا ایک مہینہ کامل لڑائی کا یہی سلسلہ جاری رہا آخر الامر عیسائی اس طول حصار سے تنگ آکر قلعہ کو بصلح و امان اسلامیون کے سپرد کرکے صور کیجانب چلے گئے۔

فتح کرک و شوبک

انہین دنون جبکہ سلطان بذاتہٖ مہم صفد کے سر کرنے مین مشغول تہا الملک العادل اسکا بہائی بہی کرک پر حملے کر رہا تہا اور کرک کے مضبوط قلعہ کو اپنے توانا بازو سے توڑنا چاہتا ہے مگر عیسائیون نے مجبور ہو کر الملک العادل سے امان طلب کرکے صلح کرلیا اور ساتہہ ہی اوس کے قطعات شوبک و ہرمز اور وسیع وغیرہ کو بہی طوعًا و کرہًا سپرد کر دیا۔ قلعہ کوکب جسکا قایماز نجمی چارون طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہے اوسکا یہہ حال ہے کہ اہل قلعہ اس طویل حصار سے گہبرا رہے ہین غلہ وغیرہ بہی ختم ہوگیا ہے فاقہ کشی کی نوبت پہونچگئی ہے اہل صور نے اہل کوکب کے امداد کے غرض سے جو دو سو مسلح سوارون کو کچہہ غلہ اور رسد لیکر روانہ کیا تہا اونپر یہہ واقعہ گزرا کہ یہہ مسلح سوارون کا جتہا رات بہر تو سفر کرتا تہا اور صبح ہوتے ہی کسی غار مین چہپ جاتا تہا رفتہ رفتہ قلعہ کوکب کے قریب جب پہونچے اور ایک یا دو منزل اور باقی تہی کہ اتفاقًا قایماز نجمی کا ایک سپاہی جو کہ شکار کہیلنے کو گیا تہا ان سوارون مین سے ایک سوار کو مشتبہ سمجہکر گرفتار کر لایا قایماز نجمی نے پہلے تو اسکو دم دلاسا دیا جب اس نے اپنے راز کو ظاہر نہ کیا تو کسیقدر تہدید سے کام لیا۔ چور کا دل ہوتا ہی کتنا ہے اوس عیسائی سوار نے کل قصّہ بتلا دیا قایماز نجمی اسیوقت چند سوارون کو لیکر موت کیطرح اون کے سر و نپر پہونچگیا اور ایک دم مین سبکو فنا کر دیا اس واقعہ کے بعد ہی سلطان بہی صفد سے روانہ ہو کر کوکب پر آپہونچا عیسائیون کو اس کے آنے سے سخت خطرہ کا سامنا ہوا تاہم اوہنون نے دو ایک مقابلے کئے مگر آخر الامر مجبور ہو کر نصف ذیقعدہ کو امان طلب کرکے قلعہ اسلامیون کے سپرد کر دیا اور خود بحال پریشان

خاک مذلت بر سر صور کیطرف روانہ ہوگئے۔ یہہ قلعہ وہ ہے کہ جسکو عربی مورخ
عنقا سے تشبیہہ دیتے ہین یہہ بہت بلند مقام پر بنا ہوا تہا اسکے فتح کے ایکہفتہ کے بعد
سلطان اپنے تجربہ کار سپہ سالار قایماز نجمی کو یہین چہوڑ کر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا
آٹہوین ذیحجہ ۵۸۴ھ کو بیت المقدس مین پہونچا اور عید الضحیٰ کی نماز پڑہکر گیارہوین
ذیحجہ کو عکا کیطرف روانہ ہوا اور تا اختتام سنہ مذکور وہین مقیم رہا۔ ماہ محرم ۵۸۵ھ
کے کسی تاریخ مین سلطان نے بعد ترتیب و اصلاح امور سیاست عکا کی حکومت سے
امیر بہاء الدین قراقوش کو سرفراز فرمایا اور اس کے شہر پناہ بنانے کا حکم دیکے
خود دمشق کیطرف روانہ ہوا۔ پہلی صفر سنہ مذکور سے تیسری ربیع الاول تک
دمشق ہی مین مقیم رہا۔

مہم شقیف

چوتہی ربیع الاول کو مقام شقیف[1] ارلون پر حملہ کرنے کی غرض سے دمشق سے
روانہ ہوکر مقام مرج برغوث مین بانتظار اجتماع عساکر اسلامیہ گیارہوین ماہ مذکور تک
مقیم رہا۔ اور بارہوین تاریخ کو اس مقام سے کوچ کرکے بانیاس ہوتا ہوا ستر ہوین
ماہ مذکور کو مرج عیون مین جا اترا۔

مرج عیون اور شقیف ارلون مین کچہہ زیادہ فاصلہ نہ تہا ہان اسقدر مسافت
ضرور تہی کہ روزانہ آدمی آجا سکتا تہا۔ موجودہ اسلامی لشکر کی مستعدی اور آنیوالے
مجاہدین کی کثرت نے والی شقیف ارلون کو چونکہ ایک تجربہ کار جہان دیدہ آدمی تہا
اس امر پر آمادہ کر دیا کہ ایک روز وہ تن تنہا سلطان کے خدمت مین حاضر ہوا اور
تملق و چاپلوسی سے کہنے لگا۔ کہ آپنے اسقدر زحمت کیون گوارا فرمائی مین آپکا
مطیع ہون آپ کے احسانات عمیم کا اعتراف کرتا ہون مجہکو اس امر کا خوف و اندیشہ ہے

[1] شقیف ایک مقام کا نام ہے ارلون کیطرف جو کہ ایک آدمی کا نام تہا مضاف کر دیا گیا یہہ مقام
بانیاس کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مستحکم اور محفوظ ہے۔

کہ کہین مرکیش اس مراسم سے جوکہ میرے اور آپکے درمیان مین ہین واقف نہ ہوجائے
اور یہہ میرے اہل وعیال تک تکلیف کے پہونچنے کا باعث ہو اسوجہ سے مین آپ سے
تین مہینہ کی مہلت چاہتا ہون اس اثنا مین اپنے اہل وعیال کو مین صور سے لے آونگا
اُسوقت بخوشی و طیب خاطر قلعہ آپکے سپرد کردونگا اور مین مع اپنے اہل وعیال کے آپ ہی
کے خدمت مین رہونگا۔ جو آپ مرحمت فرمائینگے مین اوسی پر قانع رہونگا" سلطان
ایک سچا پکا صاف دل کا مسلمان تھا اوسکو ان چالون سے کیا واقفیت تھی وہ صاحب
شقیف کے ان بھولی بھولی باتون مین آگیا اور باہم یہہ طے کرلیا کہ والی شقیف ماہ
جمادی الثانی تک خود مختار رہیگا بعد ازان اسلامیون کا مطیع ہوجائیگا اور یہہ ایک
باجگذار ریاست سمجھی جائیگی سلطان بانتظار انقضاء وعدہ والی شقیف مرج عیون ہی
مین مقیم رہا اور اسی اثنا مین صاحب انطاکیہ کی مدت صلح منقضی ہونے کی وجہ سے
تقی الدین عمر کو مع مشرقی فوج کے حدود انطاکیہ کیطرف مجبورانہ بہیجدیا۔ اسکے
بعد یہہ خبر مشہور ہوئی کہ کل وہ ناحق شناس نصرانی جو کہ مختلف لڑائیون مین
متعدد مقامات سے گرفتار ہو ہو کر آزاد کردیے گئے ہیں صور سے مجتمع ہوکر نکلے ہین
اور بلاد اسلامیہ کا قصد رکھتے ہین سلطان کو اس خبر سے جسقدر تردد پیدا ہوا ہوگا
اسکا آپ لوگ ضرور اندازہ کرسکتے ہین کہ اسکے دل پر اس خبر سے کتنا بڑا اثر پڑ سکتا ہے
جس نے عیش و آرام کو چھوڑ کر ممالک اسلامیہ کے توسیع مین عرق ریزی اور
شب و روز کی لڑائی سے کام لیا ہو اور حالت ایسی نازک پیدا ہوگئی ہو کہ اگر وہ
صور کیجانب بڑہتا ہے تو صاحب شقیف کی بدعہدی کا اندیشہ ہے اور اگر صور والونکے
جلوگیری نہین کیجاتی ہے تو آیندہ بہت بڑے نقصانات کا سامنا نظر آتا ہے
سلطان ہی ایسے مستقل مزاج آدمی کی ایسے وقتمین ضرورت تھی اوس نے ان
پیچیدہ معاملات مین مبتلا ہونے پر بہی صاحب شقیف کو در خانہ تک پہونچا ہی دیا۔

تین روز مدت معینہ کو اور باقی تھے کہ والی شقیف سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا
اور پھر تملق وچالاکی سے مدت بڑہانے کی کوشش کی لیکن وہ سلطان کے نزدیک
مشتبہ ہوگیا تہا اسوجہ سے فوراً گرفتار کرلیا گیا اور شقیف کی سپردگی کا حکم صادر
کیا گیا پہلے تو والی شقیف کچہہ حیلہ وحوالہ کرتا رہا مگر آخر آخر ایک قسیس کو بلا کر اہل
شقیف کے پاس بہیجا شقیف والون نے اطاعت سے انکار کیا اور مقابلہ پر آمادہ
ہوئے سلطان نے اسکو تو تیرہوین رجب سنہ مذکور یوم دوشنبہ کو دمشق کیطرف
روانہ کردیا اور شقیف کے محاصرہ کا حکم دیکر یزک اسلامیہ کے اطلاع دینے پر خود مرج عیون
سے صور کیجانب بڑہا مگر اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ اسکے پہونچنے سے کچہہ دنون پہلے
صور کی عیسائی فوج سے اسلامی یزک کا مقابلہ ہوگیا جسوقتکہ عیسائی فوجین صور سے
نکلکر صیدا کیطرف جارہی تہین اسلامی سوار گو تہوڑے تہے لیکن انکی ہمت ومردانگی
نے نصرانیون کو صرف آگے ہی نہین بڑہنے دیا بلکہ نصرانیون کو بہت بڑے نقصان کے
ساتہہ پسپا کردیا اور صور کیطرف لوٹ جانے پر مجبور کردیا اس واقعہ مین عیسائی
بہت مارے گئے اور ایک کثیر تعداد گرفتار کرلئے گئے اور اسلامیون مین سے صرف
سلطان کا مملوک ایبک آخرش نامی شہید ہوا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان
اسلامی یزک مین پہونچا اور بانتظار انتقام ایک چہوٹے سے خیمہ مین مقیم ہوا۔ نوین
جمادی الاول ۵۸۵ھ مین یہہ حادثہ پیش آیا کہ سلطان دستور کے موافق
تہوڑے سے سوار لیکر موقع کے دیکہنے کے غرض سے ایک پہاڑی پر چڑہ گیا جہان سے
نصرانیون کے خیمہ دکہائی دیتے تہے مجاہدین عرب وعجم یہہ سمجہکر کہ سلطان لڑائی کے
قصد سے جارہا ہے مسلح ہوکر دوسرے راستہ سے سلطان کے بعد روانہ ہوئے
سلطان تو پیچہے رہ گیا اور یہہ گروہ رفتہ رفتہ نصرانیون کے قریب پہونچگیا سلطان
نے چند امراء کو ان پرجوش مجاہدین کے پاس اس غرض سے بہیجا کہ وہ انکو لوٹا لائین

لیکن ایک تو شُدنی امر دوسرے شہادت وغزا کے جوش نے انکو لوٹنے نہ دیا پہلے تو عیسائیون کو انکی جرأت سے یہہ خیال پیدا ہوا کہ شاید انکے پیچھے کمین مین کچھہ لوگ چھپے ضرور ہونگے لیکن جب انکو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی تو دفعتہً بلائے ناگہانی کیطرح لوٹ پڑے فریقین مین لڑائی ہونے لگی سلطان بھی آن واحد مین پہاڑی سے اوترکر بقیہ لشکر کو ہمراہ لیکر نصرانیون کے اوس راستہ کو روک لیا جس راہ سے یہہ صور مین جانے والے تھے پہلے حملہ مین اسلامی بہ نسبت نصرانیون کے زیادہ کام آئے مگر جسوقت سلطان پہونچگیا اوسوقت عیسائی اسقدر بدحواس ہوگئے کہ آپس کے آدمیون کو نہ پہچان سکے موہنہ کے بل ایک دوسرے پر گرنے لگے نہایت پریشانی کیحالت مین خائب وخاسر گرتے پڑتے صور کیطرف لوٹے اور بہادر غازی سلطان معہ اسلامی گروہ کے تبنین اور عکا کی سیر کرتا ہوا اپنے کیمپ مین پہونچگیا۔

عیسائی دنیا کی یورش اور سلطان کا مجاہدہ

پادری بیت المقدس چھڑانیکی غرض سے ایک نئی چال چلے

سلطان صلاح الدین اعظم کے احسانات ایسے نہ تھے کہ جسکو عیسائی دنیا نقش برآب سمجھکر فراموش کرجاتی اور اوس کے برخلاف ہتھیار اوٹھانے کی جرأت کرتی مگر یہہ کام اسی کا تھا کہ اوس سے بنتین۔ خوشامدین کرکے قسمین کھا کرگئے اور پھر اوسی کے مقابلہ مین لڑنے کو آئے۔ اوس کے احسانات کا یہی بدلہ تھا۔ اوسکی مروت کا یہی برا نتیجہ تھا۔ یورپ کے تمام عیسائیون نے اوسکے برخلاف ہتھیار اوٹھایا یروشلیم کے چھوڑانے پر آمادہ ہوئے۔ اور ایک عام خونریزی کے باعث ہوئے۔ یہہ تیسرا کروسیڈ کل کروسیڈون سے (جو کہ اس سے پہلے یا بعد کو ہوئے ہین) مشہور وممتاز ہے کیونکہ اس کروسیڈ مین کل اول درجہ خود مختار رئیس اور سلاطین یورپ شریک ہوئے تھے اور اپنی وسعت سے زیادہ غلہ۔ فوج۔ روپیہ۔ سامان جنگ فراہم کیا تھا۔ پادری شہر بہ شہر

ماتمی کپڑے پہنے ہوے برہنہ پا ایک ہاتھہ مین انجیل اور دوسرے ہاتھہ مین ایسی تصویرین لئے پہرتے تہے جسمین مسیح کے قبر عربی گہوڑے سمون سے روندرہے تہے اور محمدؐ نے مسیح کے چہرے کو زخمی کردیا تہا" یروشلیم کی بربادی اور اوس کے بادشاہ کی تباہی اور مسیح کی کواریون کی خواری کے مصنوعی قصّے گیت مین نوحے کیطرح گاتے جاتے تہے - علاوہ برین اسی قسم کے خرافات افسانے اور من مانے گہڑے ہوئے قصے عیسائی دنیا مین بیان کئے جاتے اور سلطان صلاح الدین کے برخلاف ہتہیار اوٹہانے اور دنیاء اسلام کے نیست و نابود کردینے پر آمادہ کئے جاتے تہے ان تدبیرون سے عیسائی دنیا مین ایک ایسا جوش پیدا ہوا اور دفعتہً ایسی تبدیلی ہوگئی کہ عیسائی والیان ملک اپنے ممالک کی مصیبتین بہول گئے کہنے والون نے کہنے کا غم فراموش کردیا اور سب کے سب پہر اوٹہہ کہڑے ہوئے۔

صلاح الدین ٹیکس

اس مقدس لڑائی کے لئے بیشمار روپیون کی ضرورت تہی اسوجہ سے ایک خاص کمیٹی مین یہہ فیصل ہوا کہ جو عیسائی بذاتہ لڑائی مین نہ شریک ہوسکے وہ اپنے ہر قسم کی جایداد کا دسوان حصہ خرچ کے واسطے دے - انگریزی مورخون نے اسکو صلاح الدین ٹیکس کے نام سے مشہور کیا ہے - یہہ ٹیکس انگلستان اور فرانس مین وصول کیا گیا - اس ٹیکس کے نہ دینے والیکو وہ مذہب اور قوم سے خارج کردیتے تہے - ولیم ارچ بشپ آف ٹائر ہی نے انگلستان اور فرانس کو باہم ملایا اور اونکو صلیب لینے پر آمادہ کیا بعدہ کروسیڈ کا وعظ کہتا ہوا فرانس سے جرمنی کو گیا اور شہنشاہ جرمنی کو بہی اس لڑائی مین شریک کرلیا۔

شاہ جرمنی کا خط اور اوسکا جواب

سب سے پہلے شہنشاہ جرمنی نے سلطان کو خط اس مضمون کا لکھا کہ "چونکہ آپ نے مقدس زمین کو ایک مجرمانہ دلیری سے ناپاک کیا ہے - لہذا ہم باختیارات شاہنشاہ دایمی آپ کو بارہ ماہ کی مہلت اس سرزمین کے خالی کرنے کو دیتے ہین

مناسب ہوگا کہ آپ عیسائیون کا ملک چہوڑ دین ورنہ آپکے برخلاف جنگ کیا جائیگا"
سلطان نے بہی اسکا جواب دندان شکن دیا اور یہہ لکہا کہ "عیسائی اگر اپنی خیریت چاہتے ہین تو دو چار شہر جو ان کے قبضہ مین باقی ہین اُنکو بہی وہ چہوڑ کر چلے جائین ورنہ وہ بہی ہماری شمشیر خون آشام کے نذر ہونگے"

جرمنی کی روانگی عیسائیونکا عکا پر جمع ہونا

شہنشاہ جرمنی یہہ خط پاتے ہی ایک لاکہہ فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور ہنگری و بلگریا کو عبور کرتا ہوا آگے بڑہا۔ انگلستان اور فرانس کے بادشاہ بہی اپنی اپنی مستعد فوجین لیکر براہ دریا روانہ ہوئے۔ صور والے عیسائی بہی (جنپر مرکیش (کانرڈ) حکومت کر رہا تہا اور ان دلون گوئی بادشاہ یروشلم بہی وہین تہا) یورپ کے کروسیڈرون کی آمد سنکر آٹہوین رجب ۵۸۵ھ کو اپنے مرکز سے نکلکر عکا کیطرف بڑہے۔ اس خیال سے کہ یورپ کی بیشمار فوجین جو بیت المقدس کے چہڑانیکے واسطے روانہ ہوئین ہین وہ بہی بحیرہ روم مقام عکا مین اوترینگی۔ اور قدرتی طور پر وہ ہمارے معاون ہو جائیگی۔ چنانچہ رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ شاہ فرانس کے پہونچنے سے پہلے جینوا۔ وینس۔ پیسا اور صوبجات اٹلی کی فوجین اور صور کے عیسائی اسّی ہزار کے قریب عکا کے محاصرہ مین جمع ہو چکی تہین۔

سلطان ان دلون جبکہ یورپ کے دماغ مین کروسیڈ کا جنون عام ہو رہا تہا اپنے فتوحات کے وسعت اور ساحل شامی سے عیسائیونکے نکالنے مین مصروف تہا۔ جسوقت اسکو یہہ خبر پہونچی پہلے تو اسکو ضرور یہہ خیال پیدا ہوا کہ شاید شقیف سے مسلمانون کے ہٹانے کے غرض سے صور والے عیسائیون نے یہہ اجتماع کیا ہو۔ مگر بارہوین رجب کو جب متعدد جاسوسون نے یورپ سے کثیر التعداد عیسائیون کی آمد اور عکا کے محاصرہ مین اونکے شریک ہونیکی کیفیت

سُنائی تو اوس نے اپنی روانگی سے پہلے اسلامی فوجون کو طلبی کے خطوط لکہے اور شقیف کے محاصرہ مین تہوڑی فوج چہوڑ کر کل لشکر کو عکا کیطرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے طبریہ کے راہ سے اپنے لشکر کو لئے ہوئے عکا مین پہونچکر عیسائی محاصرین کو گہیر لیا۔ اسلامی سرداروں مین سے تقی الدین عمر والی حماۃ اور مظفر الدین ابن زین الدین والی حران بہی پہونچگئے۔

مسلمانون کے لشکر کا قلب تل کیسان پر تہا جسمین سلطان کا خیمہ بہی تہا اور اوسکا میمنہ تل عیاضیہ پر اور میسرہ نہر حلو کے کنارے اور ساقہ صفوریا تک پہیلا ہوا تہا اور نصرانیون کے کل لشکر کا کمانڈر الخیف شاہ فرانس تہا اسکا خیمہ تل المصلبین مین نصب کیا گیا تہا اور باقی لشکر کل شہر کو اسطرحسے گہیرے ہوئے تہا جسطرح ہے کہ دائرہ مرکز کے نقطہ کو محیط ہوتا ہے۔ دریا کا راستہ بالکل رُکا ہوا تہا اسلامیون کی ایک کشتی بہی صحیح سلامت آجا نہ سکتی ہتی۔

عطا کی لڑائی کا سلسلہ

تیسوین رجب تک تو معمولی لڑائیان ہوتی رہین جسمین سے اکثر غیر مشہور اور بعض بعض معروف آدمی بہی کام آئے تہے لیکن پہلی شعبان ۵۸۵ھ کو بعد نماز جمعہ بہت بڑی لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا شام تک برابر کی لڑائی ہوتی رہی رات آجانے سے لڑائی موقوف ہوگئی لیکن طرفین نے مسلح جاگ کر صبح کیا۔ دوسری شعبان ۵۸۵ھ یوم شنبہ کو اچہی طرحسے صبح بہی ہونے پائی ہتی کہ لڑائی چہڑگئی کبہی دو قدم اسلامی لشکر پیچہے ہٹ آتا تہا اور کبہی دس قدم بڑہکر نصرانیونکو اونکے خیمون تک پہونچا دیتا تہا صبح سے ظہر تک تو لڑائی کا یہی نقشہ رہا۔ ظہر کے وقت تقی الدین عمر نے میمنہ کو لیکر عکا کے شمالی جانب سے ایسا قوی حملہ کیا کہ عیسائی فوج کو پسپا کرکے اونکے مورچون پر آپ قابض ہوگیا اور پہر دوبارہ اس تیزی سے حملہ کیا کہ اونکو جواب دینے تک کی مہلت نہ دی اور انکا

وہ حصار جو کہ عکا مین آنے جانے سے مانع تہا توڑ ڈالا اور ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا بعدہٗ
لڑائی کا بازار سرد ہو گیا اور قلعہ کا دروازہ کہل گیا۔ سلطان معہ چند امرا کے
ظہر کے وقت عکا مین داخل ہوا اور شہر پناہ کے فصیلون سے عیسائی فوج کی کثرت کو
غور کی آنکہون سے ملاحظہ کیا اور نہایت ہوشیاری سے ہر ایک امر کے انتظام مین
مصروف ہوا شہر اور بیرونی لشکر کا ردوبدل کر دیا سلطان کے خاص ندیمون کا یہہ
بیان ہے کہ اوس نے جمعہ کے روز سے یکشنبہ تک بوجہ مشغولیت و فرط اہتمام
مطلقاً کچہہ نہین کہایا تہا۔ عکا مین جدید داخل ہونیوالون مین سے حسام الدین
ابوالہیجا تہا جو کہ شجاعت اور دلیری مین اُن دنون بےنظیر ہو رہا تہا۔

ماہرین فن جنگ کا یہہ بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد اگر اسلامی لشکر
زیادہ سے زیادہ شام ہی تک لڑتا رہتا تو بے شبہہ فایز المرام ہو جاتا اور
نصرانیون کو شکست فاش ہو جاتی مگر مشیت ایزدی بالفعل اس کے
خلاف ہتی اسلامی لشکر کا اس کامیابی کے بعد کسیقدر جوش کم ہو گیا اور نصرانیون
مین تو مقابلہ کا دم ہی نرہا محصور مسلمان شہر کے اندر سے نکلکر اور بیرونی لشکر
باہر سے عیسائیون پر حملہ آور ہوتا تہا اور عیسائی فوجین مدافعت کے سوا اپنے
مورچہ سے نکلکر حملہ نہ کرتی ہتی تا آنکہ اسی رنگ و ڈہنگ مین تقریباً ایکہفتہ گزر گیا۔

آٹہوین شعبان یوم جمعہ کو عیسائی اپنے خیمون سے نکلے اور صفوف مرتب کر کے
اسلامیون کے مورچہ کیطرف بڑہے اسلامیون نے بہی تلوارین کہینچ لین نیزہ
سنبہال لئے اور اپنے آنے والے حریف کا شمشیر اور نیزون سے استقبال کیا
سلطان نے اپنے لشکر کو اس خوبی سے لڑایا اور ایسا قوی و معقول حملہ کیا
کہ عیسائیون کو باوجود فراخی زمین بہاگنے کو کافی نہ ہوتی ہتی جو اون مین
سے صحیح و سالم تہے وہ زخمی ہو کر خاک پر گر گئے تہے اور جنکی روحین پرواز

کر گئی ہتین وہ پامال ہو رہے تھے اسلامی بہادرون نے اون عیسائیون کو
جو اپنی بدقسمتی سے انکے تیز تلوارون کے نذر نہ ہوتے پلٹے تھے اونکو مارتے
مارتے خیمون تک پہونچا دیا اسکے بعد اگرچہ عیسائی فوجین اسلامیون کے
حملون کا جواب دیتی رہین مگر اون مین ایک ہل چل سی مچگئی آپسمین مشورہ
ہونے لگا بڑے بڑے تجربہ کار عیسائی جنرل اپنی ناکامیون سے متعجب ہو کر کہہ رہے
تھے کہ ”اسلامی لشکر ابہی پورا اس مہم مین نہین آیا اکثر اور زیادہ حصّہ اس کا
حدود الطاکیہ وحمص وطرابلس مین پڑا ہوا ہے اور لشکر مصری۔ دمیاط۔
واسکندریہ کے حدود کی حفاظت کر رہا ہے یہہ معدودے چند۔ تو یہہ غضب
ڈہا رہے ہین اگر وہ بہی انہین آکر ملجاینگے تو کیا کچہہ آفت بر پا نہ ہوگی
تہوڑی دیر کے مشورے کے بعد یہہ رائے قرار پائی کہ کل صبح سے پہلے سبکے
سب دفعۃً مسلمانون پر غفلت کی حالت مین حملہ کرین اور قسمت کے آخری
فیصلہ کو دیکہین۔ حاضرین نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اپنے اپنے
خیمون مین واپس آئے۔ صبح ہوتے ہی شاہ فرانس نے صلیبی لشکر کو مرتب کیا
اور خود قلب فوج مین پوری فوج کا کمان کرتا ہوا اپنے ہاتہہ مین صلیبی نشان
لئے ہوئے آگے بڑہا۔ اور اسکے آگے آگے چار پادری اطلس کے غلافون مین انجیل کو
لپیٹے ہوئے لیچلے۔ یہہ تو اس انتظام وشان سے نکلے اور اسلامیون کا یہہ حال تہا
کہ وہ اطمینان سے بعض تو اپنے دوستون سے ملنے گئے تہے اور بعض کسی ضروری
حاجت کے رفع کرنے کے غرض سے خیمون سے نکلکر ادہر اودہر چلے گئے تہے اور کچہہ
لشکری پہرہ پر تہے اور اکثر خیمون مین بیٹہے ہوئے چار نوشی کر رہے تہے کہ اسی
اثناء مین نصرانیون کا ٹڈی دل لشکر سامنے سے آتا دکہائی دیا سلطان نے
اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور بہت تیزی وہوشیاری سے اپنی فوج کو مرتب کیا کہ

عیسائی فوجین دس قدم بھی آگے نہ بڑھنے پائی تھین کہ اسلامی لشکر خیمون سے مرتب و مسلح نکلکر مقابلہ پر آگیا۔ اسلامی فوج کے میمنہ کا کمانڈر تقی الدین عمر تھا اور میسرہ کا افسر سیف الدین یازکج اور قلب کا کمان فقیہہ عیسیٰ کے قبضہ مین تھا میمنہ مین موصلیون کی فوج تھی اور قلب اور میمنہ کے قلب مین دیار بکر و جزیرہ کا لشکر تھا اور سلطان صفوف لشکر مین پھر رہا تھا لوگون کو جہاد کی ترغیب دے رہا تھا ایک مقام پر اسکا قیام نہ تھا کبھی میمنہ والون سے مخاطب ہوکر باتین کرتا تھا گاہے میسرہ کے آخری حصّہ مین جہاد کی فضیلت بیان کرتا نظر آتا تھا۔ ایک فرانسیسی مورخ تحریر کرتا ہے کہ سلطان نے اپنی فوج کو کمال ہوشیاری سے مرتب کیا تھا اور عیسائیون کو اس طرح گھیر لیا تھا کہ اگر عیسائی شکست کھاجاتے تو اون کے واپس ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔

عیسائی فوج کے میسرہ نے اسلامی میمنہ پر حملہ کیا تقی الدین عمر جو کہ میمنہ کا کمان افسر اور دریا کیطرف تھا وہ آگے بڑھا اور کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ سلطان نے قلب کی ایک کمپنی سے اوسکی امداد کی اسوجہ سے قلب کسیقدر ضعیف ہوگیا اور وہ میمنہ کیطرف پھر گیا۔ عیسائیون نے یہہ موقع مناسب دیکھکر پے در پے حملے شروع کردئے اور لشکر دیار بکر پر جا پڑے قطب الدین ابن نور الدین نے جو کہ انکا کمانڈر تھا اوس نے اپنی فوج آگے بڑھائی یہہ دوچار ہاتھ تو اچھے لڑے لیکن معلوم نہین کہ کس وجہ سے لشکر بے قابو ہوگیا اور ایسے پسپا ہوکر بھاگے کہ بعض ان مین سے اقحوانہ سے گزر کر طبریہ کے پل کو عبور کرگئے اور بعضون کی نسبت تو یہہ مشہور رہی کہ اونھون نے دمشق ہی مین پہونچکر دم لیا۔ دشمن نے اونکا تعاقب تل عیاضیہ تک کیا جب یہہ لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے تو وہ واپس ہوکر سلطانی خیمہ کے قریب پہونچگئے اور تھوڑی دیر تک خونریزی کا بازار بہت زور شور سے گرم کیا لوٹتے ہوئے

وہ اسلامی کیمپ کے بازار کیطرف آئے اور بازاریون کے قتل و غارت
مین مصروف ہوگئے۔ اسی اثناء مین سلطان نے اپنے پریشان لشکر کو مجتمع اور
مرتب کرلیا اور بڑہ کر ٹیلہ کے نیچے آکھڑا ہوا اور عیسائی فوج کے سلسلہ کو کاٹ دیا
اور اونپر شدید حملہ کرکے پیچہے ہٹا دیا عیسائی فوج نے جب یہہ رنگ دیکہا تو وہ
ٹیلہ سے اوترنے لگی سلطان نے اونپر حملے شروع کردیئے وہ اس فوری رنگ
بدلنے سے ایسا حواس باختہ ہوئے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہی گرتے پڑتے
اپنے خیمون مین جا گہسے۔ مسلمانون کا اونکا پیچہا وہان تک بہی نہ چہوڑا برابر
انکو مارتے رہے جب تک کہ وہ نہ تہکے واپس نہوئے۔ لڑائی کا میدان عیسائی
مقتولون کی لاشون سے بہر گیا۔ علاوہ اون کے جو کہ سمندر مین غرق ہوگئے
یا زخمون سے نیم جان ہو رہے تہے دس ہزار عیسائی اس لڑائی مین کام آئے
ایک جم غفیر کو جو کہ سلطانی خیمہ کیطرف چلے گئے تہے اونکو قید کرلیا منجملہ اونکے
تین عورتین بہی تہین جو کہ بلباس مردانہ میدان کارزار مین آئی تہین اور
اسلامی لشکر کے مشہور امراء سے ظہیر الدین والی بیت المقدس اور امیر مجلی
بن مروان اور شیخ جمال الدین ابو علی ابن رواحہ وغیرہم اور تقریباً ڈیڑہ سو
سپاہی شہید ہوئے عیسائیون کو تو یہہ نصیب ہی نہوا کہ وہ مسلمانون کی
غنیمت لیکر اپنے خیمہ تک پہونچتے مگر اسلامی لشکر کو جو نقصان مالی پہونچا اوسکی وجہ
یہہ بیان کیجاتی ہے کہ جسوقت عیسائی فوجین حملہ کرکے خیمون تک پہونچگئین تہین
اسوقت انکے محافظین نے بہاگتے ہوئے خیمون سے جو کچہہ ہاتہہ لگا تہا لے بہاگے تہے۔

یہہ سلطان ہی کے استقلال کا کام تہا کہ اوس نے عیسائی کی فتح کو بہت جلد
شکست سے بدل دیا اور مسلمانون کی بگڑی ہوئی حالت جنگ کو ایسا درست
کردیا کہ جسکی امید نہ تہی منتشر اور بہاگتی ہوئی فوج کو جمع کرنا اور پہر ایک فتحمند

فوج پر حملہ کرکے اونکو سخت ہزیمت دینا کا رے دارد کا مضمون ہے۔ اس واقعہ کی تصدیق انگریزی اور فرانسیسی مورخ[1] کرتے ہین۔

سلطان کی علالت اور خروبہ کی روانگی

اس واقعہ کے بعد عیسائیون مین یہہ طاقت باقی نہ رہی کہ وہ مسلمانون کیطرف رُخ کرین اونسے ہم نبرد ہونے کو میدان مین آئین اور عفونت ہوا کیوجہ سے سلطان علیل ہوگیا امرار اور رؤسار لشکر کی یہہ راے ہوئی کہ بالفعل صلیبی لشکر کو بحالہ چہوڑ کر مقام تبدیل کر دینا چاہیے اس اثنار مین اگر وہ چلے گئے تو فبہا ورنہ بعد اصلاح مزاج پہر وہی لڑائی کا میدان ہوگا اور ہم ہونگے۔ اطبا نے بہی اس راے سے اتفاق کیا۔ چوتہی رمضان کو سلطان نے اہل عکا کو اپنی روانگی سے مطلع کیا اور اس مقام سے خروبہ کے جانب روانگی کا حکم دیا۔

عیسائیون نے پہر عکا کا محاصرہ کرلیا

سلطان کے روانگی کے بعد صلیبی لشکر کو بہت بڑا اطمینان ملگیا اور وہ عکا کے چارون طرف پہر پہیل گیا اور عکا کی مضبوط اور مستحکم پہاڑیون اور مقامات کو آپسمین تقسیم کرلیا اور خیمے نصب کرلئے۔ اور اپنے گرد گہری گہری خندقین کہودنی شروع کردین مناسب مناسب موقعون پر دمدمے اور مورچے قایم کرلئے اسلامی یزک کے ذریعہ سے سلطان کو ان حالات سے اطلاع ہوتی رہی مگر وہ علالت کیوجہ سے جب کبہی کوئی عیسائی فوج محاصر عکا کے مقابلہ پر تحریک کرتا تہا

---

[1] ایک مورخ فرانسیسی مسلمانون کی ہزیمت اور کامیابی کا حال یون تحریر کرتا ہے کہ صلاح الدین لڑائی کے میدان مین اکیلا رہ گیا اور کئی بار سخت خطرہ مین پڑگیا وہ تو چند وفادار نوکرون کو لئے ہوئے اپنی منتشر فوج کو جمع کررہا تہا اور آخر کار وہ اپنے اس ارادے مین کامیاب ہوگیا جب اسکو سہارے کے اسباب ملگئے تو وہ مشہور اور ممتاز سرگرمی کے ساتہ لڑائی کے لئے متوجہ ہوا اور عیسائی فوج پر بری طرح ٹوٹ پڑا۔ اور اونکی فتح کو پریشان اور تتر بتر کرکے اون کو سنبہلنے تک کی مہلت نہ دی اور نہایت تیزی سے اوسنے عیسائی فوج کے ہر ایک حصہ کو شکست فاش دی۔

تو اکثر سلطان خاموش ہوجاتا تہا اور گاہے صاف صاف یہہ کہہ دیتا تہا۔
"اذا لم احضر معهم لا يفعلون شيئاً وربما كان من الشر اضعاف ما نرجوه من الخير" (یعنی جب مین انکے ساتہہ نہ رہونگا تو یہہ کچہہ نکرینگے اور اکثر یہی ہوگا کہ جس بہتری کی امید ہم کرینگے اوس سے دوچند نقصان ہوجائیگا)
علالت کی حالت مین اوسنے اطراف وجوانب کے امرا کو طلبی کے خطوط لکہے دربار بغداد کو بہی اس واقعہ اور عیسائیون کی مستعدی سے مطلع کیا۔
پندرہوین شوال کو خشکی کے راہ سے الملک العادل سیف الدین ابو بکر بن ایوب مصری لشکر ہمراہ لئے ہوئے مع آلات حصار وحرب مقام خروبہ مین اسوقت داخل ہوا جبکہ سلطان کا مزاج صحیح ہوچلا تہا اور براہ دریا امیر البحر حسام الدین لؤلؤ نے مصری جنگی جہازون کا بیڑہ عکا مین پہونچا دیا ماہ محرم ۵۸۶ھ مین سلطان بالکل تندرست وتوانا ہوگیا اور صفر کی کسی تاریخ مین شکار کہیلنے کی غرض سے اپنے کیمپ سے باہر نکل گیا عیسائی فوج نے موقع مناسب دیکہہ کر عصر کیوقت اسلامی یزک پر حملہ کردیا پہلے تو تیر باری ہوتی رہی جب موقع اسکا نرہا تو تلوار ونیزون سے ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے مسلمانون نے باوجود قلت جماعت کمال استقلال ومردانگی سے مقابلہ کیا پہر رات گئے تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا اس واقعہ کی اطلاع سلطان کو شکارگاہ کے واپس آنے کے بعد ہوئی اوس نے اسکے دوسرے ہی روز خروبہ سے کوچ کردیا اور عکا کے قریب پہونچکر ٹیلہ کیسان پر مقیم ہوا اور بدستور عیسائیون سے جدال وقتال مین مصروف ہوگیا۔

فتح شقیف

یوم یکشنبہ پندرہوین ربیع الاول ۵۸۶ھ کو اہل شقیف نے جسکا تذکرہ ہم پیشتر کرآئے ہین امان طلب کی اور بخوشی خاطر شقیف چہوڑکر صور کے

طرف چلے گئے۔

بیسوین ربیع الاول ۵۸۶ھ کو عیسائیون نے لکڑیون کے تین برج ساٹھہ ساٹھہ گز کے لمبے بنائے اور ہر برج مین پانچ پانچ طبقہ قائم کئے اور ہر طبقہ مین ایک کافی تعداد آلات حرب اور لشکریون کی رکھا۔ اور ان برجون کو ایسی روغنون سے رنگ دیا کہ اونکو نہ آگ جلا سکتی تہی اور نہ اونپر آتشباری کا کچہہ اثر پڑ سکتا تہا یہہ بروج عکا کے تین طرف سے قائم کئے گئے اور اسی کے آڑ سے حملہ کرتے ہوتے آگے بڑہے اہل شہر نے سلطان کو اس کیفیت سے مطلع کیا اور ان برجون پر آتشباری کرنے لگے اٹہائیسوین ماہ مذکور کو عیسائی شہر پناہ کے فصیلون کے قریب پہونچگئے کیونکہ وہ برجون کے آڑ مین جا رہے تہے برجون کو اہل شہر کے آتشباری سے کچہہ نقصان نہ پہونچتا تہا اور اہل شہر ان برجون کے نہ جلنے سے سخت پریشان ہو رہے تہے اونکو اپنی مجبوری وہلاکی کا پورا پورا یقین ہو گیا تہا کہ اسی اثنار مین ایک نو عمر دمشقی نفّاط علی بن عریف نامی تہوڑی سی دوائین لئے ہوئے امیر قراقوش حاکم عکا کیخدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے ان برجون کے جلا دینے کا اقرار کیا بعضون نے اسکو حقارت کی آنکہوںسے دیکہا اور بعضون نے یہہ کہا کہ شاید یہی ہماری نجات کا باعث ہو اسکی رائے پر عمل کرنے سے اگر فائدہ نہو گا تو نقصان ہی کیا ہو گا بعد ردّ و کد کے سبہون نے اس پچہلی رائے سے اتفاق کر لیا اوس نے امیر قراقوش کی اجازت سے یہہ دوائین منجنیق کے ذریعہ سے برجون پر پہینکین اور تہوڑی دیر کے بعد ہانڈیان آگ سے بہری ہوئین یکے بعد دیگرے اون تینون برجون پر پہینکی گئین دفعۃً اون سے شعلے مشتعل ہوئے اور عیسائیون کے آنکہون کے سامنے وہ تینون برج جو کہ شہر پناہ کے فصیلون کے قریب پہونچ گئے تہے معہ آلات حرب اور سپاہیون کے جلکر

خاک سیاہ[1] ہوگئے امیر قراقوش نے اس لفافہ کو سلطان کے پاس بہیجدیا اس نے سلطان کے کسی انعام و اکرام کو قبول نہ کیا اور یہی کہتا رہا کہ "انما عملتہ للہ تعالیٰ ولا ارید منہ الجزاء ولا منۃ (مینے یہہ کام خاص اللہ کے لئے کیا ہے اسکا اجر اوسی سے چاہتا ہون)۔

عساکر سلاطین شرقیہ کی آمد

بعد اس واقعہ کے عساکر شرقیہ کی آمد شروع ہوگئی بائیسوین ربیع الثانی ۵۸۶ھ کو **عماد الدین** زنگی صاحب سنجار ایک جرار لشکر لئے ہوئے آیا پہلا جو کام اس نے کیا وہ یہہ تہا کہ نصرانیون کے زخم کہنہ کو اپنے تیز تلوارون سے تازہ کردیا اور ایک گروہ کو قتل کرکے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا اسکا خیمہ میسرہ کیطرف نہر کے جانب نصب کیا گیا۔ نوین جمادی الاول سنہ مذکور کو سنجر شاہ بن سیف الدین غازی والی جزیرہ ایک مرتب باقاعدہ فوج لئے ہوئے آیا اور عماد الدین زنگی کیطرح نصرانیون پر دو چار پیہم حملہ کرکے کامیابی کے ساتہہ اپس آیا اور حسب اشارہ سلطان اسکا خیمہ بہی میسرہ کے طرف عماد الدین زنگی کے خیمہ کے پاس نصب کیا گیا۔ بعد اسکے علاء الدین ابن عز الدین مسعود اپنے باپ کیطرف سے لشکر موصل کا کمانڈر ہوکر آیا۔ یہہ بہی اپنی مردانگی دکہلاکر ایک خیمہ مین جوکہ الملک الافضل اور الملک الظاہر کے خیمون کے درمیانین نصب تہا مقیم ہوا۔

[1] فرنسیسی مورخ ان برجون کے نسبت لکہتا ہے کہ یہہ شہر عکا کی دیوارون سے زیادہ بلند تہے اور یہہ ایسے چیزون سے رنگے گئے تہے کہ انکو آگ نہ جلا سکتی تہی اسوجہ فصیل کے پاس بلا حفاظت چہوڑ دیئے گئے تہے مگر دفعۃً انمین ایک ایسی آگ مشتعل ہوئی کہ وہ کسیصورت سے نہ بجہہ سکی اور انکو اوسنے جلا کر خاک سیاہ کردیا اس آتشزدگی سے کروسیڈرونکو بہت کچہہ نقصان پہونچا اور ان پر ہیجد خوف طاری ہوگیا بعض اونمین سے خدا کی مدد سے ناامید ہوکر یورپ کو چلے گئے۔

ایک ہی وقت مین تین طرف لڑائی

پندرہوین جمادی الاول کو سمندر کے راستہ سے مسلمانون کے جہاز آتے دیکھائی دیے سلطان نے انکو مصری جہازون کا بیڑہ خیال کر کے عیسائیونپر اسن سمت سے حملہ کرنے کا حکم دیا کہ عیسائی جہازات اس کا مقابلہ نہ کرین۔ مگر عیسائی اُسکے اِس ارادے کو تاڑ گئے۔ اور جہازون کو نہایت تیزی سے درست کر کے اونکے مزاحمت کے غرض سے آگے بڑہے سلطان نے خشکی پر ایک طرف سے حملہ کیا اور عکا والونے دوسرے جانب سے لڑائی چہیڑ دی اور تیسری لڑائی بحری جہازون مین ہونے لگی ایک ہی وقت مین یہہ تین لڑائیان ہو رہی تہین۔ عیسائیون نے مسلمانون کے ایک جہاز کو گرفتار کر لیا اور مسلمانون نے اونکے کئی جہازات اسباب وغلہ سے لدے ہوئے گرفتار کر لئے اور صحیح وسالم عکا مین داخل ہو گئے۔ خشکی پر لڑنیوالے بہی خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اپنے کیمپ مین لوٹ آئے۔

شہنشاہ جرمن (ملک المان) ایک لاکہہ فوج اور بروایت عربی مورخین دو لاکہہ ساٹہہ ہزار کی جمعیت سے قسطنطنیہ مین عیسائی یونانی بادشاہ ایزک انگلیس سے لڑتا ہوا جسوقت اوسکے خلیج سے عبور کر کے قونیہ مین پہونچا اور وہان اسکو ترکون سے مقابلہ کرنے کی نوبت آئی اسیوقت یونانی بادشاہ ایزک انگلیس جسکو عربی مورخ کیکاؤس کے نام سے مشہور کرتے ہین اوس نے سلطان کو شہنشاہ جرمنی کے ارادون سے اپنے خط کے ذریعہ سے مطلع کیا سلطان نے ارباب شوریٰ کے مشورہ سے اس تازہ دشمن کے مزاحمت کے غرض سے سرحد پر ناصر الدین ابن تقی الدین والی منبج وعز الدین والی کفرطاب ومجد الدین والی بعلبک وسابق الدین حاکم شیزر کو فوجون کے ساتہہ روانہ کیا اور الملک الظاہر کو معہ ایک دستہ فوج کے بلاد حلب کیطرف سرحدی مقامات کے حفاظت کے غرض سے روانہ کر دیا اور خود عکا کے محاصرین کے مقابلہ مین موجود رہا۔ اور الملک العادل فضل علیل ہو کر دمشق چلا گیا۔

نصرانیون نے پہر حملہ کیا اور ناکام رہے

ان لوگون کے روانگی کے بعد میمنہ مین عساکر مصریہ کو رکہا اور اسکا کمانڈر **الملک العادل** کو مقرر کیا اور میسرہ کا کمان **عماد الدین** زنگی کے سپرد کیا گیا۔ عیسائیون نے مسلمانون کی فوج کی کمی محسوس کرلیا اور اسی خیال سے چارشنبہ بیسوین جمادی الثانی ۵۸۶ھ کو صبح ہوتے ہی اپنے مورچہ سے نکلکر ناگاہ اسلامی لشکر کے میمنہ پر آپڑے مصری فوج شور وغل کی آواز سنکر اپنے آنے والے حریف کے جواب دینے کو تیار ہوگئی۔ پہلے تو دور سے تیر باری ہوتی رہی جب یکدوسرے سے مڈبہیر ہوگئے تو تلوارین نیام سے نکل آئین اور فریقین کے قسمت کا فیصلہ کرنے لگین الملک العادل نے تہوڑی دیر کے بعد اپنے لشکر کی ہیئت ترکیبی کو توڑ ڈالا دائین بائین منتشر کردیا عیسائی یہہ سمجہکر کہ اسلامی گروہ کو شکست ہوئی **الملک العادل** کے خیمہ تک بڑہ گئے اور لوٹنے مین مصروف ہوگئے ایک طرف سے الملک العادل نے اور دوسرے طرف سے علاء الدین خرم شاہ بن **عز الدین** مسعود نے حملے شروع کردیے چارون طرف سے عیسائی تلوارون سے گہر گئے اور سب کے سب اون کے خون آشام تلوارون کے نذر ہوگئے الملک العادل کے خیمہ سے لیکر عیسائیون کے خیمون تک تین کوس کا میدان عیسائیون کے لاشون سے پُر ہوگیا اون کے مقتولون کی صحیح تعداد بتانے مین مورخین نے اختلاف کیا ہے بعضے دس ہزار بیان کرتے ہین اور بعضے سات ہزار بتاتے ہین مگر ہر حال مین پانچہزار سے زیادہ تہے اور مسلمانون مین سے دس آدمی غیر معروف شہید ہوئے۔ عکا کے محصور مسلمانون نے بہی شہر سے نکلکر اوسی حالت مین عیسائیون کے کیمپ پر حملہ کیا اور چند عورتون کو پکڑ لے گئے اور کچہہ اسباب و مال لوٹ لیا۔ عیسائی کروسیڈرون کو رات کی تاریکی نے بچالیا ورنہ ظاہرا وہ اس تباہی سے بچ نہ سکتے تہے

اس لڑائی کے بعد عیسائیون کو اونکے جانی اور مالی نقصانات لڑنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اون کے حوصلون کو اسقدر پست کر دیا تھا کہ لڑائی کے نام سے اون کے کانون پر جون تک نہ رینگتی تھی۔ شہنشاہ جرمنی کی شرکت کے بھروسہ وہ عکا مین رکے ہوے تھے ورنہ اونمین سے اکثر یورپ کبکے پہونچ جاتے۔ لڑائی کے چوتھے روز سلطان کے پاس حلب سے اس مضمون کا خط آیا کہ "شہنشاہ جرمنی شہر طرسوس کے قریب نہر مین ڈوب کر مر گیا اوسکا کل لشکر جرمن کو چلا گیا ہے صرف چالیس یا بیالیس ہزار فوج اوس کے قایم مقام لڑکے کا ساتھ دے رہی ہے اور اوس کے ہمراہ بندرعکا پر اوترنے والی ہے"۔ سلطان نے اس خط کو اپنے لشکر مین شایع کر دیا رفتہ رفتہ اسکی خبر عیسائیون تک پہونچی پہلے تو اونکو کچھ شبہہ ہوا مگر بعد تصدیق کے اس خبر نے اونکی امید ونکو توڑ دیا اور وہ مایوسی کے حالت مین ایسے بدحواس ہوگئے کہ صلح کے نہایت شرمناک ذریعہ تلاش کرنے لگے ناگاہ اونکی خوش قسمتی سے یورپ کے جہازون کا بیڑہ عکا مین پہونچگیا جسمین شاہ فرانس اور شاہ انگلنڈ[1] کے بھیجے تھے اور اون کے ہمراہ اطالیہ[2] کے فوجون کی ایک بہت بڑی تعداد تھی۔ علاوہ اس کے اون مین مال و اسباب بھی بیشمار لدا ہوا تھا انکی آمد سے عیسائیون کو پھر ایکمرتبہ ڈھارس بندہ گئی اور اون کے تن مردہ مین روح آگئی۔

ان واقعات کے بعد ہوا مین پھر عفونت آگئی وبا پھیلنے کے آثار نمایان ہو چلے سلطان کی بھی طبیعت بدحظ ہوتی نظر آئی اسیوجہ سے اس نے ستائیسوین

---

[1] کونیٹ ہنری جسکو مسلمان مورخ کندھری کہتے ہین اس جہاز مین تھا اور وہ رچرڈ شاہ انگلستان کا بھتیجا تھا۔ اسکے ہمراہ دس ہزار فوج آئی تھی۔

[2] اطالیہ کی بیس ہزار فوج تھی اور اونپر کونٹ آف شاپین حکومت کرتا تھا۔

جمادی الثانی کو اس مقام سے خروبہ کے جانب مدوانگی کا حکم دیدیا بعد روانگی سلطان پہلے تو نصرانیون نے منجنیقین نصب کرنے کی کوششین کین لیکن اہل عکا کے سنگ باری نے اونکو اس قدر مہلت ہی نہ دی آخرکار اونہون نے ایک دُہس تیار کرلیا اور بتدریج دُہس کو آگے بڑہانے لگے جسوقت یہہ دُہس ایسے موقع پر پہونچگیا جہان سے کہ قلعہ کے فصیلون تک پتہر پہونچ سکتا تہا فورًا اوسی مقام پر منجنیقین قایم کرکے سنگباری کرنے لگے ایک روز امیر کبیر بہاؤالدین قراقوش گورنر عکا اور حسام الدین ابو الہیجا کماندر انجیف نے مشورہ کرکے شب کے وقت شہرپناہ کا دروازہ کہولا اور کچہہ سوار و پیادون کو لیکر نصرانیون پر شب خون مارا اِدہر عیسائی فوجین حملون کے جواب دینے مین مصروف ہوگیئن اُدہر اسلامی نفّاطون نے منجنیقون کو جلا کر خاک کردیا- اس واقعہ مین عیسائیون کے سات سو آدمی مارے گئے اور اس سے کچہہ زیادہ آدمی قید کرلیئے گئے اور منجملہ اون منجنیقون کے جسکو اسلامیون نے جلادیا تہا ایک منجنیق بہت بڑی اور مستحکم تہی جسکو شاہ فرانس کے بہتیجے نے ایک ہزار پانچسو دینار خرچ کرکے بنوایا تہا-

اِنہین دنون دو ایک روز کے بعد بیروت سے حسب حکم سلطان ایک بڑی کشتی جسمین کہانے پینے کے سامان اور آلات حرب بکثرت تہے روانہ ہوئی کشتی والون نے حدود بیروت سے نکلکر اسلامی لباس اوتار ڈالا اور کشتی پر صلیبی نشان چڑہا کر خود بہی فرانسیسیون کے لباس پہن لئے اسیوجہ سے کسی نے اثنار راہ مین کچہہ تعرض نہ کیا اور یہہ کشتی کمال تیزی سے بحفاظت تمام رجب کے عشرہ اول مین داخل عکا ہوگئی- اثنار محاصرہ مین اس قسم کی چالاکیان اکثر ہوئین اسلامی کشتیان اپنے محاصرین کو دہوکا دیکر نکل جاتی تہین اور اونکو خبر تک نہوتی تہی-

کبھی ایسا ہی ہوا ہے کہ جب ایک کو دوسرے کی حالت سے آگاہی ہوتی ہتی تو اپنے
فریق مخالف کو گرفتار ہی کر لیتے ہتے چنانچہ شاہ فرانس کی بی بی نے مذہبی جوش مین آکر
ایکہزار جری لڑنے والے سپاہیون کو براہ دریا عکا کو روانہ کیا تہا اور خود بہی
اون کے پیچہے پیچہے ایک کشتی مین آرہی ہتی مسلمانون نے اسکو پہچان لیا اور حملہ کرکے
تینون کو گرفتار کر لیا اور کُل مال و اسباب وسکا لوٹ لیا۔ صرف شاہ فرانس کی
بی بی ہزار خرابی جان بچا کر بہاگ گئی۔ شعبان کے عشرۂ وسط مین ایک بڑی کشتی
مصری جس مین ہر قسم کا اسباب لدا ہوا تہا محاصرین کے آنکہون مین دُہول
ڈالکر محفوظ عکا مین داخل ہوئی اہل عکا اس کشتی کے آنے سے اسقدر خوش
ہوئے کہ بعد اس کے پہر کسی چیز نے انکو اس سے زیادہ خوش نہین کیا ہوگا
شہنشاہ جرمنی کا لڑکا فریڈرک ڈیوک آف سوابیا جسکے باپ کے ڈوبنے کی
کیفیت اس سے پیشتر تحریر ہو چکی ہے اپنی بقیہ پانچہزار فوج کو ہمراہ لئے ہوئے
عکا کیطرف چلا آتا ہے رفتہ رفتہ یہہ جرمنی فوج اپنے نئے شہنشاہ کے ساتہہ
ساتہہ جسوقت طرابلس مین پہونچی **مرکیش** والی صور جو کہ اس مذہبی لڑائی کا
بانی تہا استقبال کے لئے پہلے ہی سے وہان موجود تہا اوس نے کمال خوشی اور
خندہ پیشانی سے جرمنی لشکر کا خیر مقدم کیا اور نئے شہنشاہ جرمنی سے کچہہ
صلاح و مشورے کرکے ازسر نو ایک ایسا حیلہ اوٹہایا جس سے کہ مسیحی دنیا کا
جنون ازسر نو تازہ ہو گیا اور حلب و حماۃ کو شمالی جانب چہوڑتے ہوئے شعبان
کے عشرہ آخرہ مین یہہ دونون عیسائی سردار صور مین پہونچے اور باستثناء
چند جان نثارون کے کل لشکر کو اوسی روا روی مین عکا کے طرف روانہ کر دیا
چہٹی رمضان تک یہہ دونون صور مین مقیم رہے ساتوین ماہ مذکور کو شہنشاہ
جرمنی معہ اپنے جان نثارون کے صور سے براہ دریا روانہ ہو کر تیسرے روز

عکا مین پہونچگیا اور دوسرے دن برج اسلامیہ پر جو کہ مقام عیاضیہ مین مقیم تہا حملہ کردیا
برج نے تیر باری شروع کردی اور جب اسکا موقع نرہا تو تلوار اور نیزون سے
کام لینے لگے اسلامی بہادرون نے اپنی تیز تلوارون کے ذریعہ سے چند ساعتون
مین نئے شہنشاہ جرمنی کے غرور جوانی کو فرو کردیا۔ اور اگر وہ ایک گہنٹہ اور ٹہرا
رہجاتا تو یقیناً اسلامیون کے ہاتہون سے بچکر اپنے خیمہ تک نہ پہونچتا یہہ بڑی
خیر گزری کہ بدحواسی کے عالم مین وہ بہاگ نکلا۔ جانی نقصان سے اسلامی
برج بالکل محفوظ رہے اور جرمنی سپاہیون مین سے تقریباً چہہ سو سپاہی
کام آگئے اور تین سو کے قریب زخمی ہوئے۔

نصاریٰ نے برج زبان کو حملہ کیا اور ناکام رہے

چونکہ گزشتہ واقعات سے عیسائی افسرون کو یہہ علم یقین کے ساتہہ ہوگیا تہا
کہ جب تک عکا مین فوج اور غلہ اور ہتیار پہونچتا رہیگا اوسوقت تک اس پر
قبضہ حاصل ہوسکیگا اسوجہ سے اونہون نے اسکے روک تہام کی یہہ فکر کی کہ
برج زبان کو جلاکر اوسپر قبضہ کرلیا جائے کیونکہ اسی برج کیوجہ سے اسلامی
جہاز وہان پہونچکر دشمن کے حملون سے محفوظ ہوجاتے تہے عیسائیون نے اسکو
جلانے اور اسپر قبضہ کرلینے کی صورت یہہ نکالی کہ اپنے جہازون پر ایک بلند
مینار بنایا اور اوس مین بارود وغیرہ بہردیا جس سے یہہ مقصود تہا کہ یہہ جہاز
برج زبان کے قریب پہونچکر جلادئیے جائینگے تاکہ اسلامی جہاز اور برج مع
اوس کے محافظین کے جلجائے۔ مگر اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ جسوقت عیسائیون نے
اسمین آگ لگائی ہوا ایسی مخالف چلی کہ بجائے مسلمانون کے نقصان پہونچانیکے
خود عیسائیون کو اونکے بارود اور آتشزنی نے نقصان پہونچایا سوائے ڈیوک آف
آسٹریا کے اور کل عیسائی جو اون جہازون مین تہے بعضے جلکر اور بعضے سمندر
مین ڈوبکر مرگئے خشکی پر یہہ واقعہ گزرا کہ امیر حسام الدین ابوالہیجا دفعتہً

معہ اپنے جری لشکر کے شہر پناہ کا شمالی دروازہ کہولکر نکل آیا اور اپنی چمکتی ہوئی تلوارون سے نصرانیون کے چہکّے چہوڑا دیئے ایک دوسرے پر مُنہہ کے بل گرنے لگے تین گہنٹہ کے اندرہی اندر وہ میدان جو کہ شہر عکا اور نصرانیون کے مورچہ کے درمیان مین تہا خالی کرالیا اور اس فرحت افزا واقعہ کے گزارش کرنے کے غرض سے ایک قاصد دربار سلطانی مین حاضر ہوا اتفاق سے اوسی روز سابق الدین اور مجد الدین اور الملک الظاہر وغیرہ جو کہ بقصد جلوگیری شہنشاہ جرمنی روانہ کئے گئے تہے واپس آئے۔ گیارہوین سوال ۵۸۶ھ یوم دوشنبہ کو عیسائی کروسیڈر پہر جوش مردانگی مین آکر اپنے مورچہ سے نکلے اور اپنی فوج کو تین حصون پر تقسیم کرکے ایک حصّہ کو اہل عکا کے مقابلہ مین رکہا اور ایک گروہ کو جو کہ پہلے حصہ کے بہ نسبت تعداد مین کم تہا اونکو مورچہ اور خیمون کی حفاظت پر مامور کیا اور سب سے بڑے حصّہ کو عیسائی افسر اپنے ہمراہ لیکر سلطانی کیمپ کیطرف بڑہے۔ اسلامی لشکر کے قلب کا کمانڈر الملک الافضل علی سلطان کا لڑکا تہا اور اوس کے ساتہ الملک الظافر بہی قلب ہی مین تہا اور الملک العادل میمنہ کا افسر اعلیٰ تہا میسرہ کا کمان عماد الدین صاحب سنجار کر رہا تہا اور سلطان علالت کے وجہ سے نقل و حرکت نہین کرسکتا تہا اسیوجہ سے ایک چہوٹے سے ٹیلہ پر ایک خیمہ نصب کیا گیا تہا جسمین ہمارا نامی سلطان ایک کرسی پر بیٹہا ہوا لڑائی کے نشیب و فراز کو دیکہہ رہا تہا اور موقع موقع سے اون کو ہر ایک امر کی ہدایت کرتا جاتا تہا۔ عیسائی حملہ آور فوجین اپنے مورچہ سے نکلکر نہر کے شرقی جانب کو چلین اور اسلامی تیراندازون نے ایسی تیر باری کی کہ جس سے مجبوراً اسیحی لشکر شرقی جانب سے مُڑکر نہر کے غربی جانب تیزی سے بڑہا

شام تک طرفین سے ایک دوسرے کا جواب دیتے رہے۔ رات کے آجانے سے عیسائی اپنے خندقون اور مورچون مین پس پا ہوکر واپس آئے اور اسلامی فوجین اپنے کیمپ مین چلی گئین

چارسو نصرانی سوار مارے گئے

تیئسوین ۲۳ شوال کے شب کو اسلامی فوج کا ایک دستہ ادہر اودہر پہاڑون کے درّون مین چھپ رہا صبح ہوتے ہی تہوڑے سے سپاہیون نے نصرانیون کے مورچہ کے طرف قدم بڑہایا چارسو مسلح نصرانی سوارون نے پہلے تو تیر سے بعد اسکے نیزہ اور تلوارون سے آنے والے حریف کا خیر مقدم کیا۔ اسلامی گروہ نصرانیون کے حملون کا جواب دیتے ہوئے پیچھے ہٹتے آتے تھے اور نصرانی سوارون کا دستہ آگے بڑہتا آتا تہا تا آنکہ اپنے مورچہ سے باہر آگئے اور اون لوگون سے بہی تجاوز کرآئے جوکہ پہلے سے انکی تاک مین بیٹھے ہوئے تھے اسلامیون نے دفعتہً درّون سے نکلکر حملہ کیا اور ایک متنفس کو بھی اون چارسو سوارون مین سے زندہ نہ چہوڑا اسی قسم کے طرفین سے اکثر واقعات ہُوا کئے عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے اور ہزیمت دینے پر تلے رہے تا آنکہ موسم سرما آگیا اور جاڑے کی شدت نے لڑائی کا بازار سرد کردیا۔ دریا کی شورش بڑہگئی نصرانیون نے مجبورًا اپنے جنگی جہازون کا بیڑہ معہ معمولی باربرداری کی کشتیون کے صور اور جزائر کیطرف روانہ کردیا۔ رستہ دریا کا کہل گیا۔ عکا کے امراء کے قایم مقام دوسرے امیر روانہ کئے جانے لگے الملک العادل حیفا کے مقابل دریا کے کنارہ بنظر حفاظت آیندوروندگان عکا جا ٹہیرا۔ امیر حسام الدین ابو الہیجا لشکر عکا کا کمانڈر انچیف اسلامی کیمپ مین آگیا۔ اور بجاے اس کے سیف الدین علی ابن احمد مشطوب اور عزالدین بہیجے گئے

مجاہدین اور عساکر سلطانی اور نیز نامی نامی جری جنرل اپنے اپنے بلاد کو حسب دستور واپس ہونے لگے چنانچہ پچیسوین ۲۵ شوال کو عماد الدین صاحب سنجار اور اوس کے دوسرے دن صاحب جزیرہ اور پہلی ذیقعدہ کو علاء الدین نوین محرم ۵۸۶ھ کو الملک الظاہر۔ تیسری صفر کو الملک المظفر یکے بعد دیگرے سلطان سے رخصت ہو کر اپنے اپنے دار الحکومت کو واپس ہوئے اور سلطان معہ فوج جان نثارون کے عکا کے باہر عیسائیون کے مقابل ٹہیر رہا عکا مین ہر مرتبہ فوجی اور ملکی افسر پہلے کی بہ نسبت کم داخل کئے گئے۔ پہلے ساٹہہ مختلف درجے کے افسر تہے تو اسمرتبہ معلوم نہین کس وجہ سے صرف بیس ہی بہیجے گئے۔ اور وہانکی موجودہ فوجین بہی تبدیل کردیگئین۔ مگر اس تبدیلی نے آیندہ نہایت مہلک غلطی مین ڈالدیا۔ نئی فوجین بالکل ناتجربہ کار تہین اور اونکے افسر بہی ایسا ہی تہے۔

عیسائی فوجین جو اسوقت موجود تہین جنکے مقابلہ مین سلطان اپنے جان نثارون کو لئے ہوئے پڑا تہا اونکی یہہ کیفیت تہی کہ وہ لڑائی کا میدان چہوڑکر پہاڑیون اور ٹیلون پر چڑہ گئی تہین۔ سارا میدان جنگ پانی سے بہرا ہوا تہا نہ تو وہ خشکی کے راہ سے اپنے ملک کو جاسکتے تہے اور نہ دریا کے شورش سے دریا کا سفر کرسکتے تہے۔ قحط کی یہہ شدّت تہی غلہ بمشکل تمام دستیاب ہوتا تہا اپنی ضروریات زندگی مین وہ اسقدر محتاج ہو رہے تہے کہ بعضون نے مجبور ہو کر بیم جان سے اسلام قبول کرلیا تہا اور بعض دوسرے مسلمانون کے جہازون پر جاکر جزیرہ قبرس اور ساحل شام پر غارت گری کر رہے تہے۔ اور گاہ گاہ کروسیڈرونکی جماعتین اپنے گرد و نواح کے سرزمینون پر غلہ کی فراہمی کے غرض سے لوٹ و مار کرنے کو نکلتی تہین جنکو مسلمانون کی فوجین کمینگاہون سے نکلکر مار کر ہٹادیتی تہین۔ لوسے کرون کو ایک پیمانہ غلہ کا ملتا تہا جسمین ع پچاس پونڈ آٹا ہوتا تہا۔ اس نرخ و قیمت سے بڑے بڑے امرا اور رؤساء و شہزادے خرید نکرسکتے تہے۔ معمولی اور

اوسط درجے کے عیسائی کروسیڈر گھوڑون کو مار کر کھا گئے اور اسکے بعد چمڑا اور ساز اور پورانی کھالین کھانے لگے - اس مصیبت کے علاوہ اونپر ایک مصیبت یہہ اور وارد ہو رہی تھی کہ جو لاشین ادہر اودہر خندقون اور دریا کے کنارون پر پڑی رہگئین تھین اونکی عفونت کی وجہ سے متعدد بیماریان پیدا ہوگئین جس سے روزانہ دوسو تین سو کروسیڈر مرجاتے تھے - اسی بیماری مین بعض نامی نامی سردار بہی ضایع ہوگئے[۱] اور اونکی ماتحتی کی فوجین اونپر حسرت کے آنسو بہا کر یورپ کو لوٹ گئین -

موسم سرما تک تو یہی کیفیت رہی مگر فصل بہار کے آتے ہی فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ بادشاہ انگلینڈ کی آمد کی خبرین مشہور ہوئین - سلطان کے طلبی پر اسلامی امرا بہی آنے لگے - چنانچہ سب سے پہلے علم الدین سلیمان اور اوس کے بعد عز الدین آیا اور عیسائیون مین ۲۳ - ربیع الثانی ۵۸۷ھ کو شاہ فرانس ایک جنگی جہازون کا بیڑہ لئے ہوئے آپہونچا اور اس کے بعد رچرڈ شاہ انگلستان تیرہوین جمادی الاول سنہ مذکور مین آیا - عیسائیون کو اس کے آنے سے اسقدر خوشی ہوئی کہ بقول فرانسیسی مورخ اونہون نے اسکے آنے کی خوشی مین فوج مین روشنی کی - اور اپنے اوس تازہ جوش سے جسکو کہ کوئی چیز مانع نہو سکتی تہی حملہ کی تیاریان کرنے لگے - سلطان بہی شفرعم سے کوچ کرکے عکا کے قریب آپہونچا - اور فریقین مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی -

---

[۱] فریڈرک ڈیوک آف سوابیا (شہنشاہ جرمنی متوفی کا لڑکا) انہین دنون یروشلیم کی تمنا دل مین لئے ہوئے بہو کہون اپنے خیمہ مین مرگیا اور اوس کے بد نصیب ہمراہی عیسائیون کے معاملات سے تنگ آکر اپنے ملک کو واپس گئے -

اثناءِ راہ مین جسوقت شاہ انگلینڈ جزیرہ قبرس سے نکلکر عکا کو آرہا تہا ناگاہ مسلمانون کی ایک بڑی کشتی سے مڈبہیڑ ہوگیا جسمین سات سو سپاہی اور سامان جنگ و غلہ تہا۔ انگریزون نے اوسپر حملے شروع کردیئے۔ یعقوب حلبی نے اپنے کو مقابلہ سے مجبور سمجہکر کشتی مین رخنہ کردیا جس سے کل مال و اسباب معہ اون لوگون کے جو کہ اس کشتی پر تہے ڈوب گیا۔ اور انگریزون کے ہاتہہ کچہہ نہ لگا۔

چودہوین جمادی الاول کو اسلامی یزک نے عیسائیون کے کیمپ پر شب خون مارا۔ اون مین سے دو سو آدمیون کو مار ڈالا۔ اور پچاس کو گرفتار کر لائے ان قیدیون مین ایک کمسن بچہ بہی تہا جسکے واپس دینے کا ماجرا جس سے ہمارے سلطان کی رحمدلی کامل طور سے ثابت ہوتی ہے اس سے پہلے تحریر کر چکے ہین۔ سولہوین ماہ مذکور کو جب عیسائیون نے پتہر پہینکنے کی کلین اور سامان جنگ تیار کر لئے تو اونہون نے شہر پر حملے شروع کردیئے اوسی سامان جنگ مین ایک مرتفع برج بہی تہا جسکا پہلا طبقہ لکڑی کا اور دوسرا رانگہ کا اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا تانبا کا تہا اور ہر طبقہ مین ایک کافی تعداد فوج کی تہی اس برج کے طبقات سے عیسائی فوجین گولہ باری کرتے ہوئے آگے بڑہین۔ اہل شہر نے اسکے جلانے کی ہر چند تدبیرین کین لیکن کسیمین انکو کامیابی نہوئی اتفاق وقت سے خود عیسائیون کے ہاتہون سے اوس برج مین آگ لگ گئی اور کل عیسائی جو اوس مین موجود تہے معہ اسباب جل گئے اونیسوین جمادی الاول کو پہر عیسائیون نے ایک تازہ جوش سے عکا پر حملہ کیا اہل شہر کے نقارون کی آواز نے جب سلطان کو عیسائیون کے حملون سے آگاہ کردیا تو وہ بہی اپنی فوج کو مرتب کرکے سوار ہوکر نکلا اور آن واحد مین اسکا لشکر عیسائیون کے مورچہ تک پہونچگیا آٹھ گہنٹہ کامل تلوار کی لڑائی ہوتی رہی کشتون کے پشتہ لگ گئے۔

عیسائیون کے حملاور گروہ نے جب اپنے خیمہ کے محافظین کی ابتر حالت دیکھی تو اہل شہر پر حملہ کرنے سے اعراض کرکے اپنے مورچہ کیطرف مائل ہوا اور شام تک لڑتا رہا۔ اس لڑائی مین صرف دو مسلمان سپاہی شہید ہوئے اور نو یا دس آدمی زخمی ہوئے اور عیسائیون کے دو ہزار آدمی کام آئے اور ایکہزار کے قریب مجروح ہوئے۔

اس واقعہ کے بعد شاہ انگلینڈ (رچرڈ) گہبرا کر یا یہہ کہ بیمار ہوگیا تھا اسوجہ سے ایک قاصد الملک العادل کے توسط سے سلطانی بارگاہ مین روانہ کیا اور ملاقات کرنے کی درخواست کی سلطان نے ملنے سے انکار کیا مگر برف اور میوے جو اوسنے مانگ بہیجے تہے بہیجدیا۔ عیسائی مورخین یہہ شہادت دیتے ہین کہ رچرڈ اور فلپ دونون بادشاہ سلطان سے خط وکتابت کرتے تہے اور سلطان نے اونکے بیماری کے زمانہ مین برف اور میوے بہیجے تہے۔

الغرض اٹہائیسوین جمادی الاول کو جب صلیبی لشکر کے کمانڈرون نے اپنے خیمون کی حفاظت کا اہتمام کرلیا تو اسکے بعد شام ہوتے ہی خندق سے نکلکر شہر عکا کے طرف بڑہے۔ یزک اسلامی اور اہل شہر کے نقارون نے سلطان کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطانی جان نثارون نے کمرین باندہ لین طرفین سے لڑائی کا بازار گرم ہوگیا۔ عیسائی لشکر نے دریا کے شمالی جانب سے رُخ پہیر کر نہر کے جانب راست سے شہر پر حملہ کیا اہل شہر نے کمال استقلال سے جواب دینا شروع کیا۔ یہہ اپنے وحشیانہ ظلم سے عالم کو تہ و بالا کررہے تہے جسکو گرفتار کرتے تہے روغن نفط چہڑک کر جلا دیتے تہے اور مسلمانون کے ہاتہہ جو عیسائی پڑجاتے تہے وہ بحفاظت تمام قیدخانہ پہونچا دئے جاتے تہے۔

اسی اثنا رمین شاہ انگلینڈ علیل ہوگیا اور شاہ فرانس ایسی لڑائی مین زخمی ہوگیا
لیکن عیسائیون کے جوش کی کوئی انتہا نہ تہی تیسوین جمادی الاول کو لشکر
سنجار جسکا کمانڈر مجاہد الدین یرتقش تہا سلطان نے اسکو میسرہ مین ٹہیرایا
بعد اس کے پہلی جمادی الثانی کو مصری لشکر بسر گروہی علم الدین کرجی اور
علاء الدین صاحب موصل معہ اپنے فوج کے آیا اور میمنہ کیطرف خیمہ زن ہوا
دوسری جمادی الثانی سے شبانہ روز لڑائی شروع ہوگئی کبہی گولہ باری
سے فضاء آسمان دہوان دہار ہوجاتا تہا اور کبہی منجنیقون کی سنگ باری سے
کان بہرے ہوجاتے تہے کسی وقت آتشباری کا بہی بازار گرم ہوجاتا تہا
جب محاصرین ہلہ کرکے شہر کے دیوارون کے نزدیک ہوجاتے تہے تو مسلمان
انکو نہایت سختی سے پیچہے ہٹا دیتے تہے۔ عیسائی ہر روز شہر کے فتح کرنے کے لئے
ایک تازہ کوشش کرتے تہے مگر سلطان کے حملہ سے اپنے خیمون کے حفاظت
کے غرض سے پیچہے ہٹ آتے تہے۔ ایکمرتبہ کے حملہ مین عیسائیون نے شہر کے
خندقون کو اپنے مردہ لاشون اور گہوڑون کی لاشون سے پاٹ دیا
اور مسلمانون نے انکی لاشون کو اوٹہا کر دریا کیطرف پہینک دیا اور خندق کو
پہر خالی وصاف کرلیا۔ اور اپنے دشمن کو قربانی کرنے پر تلے رہے کبہی وہ
عیسائیون کی کلین جلا ڈالتے تہے اور کبہی اون کے دمدمون کو اوکہاڑ کر
میدان سے دور پہینک دیتے تہے مگر عیسائی ہر روز ایک تازہ جوش سے
آگے بڑہتے جاتے تہے۔ آخرکار متواتر راتون کے جاگنے اور کمی فوج اور شبانہ روزی
لڑائی سے اہل شہر تہک گئے اور مجبور ہوکر سلطان کی خدمت مین ایک
عرضداشت بہیجی جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ دو شبانہ روزی لڑائی سے ہم لوگ
تنگ آگئے ہین آج سات روز سے کمر تک نہین کہولی گئی رات دن مین

ایک لحظہ بہی آرام نہین کرسکے عکا کی شہر پناہ کی شمالی دیوار بالکل کمزور ہوگئی ہے اگر اس لڑائی کا سلسلہ ایساہی قایم رہا تو یقینی عکا پر خدا نخواستہ صلیبی نشان اُوڑا دیا جائے گا۔ ہملوگون کی ہمتین پست ہوگئی ہین ہاتہہ پانُون ڈہیلے پڑگئے ہین آپ اسکا انتظام جہانتک ممکن ہو جلد کیجیے ورنہ عنقریب ہم عکا کو چہوڑ دینگے" سلطان کو اس خط نے اسقدر مشوش کردیا کہ رات بہر اسکو نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی اسکا جواب لکھکر قاصد کو عکا کیطرف روانہ کیا۔ اور شہر مین فوج وسامان جنگ داخل کرنے کی کوشش کی مگر کافی طور سے داخل نہ کرسکا۔ دسوین ماہ مذکور یوم جمعہ کو الملک العادل کے پاس عیسائیون کا پہر ایک قاصد آیا اور کچہہ دیر تک باتین کرکے واپس گیا جسکا نتیجہ کچہہ معلوم ہوا گیارہوین تاریخ کو سیف الدین مشطوب محصورین عکا کیطرف سے شاہ فرانس کے پاس صلح کرنے اور امان طلب کرنے کے غرض سے گیا شاہ فرانس نے یہہ تجویز کیا کہ مسلمان کُل بلاد ساحل جو جنگ طبریاس کے بعد فتح کیا ہے چہوڑ دین اسپر امیر سیف الدین سخت برہم ہوا اور یہہ کہکر کہ "ہم اور ہمارے ہمراہی عکا کی دیوارون کے نیچے مرجائینگے اور اوسکو ہم بے حفاظت ہرگز نچہوڑینگے" شاہ فرانس کے پاس سے چلا آیا اور بارہوین تاریخ کو پہر ایک عریضہ سلطان کے خدمت مین بہیجا جسکا مضمون یہہ تہا کہ "ہملوگون نے موت سے بیعت کرلی ہے جب تک دم مین دم باقی ہے برابر لڑتے رہین گے جیتے جی عکا کو نچہوڑینگے۔ اور نہ عیسائیون سے صلح کرینگے آپ جو مناسب سمجہین انتظام کرین" سلطان اس خط کے پانے سے کسیقدر زیادہ مشوش ہوا اور عیسائیون سے صلح کے بارے مین گفتگو کرنے لگا مگر شدنی امر اہل عکا نے سامان جنگ کی کمی سے تنگ ہوکر بہاگنا شروع کردیا ان بہاگنے والون نے اہل شہر کو اور پست ہمت بنادیا آخر کار

تو سلطان نے بہی اہل شہر کے بچانیکی بہی تدبیر نکالی مگر اتفاق سے عیسائیون کو اسکی اطلاع ہوگئی اونہون نے ناکون کی حفاظت کر لی۔ اہل شہر نے تنگ ہوکر عیسائیون سے پہر صلح کے خواستگاری ظاہر کی اور مجبوری شہر عکا سپرد کرنے کے علاوہ دو لاکہہ دینار اور پانچسو قیدی اور صلیب اعظم واپس کرنے کا وعدہ کیا اور چودہ ہزار دینار مرکیش صاحب صور کو دینے کا اقرار کیا اور تا ایفائے وعدہ اہل عکا بطور ضمانت عیسائیون کے قبضہ مین رہنے کا قرار پایا۔ سلطان ان شرایط کو سنکر بہڑک اوٹہا اور اوس نے ایک آخری کوشش شہر کے بچانے کی کی مگر یہہ سب بیسود تہی کیونکہ تیاری کے اثنا مین اہل شہر نے شہر عیسائیون کے حوالے کر دیا تہا یہہ واقعہ ۱۷۔ جمادی الثانی یوم جمعہ کو ہوا اور بعد دوپہر عکا کے منارون پر صلیبی پہریرہ اوڑایا گیا اور ستائیس[۲۷] رجب ۵۸۷ھ کو عیسائیون نے نقض عہد کیا اور عصر کیوقت اون بیگناہون کو جنہون نے کہ بصلح و آمان عکا سپرد کر دیا تہا اور جو کہ تعداداً تین[۳۰۰۰] ہزار سے زیادہ تہے کیسان اور عیاضیہ کے مابین بیکسی اور بے بسی سے شہید کر ڈالا[۱] انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس ماجرائے عبرت افزا نے جسقدر صدمہ اسلام پناہ سلطان کو پہونچا ہوگا اوسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے عربی مورخین لکہتے ہین کہ سلطان کا رنج

۱؎ عیسائی مورخ انکی تعداد پانچہزار بیان کرتا ہے ایک فرانسیسی مورخ رچرڈ کی اس بیجا حرکت کی نسبت لکہتا ہے کہ نہ تو اس نے اُن غیر مسلح اور بے پناہ دشمنون پر رحم کیا اور نہ عیسائیون پر جن سے مسلمان اس خون کا عوض لئے بغیر رہ نہین سکتے تہے۔ اور پانچہزار مسلمانون کا خون بہا دیا پہر آگے چلکر لکہتا ہے کہ رچرڈ کے اس فعل سے جس سے تمام عیسائی فوج کو صدمہ پہونچا اوسکے خصلت کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے۔

اُس شفیق والدہ کے طرح تہا جو اپنا پیارا بچہ کہو بیٹھی ہو۔ سلطان اسکو تسلی دیتے تہے
مگر اسکو تسکین نہ ہوتی تہی۔
سلطان نے عکا کے اسطرح کہوئے جانے کے بعد صلیب اعظم اور مسیحی قیدیون کو
دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔ اور بلاد ساحل کے شہرون اور بیت المقدس کے
اطراف وجوانب کی حفاظت مین مع اپنے جری لشکر کے منزل بمنزل کوچ کرتا
ہوا عسقلان کیطرف روانہ ہوا۔ الملک الافضل سیف الدین یازکوش عز الدین
جردیک وغیرہ اسلامی یزک کے کمانیر تہے انلوگون نے اپنا دل ٹہنڈا کرنے کی
غرض سے نصرانیون کے ساقہ پر حملہ کر دیا اور ایک گروہ کو قتل اور کثیر التعداد
مسیحیون کو گرفتار کر لیا۔ شاہ انگلینڈ یہہ واقعہ دیکہہ کر مقدمۃ الجیش کا کمان
شاہ فرانس کے سپرد کر کے ساقہ مین آگیا جبکہ لڑائی کا بازار سرد ہو گیا تہا۔
شام ہوتے ہوتے حیفا کے قریب پہونچکر خیمہ زن ہوئے اور اسلامی لشکر ایک
دوسرے قریہ مین جو کہ حیفا کے قریب تہا مقیم ہوا۔ دوسرے دن عیسائی قیساریہ
کیطرف روانہ ہوئے اوہنین کے ساتہہ ساتہہ اسلامی لشکر بہی اونکو چارون
طرف سے گہیرے ہوئے چلا اثنار راہ مین جب موقع پاتے تہے تو وہ عیسائیون پر
اسطرح سے گرتے تہے کہ جس طرح بہوکا شیر شکار پر گرتا ہے۔ عیسائی فوجین جسوقت
قیساریہ کے قریب پہونچین مسلمانون نے سخت اور قوی حملہ کیا۔ چار گہنٹہ کامل
لڑائی ہوتی رہی اس لڑائی مین جسقدر اسلامیون کو کامیابی ہوئی اوسیقدر
نصرانیون کو نقصان پہونچا۔ رات کو عیسائیون نے قیساریہ ہی مین قیام کیا
اور اسلامی بہی اوسی کے قریب ایک گانون مین مقیم ہوئے۔ رات کے وقت
نصرانیون کا ایک گروہ اپنے کیمپ سے باہر نکلا اسلامی یزک نے جسوقت کہ یہہ
اپنے کیمپ سے کسیقدر فاصلہ پر آگئے تہے حملہ کیا اور سبہون کو اپنی تیز تلوار وسے

ذبح کرڈالا۔ بعداس کے قیساریہ سے ارسوف کیطرف روانہ ہوئے چونکہ
اسلامی لشکر نصرانیون سے پہلے ارسوف مین پہونچگیا تہا اسوجہ سے اثنا راہ
مین کسی قسم کا واقعہ نہین پیش آیا بلکہ جسوقت عیسائی لشکر ارسوف کے قریب
پہونچا اسلامیون نے حملہ کیا پہلے حملہ مین تو اُنکو کامیابی ضرور ہوئی لیکن
جبکہ نصرانیون نے مجتمع ہوکر اسلامی سوارون کے فوج پر حملہ کیا اوسوقت البتہ
لڑائی نازک ہوگئی اسلامی سوارون کے ترپ کے ساتہہ پیادون کی فوج بہی
میدان جنگ سے مُنہہ مُوڑ کر بہاگی عیسائیون نے ان کا تعاقب کیا یہہ منہزم گروہ
جسوقت قلب مین پہونچا جہانکہ خود ہمارا سلطان تہا اسوقت اوس نے پہر آگے
بڑہایا اور خود تکبیر کہتا ہوا اون کے آگے چلا۔ عیسائی یہہ رنگ دیکہکر پیچہے ہٹے
اور تہوڑی دیر کے بعد لڑائی خودبخود رُک گئی۔ اس لڑائی مین عیسائیون کے
مشہور آدمیون سے کند اعظم مارا گیا اور اسلامی لشکر سے ایاز طویل جوکہ شجاعت
وجرأت مین بے نظیر تہا شہید ہوا۔ دو روز تک دونون فوجین ایک دوسرے کے
مقابلہ مین مقیم رہین تیسرے روز عیسائیون نے تو یافا پر پہونچکر قبضہ کرلیا اسوجہ
سے کہ اسلامیون نے اسکو پہلے ہی سے خالی کردیا تہا اور سلطان مع اپنے جری
فوج کے ارسوف سے کوچ کرکے رملہ مین جا پہونچا۔ نماز عشا کی پڑہ کر ارباب شوریٰ
سے عسقلان کے نسبت مشورہ کرنے لگا سبہون نے باتفاق عسقلان کے
ویران کرنے کی رائے دیدی اور وجہ یہہ بیان کی کہ اولاً عکا کی کامیابی سے
عیسائیون کی ہمتین بڑہ گئی ہین مال و اسباب حرب بہی اون کے پاس کافی
طور سے موجود ہے ثانیاً ابہی کل کا ذکر ہے کہ ارسوف مین کیا واقعہ پیش آیا تہا
بہتر یہہ ہوگا کہ عیسائیون کے آنے سے پہلے عسقلان ویران اور اوسکا قلعہ
مسمار کردیا جائے۔ سلطان نے اس رائے سے مخالفت ظاہر کی اوسکی

غیرت وحمیت ایک آباد اور اسلامی شہر کو ویران کرنا پسند نہ کرتی تھی مگر اہل شوری
نے سلطان کی رائے سے سخت مخالفت کی اور ایکزبان ہوکر بول اوٹھے ان
اردت حفظها فادخل انت مع بعض اولادك الكبار و الا
فما بد خلها منا احد (اگر آپ اس کے محفوظ رکھنے کا ارادہ رکھتے
ہین تو آپ مع اپنے بڑے لڑکون کے عسقلان مین جایئے ورنہ ہم مین سے کوئی
اسمین نہ جاے گا) سلطان نے جب لوگون کی اسقدر ہمتین پست دیکھین تو
چارناچار اونکی رائے سے اتفاق کرلیا اور رملہ سے عسقلان کیطرف روانہ ہوا
اور اٹھارہوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو عسقلان مین پہونچکر اونیسوین ماہ مذکور
سے اوسکی خرابی و مسمار کرنیکا حکم دیدیا اور خود بذاتہ اوس کے توڑنے مین شریک رہا
عیسائی فوجین عسقلان کی خرابی سے مطلع ہونے پر بھی آگے نہ بڑھین۔ مرکیش جوکہ
کروسیڈ کا بانی مبانی تھا اور بعد کامیابی عکا کروسیڈرونکی جماعت سے
علیحدہ ہوکر صور چلا گیا تھا اوس نے شاہ انگلینڈ کو ملامتانہ خط لکھا کہ
" اگر مین موجود ہوتا تو عسقلان ہرگز ہاتھ سے نہ جانے پاتا عسقلان کا ویران کرنا
ظاہر کر رہا ہے کہ سلطان مین اوس کے بچانے کی قوت نہین ہے۔ تم نے
بہت بڑی غلطی کی۔ تم ہرگز اتنی بڑی فوج کی افسری نہین کرسکتے تمکو لازم تھا
کہ عسقلان پر اوس کے خراب کئے جانے سے پہلے قبضہ حاصل کرلیتے " شاہ انگلینڈ
یہہ خط پاکر اپنے خود کردہ پر پشیمان ہوا مگر اوس سے کیا حاصل تھا۔

الغرض دوسری رمضان کو سلطان رملہ کیطرف واپس آیا اور اوس کے
قلعہ اور کلیسا لد کے مسمار کرانے مین مشغول ہوا اور الملک العادل ابوبکر بن ایوب
نصرانیون کے مقابلہ مین منزل بمنزل کوچ کرتا رہا وقتاً فوقتاً موقع و مصلحت دیکھکر
دو چار حملے بھی کرگزرتا تھا عیسائی فوجین بھی مسلمانون کے نقصان رسانی پر

ٹی ہوئی تہین چنانچہ ایک روز شاہ انگلینڈ نے چند دستہ فوج لیکر مسلمانون پر حملہ کردیا
باوجودیکہ اسلامیون کی تعداد جسپر شاہ انگلینڈ نے حملہ کیا تہا نصرانیون کے نسبت
کم تہی لیکن اسلامیونے جی توڑکر مقابلہ کیا اور ایسا لڑے اور اسقدر عیسائیون کو
پریشان کیا کہ شاہ رچرڈ کی گرفتاری مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی تہی۔
مگر وہ اپنی قسمت سے چارسو عیسائی سپاہیون کو قربان کراکے بچگیا۔ اور
مسلمانون مین سے صرف دس آدمی شہید ہوئے۔ اسکے بعد رچرڈ اپنی فوج
لئے ہوئے یافا کی تعمیر مین مصروف رہا کیونکہ سلطان نے اسکو بہی اس قابل
نرکہا تہا کہ عیسائی کسیوقت اسمین پناہ گزین ہوجاتے اور الملک العادل اسکو
گہیرے ہوئے پریشان کر رہا تہا سلطان رملہ کو ویران کرکے بیت المقدس
مین آیا اوس کے انتظام سے فارغ ہوکر پہر اپنے کیمپ کیطرف لوٹ کہڑا ہوا آخر ہوین
رمضان کو وہان سے بہی کوچ کرکے نطرونین جا اوترا۔ رچرڈ یافاسے جس وقت
عسقلان مین آیا اوسکی خراب حالت پر وہ بہت پچہتایا اور اسلامیون کی سرگرمی
دیکہکر پہر صلح کا خواستگار ہوا سلطان نے جو کچہہ جواب دیا ہو اوس کا حال
معلوم نہین ہوا البتہ ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ قاصد یہان سے رخصت
ہوکر الملک العادل ابوبکر بن ایوب کے خدمت مین حاضر ہوا اسکے بعد
چند روز تک شاہ انگلینڈ اور الملک العادل سے خط وکتابت کا
سلسلہ جاری رہا مدتون دونون ایک دسترخوان پر کہانا کہایا گئے آخرکار
اس ایک نئی شرط پر صلح کا استقرار ہونا ٹہیرا کہ شاہ انگلینڈ کی بہن جین جو

۱؎ بجاڈ بیان کرتاہے کہ رچرڈ چونکہ اصلی صلیب کی واپسی کو چندان مہتم بالشان نہین سمجہتا تہا ہو جہ
سے اوسنے اپنی یہہ درخواست دوبارہ نہین پیش کی بلکہ اوسنے اور تجاویز پیش کین جنمین اوسنے
کمال ہوشیاری سے سلطان کے بہائی "عادل" کی ہوس کے لئے دلچسپی پیدا کردی۔ رچرڈ
کی بہن جین۔ والی صقلیہ ولیم کی بیوہ اوس مسلمان شاہزادہ (الملک العادل) ؎ باقی صفحہ ۱۸۹ مین

والی صقلیہ کی بیوہ تہی اوسکا نکاح الملک العادل کے ساتہہ کردیا جائے۔ قدس شریف
اور وہ بلاد ساحلیہ جو کہ مسلمانون کے قبضہ مین ہین الملک العادل کے مقبوضات
مین شمار کیے جائین اور عکا اور وہ بلاد جبلیہ جنپر نصرانیون کا قبضہ ہے شاہ
انگلینڈ کی بہن کو دیدیے جائین الملک العادل تو اسبات پر راضی ہی تہا
سلطان کو اس ماجرے سے بذریعہ عماد کاتب آگاہ کیا۔ پہلے تو سلطان کو
یہہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ اس سے پہلے شاہ انگلینڈ چہہ مہینہ کی مہلت چاہتا تہا
لیکن بنظر مصلحت وقت لڑائی موقوف نہ کی گئی اس کے بعد ہی صلح کے پیام
بہیجے جب اوس مین بہی اوسکو ناکامی ہوئی تو مصالحت کی یہہ جدید صورت
قرار دی بہرکیف سرسری نظر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نامہ وپیام مین
کچہہ خطرہ ضرور ہے لیکن بعد کو جب الملک العادل کے اصرار سے سلطان
اس شرط پر راضی ہوگیا اور عقد وصلح کے دن مقرر کیے جانے لگے تو رچرڈ نے
یہہ کہلا بہیجا کہ ہمارے مذہبی پیشوا اس رشتہ داری سے سخت غضبناک ہین
وہ ہمکو گرجا سے نکال دینے کی دہمکی دیتے ہین ہم اس امر کو پوپ سے دریافت
کرتے ہین اگر اوس نے اجازت دیدی تو فوراً علی الفور ورنہ مین اپنی بہتیجی سے
الملک العادل کا عقد کردونگا اور حسب قرارداد شرط صلح کرلونگا" سلطان
اسکے فقرون مین آگیا اور اپنے جری لشکر کو نظرون مین چہوڑکر تہا مع دستہ

ص (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۸) کے نکاح کے لیے پیش کی گئی تاکہ وہ دونون زیر نگرانی صلاح الدین اور
رچرڈ کے یروشلیم پر حکومت کرین۔ پہر آگے چلکر لکہتا ہے کہ صلاح الدین بظاہر اس تجویز پر توجہ
کرنے کے بہانہ سے یروشلیم کی مضبوطی کے لیے وقت حاصل کیا چاہتا تہا جسکو کہ عیسائی اب تک
اوس سے طلب کررہے تہے۔ ہمارے خیال مین یہ مجاڈ کی خیالی باتین ہین کیونکہ پہلے رچرڈ نے
اس نئی شرط کو پیش کیا تہا اس لحاظ سے خود رچرڈ کسلیے اپنی ضرورت کے لیے وقت تلاش کررہا تہا۔ مؤلف

فوج جان نثارون کے رملہ کیطرف واپس آیا اور تقریباً بیس روز تک تمام اعیسائی فوجین اثنا اس مین بیت المقدس پر حملہ کرنے کی تیاریان کرتی رہین۔ عربی مورخ اس کے بعد سوائے صلح کے نامہ وپیام کے اور کوئی قابل ذکر واقعہ نہین تحریر کرتے مگر انگریزی مورخ رچرڈ کی دلیری کی کہانیان[1] خوب خوب بیان کرتے ہین جنکو ہم خلاف قیاس سمجھکر ترک کئے دیتے ہین۔ تیسری ذیقعدہ کو سلطان رملہ سے روانہ ہوکر جوہی کہ نظرون مین داخل ہوا۔ اور عیسائی یافا سے رملہ کیطرف بڑہے۔ اثناء راہ مین دوانون لشکرون کا مقابلہ ہوگیا۔ پہر دن چڑہے سے تقریباً شام تک لڑائی ہوتی رہی صلیبی لشکر نے پہلے حملہ مین مسلمانون کی صف اول کو منتشر کردیا مگر چند ہی لمحہ کے بعد اسلامیون نے اونکو اپنی برق افشان تلوارون سے گہیر لیا اور کمال تیزی سے اون کے جان وتن کا فیصلہ کرنے لگے۔ عیسائی لشکر لڑائی کے خوفناک میدان سے ایسی بدحواسی سے بہاگا کہ ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتا تہا اس لڑائی کی ظاہری حالت تو یہی کہہ رہی تہی کہ یہہ لڑائی دو چار دن مین تو تمام نہو گی البتہ ہفتہ عشرہ کے بعد یہہ سلسلہ منقطع ہو تو ہو لیکن اوسوقت مین جبکہ چارون طرف لڑائی کی گہٹائین چہائی ہوئی تہین قدرتی بجلیان کوندنے لگین اور کسیقدر ترشح بہی ہونے لگا۔ شاید اسی وجہ سے حملہ کرنے والون کے ہاتہہ کشت وخونریزی سے رک گئے اور لڑائی کا بازار سرد ہوگیا بعد اسکے موسم بارش کے آجانے سے سلطان نے حسب دستور

[1] منجملہ اون کے ایک قصہ یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سلطان نے یافا کو دو روز مین فتح کرکے جلاکر خاک وسیاہ کردیا تہا۔ رچرڈ اس خبر کو سنکر آٹہہ دس سوارونکو لیکر وہان جا پہونچا اور کل سلطانی لشکر کو بہگا دیا۔ عربی مورخ اسکا کچہہ تذکرہ نہین کرتے ہمارے نزدیک یہہ بہی کروسیڈرون کے معجزات مین داخل ہے۔

اُمرا لشکر کو رخصت کیا اور خود معہ حلقہ خاص کے مصاحبون اور دستہ فوج جان نثارون کے بیت المقدس مین پہونچکر قمامہ کے متصل دارالاقصیٰ مین مقیم ہوا۔ اسکے دوسرے یا تیسرے روز مصری لشکر بھی جس کا کمانیر امیر ابوالہیجا سمین تھا آ پہونچا اور مسیحی لشکر تیسری ذیحجہ کو بقصد بیت المقدس رملہ سے روانہ ہو کر نطرون مین آیا۔ اتفاق سے اس مقام پر بھی عیسائی لشکر یزک اسلامیہ سے مڈبھیڑ ہو گیا مسلمانون نے نصرانیون کے پچاس یا اس سے کچھہ زیادہ نامی جنرلون کو گرفتار کر لیا اور اس سے کچھہ زیادہ عیسائیون کو مار ڈالا سلطان نے سب سے پہلے بیت المقدس مین پہونچکر یہہ کام کیا کہ اوس کے شہر پناہ کی دیوارون کو مضبوط اور اوسکی مضبوط فصیلون کو از سر نو درست کرا دیا۔ شہر پناہ کے فصیلون کے باہر ایک عمیق خندق بنوا دی اور یہہ کل کام اپنے شہزادون کے سپرد کیے تھا اور خود بھی اونکی نگرانی کر رہا تھا مزدورون کے ساتھہ خود سلطان ضرورت کی چیزین اوٹھا کر لاتا تھا اسیوجہ سے جو کام ایک ہفتہ مین درست ہو سکتا تھا وہ ایک دن مین تمام ہو رہا تھا۔ بیسوین ذی حجہ کو صلیبی لشکر نطرون سے پھر رملہ کے جانب لوٹا کیونکہ انکو پھر رسد و غلہ کی کمی ہو چلی تھی شاہ انگلینڈ نے رملہ مین پہونچکر ایک فرانسیسی افسر سے بیت المقدس کا نقشہ طلب کیا اور اور دیر تک غور کی آنکھون سے فکر کی عینک لگا کر دیکھتا رہا ایک لمحہ کے بعد سر اوٹھا کر کہنے لگا کہ "یہہ وادی جو کہ یروشلیم کو چارون طرف سے باستثناء شمالی جانب گھیرے ہوئے ہے کسقدر عمیق ہے اور راستہ اسکا کیسا ہے" فرانسیسی افسر نے جواب دیا کہ "اس وادی کا راستہ نہایت دشوار گزار ہے ہمارے نزدیک یہہ بالکل ناممکن قیاس ہے کہ صلاح الدین کی

موجودگی مین یروشلیم ہمارے قبضہ مین آجاے ہملوگ اگر یروشلیم کا شمالی جانب
سے محاصرہ کرین گے تو اوس کے دوسرے اطراف غیر محصور رہجائینگے اوسطرف
سے اسلامیون تک بخوبی ہر قسم کی مدد پہونچ سکتی ہے اور اگر یہہ انتظام کیا جاے
کہ ہم مین سے کچھہ لوگ وادی کے طرف سے حملہ کرین اور کچھہ یروشلیم کا محاصرہ
شمالی جانب سے کرین تو ہم مین سے ایک دوسرے کی اعانت نہ کرسکین گے
علاوہ اس کے اسلامی لشکر جسوقت یروشلیم کے جس دروازہ سے قصد کریگا
نکلکر ہمکو اپنی تیز تلوارون کی ٹھنڈی ہواؤن سے ہمیشہ کے لئے موت کی
خواب غفلت مین سُلا دیگا۔ صلاح الدین نے یروشلیم کے مقدس شہر کو پورے
طور سے محفوظ و مضبوط کر لیا ہے"! شاہ انگلینڈ یہہ باتین سُنکر تھوڑی
دیر تک خاموش رہا اور اہل شوری بھی بے حس و حرکت بُت کیطرح بیٹھے رہے
آخر کار شاہ انگلینڈ ہی نے مصلحتاً نظرون سے رملہ کیجانب واپس چلنے کی
راے ظاہر کی سب کے سب اپنی تمناؤن کا خون کرکے رملہ کے طرف
واپس ہوے۔ اور ماہ محرم ۵۸۸ھ مین عیسائیون نے عسقلان کی
تعمیر شروع کی اور شاہ انگلینڈ کھسیانا ہوکر ڈاکہ زنی کرنے لگا کبھی وہ
اسلامی سڑک پر حملہ کر بیٹھتا تھا اور کبھی راہ چلتے ہوے کاروانون کو لُوٹ
لیتا تھا مگر ان سب مین اسکو بدنامی کے سوا اور نہ کچھہ ہاتھہ آتا تھا۔ اسلامی
فوجین بھی وقتاً فوقتاً عیسائیون پر شبخون مارتی تھین کبھی اون کے ایک
گروہ کو قید کر لاتی تھین اور کبھی اون کے رسد و غلہ کو لُوٹ لیتی تھین ایکمرتبہ
فارس الدین میمون قصری نے جو کہ خدام سلطانی کا سرگروہ تھا نصرانیون
کے ایک بڑے قافلہ پر حملہ کر دیا اور اونکے دو سو آدمیون کو گرفتار کر لایا
اور اندازہ سے زیادہ مال غنیمت لُوٹ لایا۔ چوتھی ربیع الاول ۵۸۸ھ کو

جمعہ کے دن نماز عصر کی پڑھ کر الملک العادل ملک ہنری کے ساتھ جو کہ شاہ انگلینڈ کی سفارت لیکر آیا تھا قدس شریف سے نصرانیون کے کیمپ کیطرف شرائط صلح کے مقرر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا لیکن اتفاق کچھہ ایسا ہوا کہ جس روز الملک العادل اور ملک ہنری مسیحی کیمپ مین پہونچے اوسیدن شاہ انگلینڈ یافا کیطرف روانہ ہو گیا تھا اسیوجہ سے الملک العادل سولہوین ربیع الاول کو بیروت ہوتا ہوا قدس شریف کیطرف لوٹ آیا۔ اور پہلی جمادی الاول یوم پنجشنبہ کو سیف الدین مشطوب والی عکا عیسائیون کے پنجہ غضب سے معلوم نہین کسطرح سے اپنے کو چھوڑا کر قدس شریف مین سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اس کے ہمراہ چار پانچ اسلامی افسر اور بہی تھے جو کہ اس کے ساتھ گرفتار ہو گئے تھے سلطان انکے آنے سے بہت خوش ہوا۔

رچرڈ نے صلح کے نامہ و پیام کے زمانہ مین نوین جمادی الاول کو قلعہ دارم (دارون) پر بہی حملہ کیا تھا۔ علم الدین قیصر والی قلعہ جب تک اوس مین قوت باقی رہی اوسوقت تک اونکو وہ دندان شکن جواب دیتا رہا۔ آخرکار دو روز متواتر لڑائی کے بعد وہ معہ اون مسلمانون کے جو کہ اوسوقت قلعہ مین موجود تھے رات کے وقت قلعہ کے شمالی دروازہ سے نکلکر اسلامی کیمپ کے طرف روانہ ہوا اور روانگی سے پہلے میگزین مین آگ لگا دی آلات حرب کو ضایع کر دیا صبح ہوتے ہی صلیبی افسرن نے قلعہ دارون کے دیوارون پر قبضہ کر لیا۔ اور اسکے بعد مجدل یابا کیطرف بڑہے لیکن وہان سے کسیقدر نقصان اوٹھا کر حسرت اور افسوس سے آنکہونسے مجدل یابا کو دیکھتے ہوئے واپس آئے۔ اور تئیسوین جمادی الاول یوم شنبہ کو صلیبی فوجین یروشلیم کے قصد سے روانہ ہو کر صافیہ کے ٹیلہ پر آ ٹہیرین۔ دو روز تک یہین مقیم رہین

جب اسطرف سے حملہ کرنیکا موقع نہ دیکھا تو مجبورانہ چھبیسوین ماہ مذکور کو قدس
شریف کے شمالی جانب (یعنی نطرون) کیطرف چلی گیئن - اور اوسطرف
سے حملہ کی تجویز کرنے لگین اسلامی فوجین ہنوز اپنے اپنے شہرون
سے واپس نہین ہوئی تہین - الملک الافضل اور الملک العادل
ایک ضرورت سے بلاد جزریہ کو گئے ہوئے تھے عیسائی فوجین
بیت المقدس کے اردگرد گھوم پہر رہی تہین موقع دیکھکر حملہ کرنے پر
آمادہ ہوجاتی تہین مگر سلطان کی مستعدی دیکھکر خاموشی سے کام لے رہی
تہین - سلطان بہی - انکی نقل وحرکت سے مطلع ہوکر روزانہ شہر کی
حفاظت کے لئے ایک جدید انتظام کررہا تہا اور پے درپے شبخون
مارنے سے اونکو تنگ کررہا تہا کوئی رات ایسی نہ گزرتی تہی جس مین
سو دوسو نصرانی نہ مارے جاتے تھے عیسائی لشکر یہ رنگ دیکھکر قصبہ
قلونیہ مین چلا آیا جوکہ قدس شریف سے تین چار میل کے فاصلہ پر تہا اور
تاریخ نوین جمادی الثانی کو مصری قافلہ پر جسکا امیر قافلہ فلک الدین سلیمان
الملک العادل کا علاتی بہائی تہا شبخون مارا جسوقت کہ یہ قافلہ قدس شریف
کے قریب اطراف خلیل مین پہونچگیا تہا عیسائیونکو اس شبخون سے
سواے خونریزی کے اور کچھ حاصل نہین ہوا کیونکہ جسوقت عیسائیون
نے قافلہ پر حملہ کیا جو لوگ قافلہ کے آگے تہے وہ لڑنے مین مصروف
ہوگئے اور وہی لوگ اس واقعہ مین کام آئے اور اونہین مین سے
بعض قید بہی ہوگئے باقی رہا قافلہ وہ جسوقت کہ فریقین دست بدست
لڑرہے تہے جبل خلیل پر چڑہ گیا اور یہی اونکے نجات اور محفوظ
رہنے کا باعث ہوا - بعد اس واقعہ کے رچرڈ نے بیت المقدس کے

فتح کرنے کی ایک آخری کوشش کی اور اپنے کل ماتحت فوج کو جمع کر کے اپنی پرزور تقریر سے ابھارتا رہا جب اونمین انتقام ناجایز کا جوش بھرا ہوا پایا اور کمسریٹ کا پورا پورا انتظام بھی کرلیا تو لشکر کا ایک دایلم جسمین تقریبًا پچیس ہزار سوار تھے راستہ کی حفاظت کی غرض سے کیمپ سے چار کوس کے فاصلہ پر بھیجدیا اور ایک حصہ فوج کو بسرگرد ہی کندہری صور اور طرابلس کیطرف مسلمانون کے راستہ روکنے اور یزک کا منصبی کام انجام دینے کے غرض سے روانہ کردیا۔ اور باقی صلیبی لشکر کو جو کہ تعدادًا بیس بائیس ہزار سے ہرگز کم نہ تھا اپنے ہمراہ لیکر بیت المقدس اور قلونیہ کے درمیان آٹہرا سلطان بھی ارض مقدس کی حفاظت مین عرق ریزی سے کام لے رہا تھا۔ بیت المقدس کے باہر جسقدر چشمے اور چاہ تھے سبھون کا پانی خراب اور غیر قابل استعمال کر رکھا تھا۔ پتھریلی زمین ہونے کی وجہ سے کسی جدید خندق کھودنے کی ضرورت نہ تھی اسلامیون کے دل مین جوش اور جوش کے ساتھ واقعہ عکا سے کسیقدر خوف اپنی جھلک دکھا رہا تھا لطف یہ ہے کہ اس جوش اور خوف مین انتقام کی دہیمی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ انیسوین جمادی الثانی کو سلطان نے امرا لشکر کو رات کے وقت نماز عشا کے بعد ایک جلسہ خاص مین جمع کیا پہلے مورخ کتاب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ نے حفظ بلاد اسلامیہ اور جہاد کی فضیلت کو مدلل اور مبرہن ایک طویل خطبہ مین بیان کیا بعد اسکے سلطان نے اپنی دلاویز تقریر سے سامعین مین ایک سچا جوش پیدا کردیا سب سے پہلے سیف الدین مشطوب نے لبیک کہکر اپنی مستعدی ظاہر کی بعد اسکے اور امرا لشکر نے بھی مشطوب کی اس رائے سے اتفاق کیا۔ گو یہ جوش دودہ کا سا ابال تھا کہ دفعتًہ پیدا

ہوا اور فوراً افرد ہو گیا جیسا کہ آپ لوگون کو امراء ور وسار قدس شریف کے طرز عمل سے معلوم ہو گا مخبر ہوتے ہوتے سلطان کے کانون تک یہ خبر پہونچی کہ امراء لشکر اور رؤسا شہر سانحہ عکا سے ایسے برداشتہ خاطر ہو رہے ہین اور عام طور سے ابھی امر پر تلے ہوئے ہین کہ بیت المقدس چھوڑ کر عیسائیون سے مقابلہ کیا جاے سلطان یہ سنکر سناٹے مین ہو گیا اوسکی بر جوش حمیت اور سچی ہمدردی وغیرت یہ کہہ رہی تھی کہ ہرچہ بادا باد - جیتے جی قدس شریف نہ چھوڑا چاہیے جان جائے تو جائے لیکن بیت المقدس کی مقدس زمین ہاتھ سے نہ جائے اور نہ اسکے بلند اور منور مینارون پر (خدانخواستہ) شرکی صلیبی پھریرہ اوڑنے پائے آج اگر مین ان عوام کالانعام کی موافقت کے خیال سے قدس شریف چھوڑ دونگا تو کلہ اپنے منعم حقیقی کو جسنے کہ ایک صدی کے بعد اس مقدس زمین کو مقدس بندون کے قبضہ مین دیا ہے کیا منہ دکھلاؤنگا اوسکے سچے رسول کو کیا جواب دونگا ہاے یہ مقدس شہر اور مسیحی! افسوس یہ نورانی دیوارین اور پاک بندون کی خونریزی! بیت المقدس کی منور مینارین اور صلیبی شرکی پھریرہ!- ایخدایہ کیا ہو گیا؟ تیرے اس ناچیز بندہ سے کیا خطا ہوئی؟ تیری بے نیازی کا یہ وقت نہین ہے! مجھکو کسی کی پروا نہین ہے! اور نہ کسی کی مدد کی ضرورت ہے! مجھکو تیرے ہی لطف واحسان پر بھروسہ ہے! تیری بندہ پروری سے کچھ بعید نہین ہے! تو ذرہ پرور غریب نواز ہے! تیرے ہی امداد سے بیت المقدس کی بلند پہاڑیان وحدانیت ورسالت کی دلپسند روشنی سے منور ہو رہی ہین! تیرے ہی آفتاب فیض کی یہ روشنی ہے! جس سے مسجد اقصیٰ کی شاندار مینارین چمک رہی ہین! مجھکو کامل یقین ہے کہ تو اپنے سچے دین کی تائید کریگا! ایسی مقدس زمین پہ صلیبی توہین

ہرگز قابض نہ ہونے پائینگی ! یہ اہل شہر اور امراء لشکر کی نافہمی ناعاقبت اندیشی ہے جو کہ وہ عیسائیون کی کثرت سے پریشان ہوکر قدس شریف کے چھوڑنے کی عزیمت رکھتے ہین مجھسے ہرگز یہ نہوگا کہ جیتے جی بیت المقدس کو چھوڑ دون! اور ایسی بڑی نعمت کو تیرے فضل و کرم کے حامی ہوتے ہاتھہ سے دیدون! خداوندا!! تو خوب نیک جانتا ہے کہ مین نیکنامی کی غرض سے یہ کام نہین کرتا بلکہ محض تیرے پیارے مذہب اسلام کے توسیع اور اس مقدس مکان کو پاک رکھنے کے غرض سے یہ پاپڑین بیل رہا ہون - **انت حسبی ونعم الوکیل** -"

سلطان اسی خیال مین ڈوبا ہوا تہا ہنوز اسکے زبان سے آخری فقرہ پورا نہونے پایا تہا کہ عزالدین جبردیک کی ایک رپورٹ آئی جس سے یہ بات ظاہر ہو رہی تہی کہ مسیحی لشکر سرِدست اپنے مورچہ سے ہٹ کر ایک دوسرے ٹیلہ پہ خیمہ زن ہوا ہے شنبہ کی صبحکو ایک دوسری رپورٹ آئی کہ نصرانی یروشلیم پر حملہ کرنے کے بارے مین مختلف الراے ہو رہے ہین عجب نہین صبح شام مین عیسائی اپنا سا منہ لیکر واپس چلے جائین سلطان کے قوی دل مین تو پہلے ہی سے اطمینان بہرا ہوا تہا اسکے اوس خوشنما چہرہ سے بہی جسپر کہ صرف اہل شہر اور امراء کی مخالفت کی وجہ سے کسیقدر فکر کے آثار ظاہر ہو رہے تہے بشاشت ظاہر ہونے لگی - اس دوسری رپورٹ کے پونہچنے کے بعد صدقات تقسیم کئے دوگانہ شکریہ ادا کر کے امراء ور وسا شہر و لشکر کو اس رپورٹ سے مطلع کیا انلوگون کے بہی پژمردہ چہرونسے خوف کی زردی دور ہونے لگی رفتہ رفتہ جوش مسرت و اطمینان قلب کی دلپسند سرخی نمایان ہو چلی آپس مین تسلی آموز الفاظ سے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کرنیلگے

وہ کس مپرسی کی حالت جو کہ اس سے چند لمحہ پیشتر تھی اس رپورٹ کے شایع ہوتے ہی دفع ہو چلی اور مسیحی لشکر جسکے کمانیر شاہ فرانس شاہ انگلینڈ وغیرہ وغیرہ ملوک نصاریٰ تھے جسوقت بیت المقدس کے قریب جا اوترے پانی کی عدم موجودگی سے پریشان ہونے لگے کسی نے یہ رائے ظاہر کی کہ یروشلیم پر حملہ کرنا لاحاصل ہے ٹھنڈے ٹھنڈے واپس جانا چاہئے کوئی یہ کہنے لگا کہ یہ رائے بالکل عمل کرنے کے قابل نہین ہے کیا ہملوگ ان معدودے چند ملحدون (مسلمانون) کے لئے کافی نہونگے اور ان ناپاکون کو یروشلیم کی مقدس زمین سے نہ نکال سکینگے شاہ انگلینڈ کی یہ رائے تھی کہ چونکہ پانی چشمونکا خراب کر دیا گیا ہے دوسرے مقام سے پانی لانا دقت سے خالی نہین ہے اسوجہ سے یروشلیم پر حملہ کرنے سے دست کشی کرکے واپس چلنا چاہئے۔ شاہ فرانس یہ کہہ رہا تہا کہ کل لشکر تین حصون پر منقسم کیا جاے ایک حصہ تو نہر تقو سے پانی لایا کرے اور لشکر کا دوسرا وا لیم خیمون اور لشکر کے پہلے حصہ کی حفاظت کرے باقی رہا تیسرا گروہ وہ یروشلیم پر حملہ آور ہو۔ اگرچہ یہ رائے بہ نسبت اورونکے مناسب ضرور تہی لیکن اس کے سے بہی لوگون نے اختلاف کیا تہوڑی دیر تک آپسمین یہی رد وبحث ہوتی رہی آخرالامر کل نصرانیون نے تین سو مسیحیون کی ثالثی کے لئے منتخب کیا ان تین سو آدمیون نے بارہ آدمیون کو اور اون بارہ آدمیون نے تین آدمیون کو منحصر علیہ مقرر کیا۔ یہ تینون منحصر علیہ رات بہر غور و فکر کرتے رہے صبح ہوتے ہی واپسی کا حکم دیدیا چنانچہ اکیسوین جمادی الثانی سنہ مذکور کو اپنی امیدونکا خون اور تمناؤنکا خاتمہ کرکے جس سرزمین کو فتح کرنے آئے تہے اور جسکے خاطر ہزار ہا عیسائیونکو ذبح اور قربان کرایا تہا اوسکو حسرت سے دیکھتے ہوئے رملہ کی جانب واپس ہوئے۔

رفع خجالت کے غرض سے پہر صلح کے پیغام بھیجنے لگے کبھی توشاہ انگلینڈ
قدس شریف کا کلیسہ مانگتا تہا اور کبھی قدس شریف کے قلعہ مین بیس آدمیون
کی رہنی کی اجازت چاہتا تہا کبھی عسقلان تعمیر کی خواہش ظاہر کرتا تہا اور کبھی تنازعہ
فیہا بلاد کو نصفا نصف تقسیم پر راضی ہوتا تہا مگر سلطان ان مراسلات کے جواب
مین صاف انکار کرتا جاتا ان مراسلات کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا تہا کہ لڑائی
پہر چہڑ گئی پہر کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ کیونکہ نصرانیون نے جبکہ وہ بیت المقدس
سے ناکامی کے ساتہ واپس ہورہے تہے تو راستہ کے چہوٹے چہوٹے دیہاتونکو
غارت کرنا اور راہ چلنے والون کو لوٹنا شروع کردیا تہا سلطان ان واقعات سے
مطلع ہو کر اسکے انسداد کی طرف تو متوجہ نہوا کیونکہ عیسائی فوجین منزلون دور
جاچکی تہین البتہ پندرہوین (١٥) رجب سنہ مذکور یوم سہ شنبہ کو صبح کی نماز پڑہکر یافا
کیطرف روانہ ہوا ظہر کا وقت تمام نہ ہونے پایا تہا کہ اسلامی فوجین یافا کے
قریب پہونچ گئین چارشنبہ کے صبح سے لڑائی شروع ہوگئی تمام دن یہی کیفیت
رہی کہ جسوقت اسلامی فوجین آگے بڑہتی تہین اہل یافا قلعہ فصیلون سے
آتشباری کرتے تہے شام ہوتے ہی فریقین لڑائی سے خودبخود رک گئے
رات کو کسی قسم کی کسی طرف سے کوئی چہیڑ چہاڑ نہین ہوئی سترہوین (١٧) رجب کی
صبح نہ ہونے پائی تہی کہ اہل شہر اسلامیون پر گولہ باری کرنے لگے انلوگون نے
اپنے فریق مخالف کے حملون کے جوابات اسوقت تک نہین دینے شروع
کئے جب تک کہ وہ ضروریات اور نماز سے فارغ نہین ہوگئے اس اثنار مین
مسلمانون کی چند جانین ضرور تلف ہوئین لیکن جب سلطانی لشکر نماز اور ضروریات
سے فارغ ہو کر یافا پر حملہ آور ہوا۔ پہلے ہی حملہ مین الملک الظاہر نے جو کہ
میمنہ کا کمانیر تہا شہر پناہ کی شمالی فصیل پر قبضہ کرلیا اور قلعہ کی شرقی دیوار جسپر اہل

قلعہ کو بیحد ناز تہا اسکو سنگ باری نے مضمحل کر دیا اٹھارہوین ماہ مذکور کو اہل شہر نے صلح کا پیغام بھیجا سلطان نے صلح کرنے کا اسی شرط سے اقرار کیا جس سے اس سے پہلے اہل قدس کے ساتھ عہد و پیمان کیا تہا انیسوین ماہ مذکور سے پہر لڑائی شروع ہوئی - اور اڑتالیس گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد شہر پر اسلامی فوجون نے قبضہ کر لیا اہل قلعہ نے بعد و پہر اپنے پطرس کو معہ چند امرا کے سلطان کی خدمت مین روانہ کیا یہ لوگ اسلامی کیمپ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ شاہ انگلینڈ اہل یافا کے اعانت کے لئے آپہونچا اسیوجہ سے وہ لوگ جو کہ امان مانگنے کے غرض سے اسلامی دربار مین آرہے تھے واپس گئے اور پہر تہوڑی دیر کے لئے لڑائی بازار گرم ہو گیا انجام اس لڑائی کا یہ ہوا کہ سلطان کی طبیعت بدحظ ہو جانیکی وجہ سے مسلمانون نے شہر کو جلا دیا اور قلعہ یافا سے دست کشی کر کے رملہ کیطرف واپس چلے آئے -

بعد اسکے عساکر اسلامیہ اطراف و جوانب سے جوق جوق آنے لگے اور شاہ انگلینڈ گہبرا کر پہر صلح کا خواستگار ہوا اسمرتبہ خلاف معمول اپنے کل شرایط چہوڑ کر سلطان کی شرطونکو منظور کر لیا اور بیسٹ یا بائیس ماہ شعبان ۵۸۸ھ کو ان شرایط پر کہ عیسائی یروشلیم کی زیارت کو آئین - صلیب اعظم انکو واپس نہ دیجائے جسکو وہ بہت اصرار سے مانگ رہے تھے اور صور و عکا عیسائیونکے قبضہ مین رہے - عقلان مسمار و ویران کر دیا جائے کسیکو فریقین مین سے اوسکے آباد کرنیکا اختیار نہو - رملہ اور لسد عیسائی اور مسلمانون مین نصفا نصف رہے) تین برس آٹھ مہینہ کے لئے صلحنامہ لکہا گیا سلطان کی خواہش سے بلاد اسماعلیہ اور انطاکیہ اور طرابلس بہی اس صلح مین داخل کیا گیا - رچرڈ اور سلطان کے سب امرا نے ایک مجلس مین قسمین کہا کر صلحنامہ پر دستخطین کر دین عیسائی مورخین لکھے ہین

کہ تکمیل صلحنامہ کے بعد صلح کا اعلان کبیلون اور اکہاڑون اور جلسون کے ذریعہ سے کیا گیا اور فریقین اپنے مذہبی جوش کو بالاے طاق رکہکر ایک دوسرے کی دعوت مین شریک ہوے۔ اور مغربی جنگ او بیت المقدس مین صلاح الدین کی دعوت کہا کر یورپ کو روانہ ہو گئے۔

سلطان نے یہ صلح اپنی طبعی خواہش سے نہین کی اور نہ صلح کرنے کی اوسکی مرضی تہی۔ کیونکہ ہمکو یاد پڑتا ہے کہ آسنے کسی موقع پر لانزول عن الجہاد حتے نخرجہم من الساحل او یاتینا الموت۔ (ہم جہاد سے درگزر نہ کرینگے جب تک کہ نصرانیون کو ساحل سے باہر نہ کرینگے یا یہ کہ ہماری موت آجاے) ضرور اپنی مبارک زبان سے فرمایا تہا لیکن چونکہ علم الہی مین اقتضاء وقت کے اعتبار سے یہی مصلحت تہی کہ سلطان خواہ مخواہ صلح کرنے پر آمادہ ہوجاے اور مصالحت کے تہوڑے ہی دنون بعد ایسے عالم مین سیر کرنے کو چلا جاے جہانکہ نہ کفر و الحاد کے تیز جہونکونکا اندیشہ ہے اور نہ اسلامی بلاد پر عیسائیون کے قبضہ کا کھٹکا ہے اور نہ خود اسلامیون کو تکالیف شرعی کے پابند ہونیکی ضرورت ہے۔

اس تیسرے کروسیڈ مین عیسائیونکو سواے عکا کے فتح اور عقلان کی بربادی کے اور کچہ حاصل نہین ہوا وہ عکا کے سامنے چہ لاکہ کروسیڈر لاے تہے اور بمشکل تمام ایک لاکہ بچا کر لیگئے۔ یورپ کے بڑے بڑے جنگجو۔ جنگ آور۔ نامور بہادر ہتیار اوٹہا کر آے تہے اور اونمین سے معدودے چند اپنی قوم کو تباہ و ہلاک کرکے یورپ کو واپس گئے۔ یورپ ان نقصانات سے مدتون نوحہ کرتا رہا اور اوسکا نوحہ کرنا بیجا نہین تہا کیونکہ جو سلطان کے مقابلہ مین کروسیڈر آئے تہے وہ بمقابلہ اونکے جو کہ انسے پہلے فلسطین مین داخل ہوئے نہایت مسلح اور ترتیب یافتہ اور نامی تھے۔

سلطان نے بعد مصالحت اپنے ممالک محروسہ مین منادی کرادی کہ عیسائیون اور مسلمانون مین صلح ہوگئی ہے مسلمان عیسائیونکے شہرون مین اور عیسائی مسلمانونکے

شہرون مین بآزادی آجا سکتے ہین - اور شام سے حج کا راستہ کہلگیا ہے اسکے بعد اوسنے اسلامی فوجونکو روانہ کرنا شروع کردیا چنانچہ سب سے پہلے غرہ رمضان المبارک کو لشکر اربل اور اوسکے دوسرے روز موصل اور سنجار اور حصن کی فوجین رخصت کیگئین بعد اسکے کسی تاریخ مین الملک العادل کرک کیجانب اور الملک الظاہر حلب کیطرف اور الملک الافضل دمشق کو روانہ ہوے اور چند آدمیونکو عسقلان کی جدید و مکرر بنائی ہوئی فصیلون کے گرانے اور دولتمندوں سے عیسائیونکے نکالنے کے لئے مقرر کرکے خود چوتھی رمضان یوم یکشنبہ کو قدس شریف مین داخل ہوا اور ماہ مبارک اسنے اسی مقدس شہر مین ختم کیا اور اثنار قیام مین بیمارستان - سرائے - مدرسے کی بنیادی پتھر اپنے مبارک ہاتھونسے رکھی اور اونکی تعمیرات کا قاضی ابن شداد کو امین مقرر کرکے خود سرحدی مقامات کا دورہ کرتے ہوئے اور اونکو ملاحظہ کرتے ہوئے دمشق کی روانگی کا قصد کیا - اسنے اس سال سفر حج کا ضرور عزم بالجزم کرلیا تہا اور اسنے دیوان خاص کو فہرست تیار کرنے کا حکم دیچکا تہا لیکن مصاحبون اور مشیرون کے اختلاف رائے اور اتفاق وقت سے وہ اپنے اس ارادے کو اس سال پورا نہ کرسکا اور سال آئندہ کی موت نے مہلت نہ دی پہلی شوال کو نصرانیون کا بقیہ لشکر اور شاہ انگلینڈ معہ اپنے جنگی جہازون کے بیڑہ کے روانہ ہوا اور چھٹی ماہ مذکور یوم پنجشنبہ کو سلطان قدس شریف سے رخصت ہوکر نابلس حماۃ جینین بیسان سبسطیہ - بیروت

۱؎ قاضی ابن شداد کی کنیت ابو المحاسن تہی اور نام یوسف تہا رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد بن عتاب اسدی قاضی حلب کے لڑکے تہے ابن شداد کے نام سے مشہور اور بہاء الدین کے لقب سے معروف تہے چونکہ انکا باپ انکے صغرسنی مین مرگیا تہا اور اونھون نے اپنے ماموںکے گھر مین پرورش پائی تہی اسیوجسے بنی شداد کیطرف منسوب ہوکر ابن شداد کے نام سے مشہور ہوئے ۵۳۹ھ مقام موصل مین پیدا ہوئے یوم چارشنبہ چودہوین صفر ۶۳۲ھ مقام حلب مین انتقال کیا سلطان انکو بہت عزیز رکہتا تہا انکی علیحدگی اسکو گوارا نہ تہی اسیوجسے انکو اپنے لشکر ظفر پیکر کا قاضی مقرر کیا تہا -

طبریہ - ہونین وغیرہ اسلامی شہرونکی خوشنما شاندار فصلین دیکھتا ہوا پچیسوین[۲۵] یا چھبیسوین[۲۶] شوال یوم چارشنبہ یا پنجشنبہ کو دمشق مین داخل ہوا اہل دمشق مرج بتوس تک اسکے استقبال کو آئے تہے اونکی آنکہین اسکے دیدار کو ترس رہی تہین وہ لوگ اسکے واپسی کے دنکو عید سے بہتر سمجہ رہے تہے - ستائیسوین[۲۷] شوال یوم جمعہ کو سلطان نے دربار عام کیا اہل علم وامراء شہر جمع ہوئے سلاطین کے سفراء دور و دراز ملکونسے آئے شعراء نے قصیدے پڑہے لوگون نے مبارکبادیان دین ہر کہ ومہ نے اپنے عدل گستر بادشاہ سے مصافحہ ومعانقہ کیا اور یوم چارشنبہ سترہوین ذیقعدہ کو الملک العادل بہی کرک کے حالات دیکہکر دمشق مین آپہونچا اسکے آنے سے دوچندسہ چند مسرت بڑہگئی سیر وشکار مین سب کے سب مصروف ہوگئے مصر کی عزیمت کو سلطان نے بہولا دیا یوم سہ شنبہ بارہوین صفر ۵۸۹ھ کو ابن شداد بہی حسب طلب سلطان دمشق مین داخل ہوا پندرہوین صفر یوم جمعہ کو اسلام دوست سلطان نے قافلہ حجاج کا استقبال چار میل سے کیا یہ آخری سواری تہی کہ جسکے بعد پہر سلطانکو سوار ہونے کی نوبت نہین آئی -

عیسائیون سے ایک معین اور وقت صلح ہوجانے سے بظاہر سلطان کو الزام کا زمانہ ملگیا تہا مگر اوس سے نچلا بیٹہا رہنا ناممکن سا تہا اوسنے الملک العادل اور الملک الافضل سے زمانہ صلح کی اوقات گزارنیکے لئے مشورہ کیا الملک العادل نے خلاط کے فتح کرنے کی رائے دی اور الملک الافضل نے فتح روم کی یسلطان نے فرمایا کہ دونونپر حملہ کیا جاے مین روم پر حملہ آور ہونگا اور عادل ایک شاہزادے کو لیکر خلاط پر حملہ کرے ان دونون کی کامیابی کے بعد اذربائجان اور بلاد عجم پر حملہ کرنیکی رائے قایم کرکے الملک العادل کو مصر کیطرف کرک پر حملہ کرنے کی تیاری کے لئے روانہ کیا مگر اسکی واپسی پر سلطان خود اوس سے نہ مل سکا اور یہ کام ناتمام رہگیا -

شب شنبہ کو شام ہی سے سلطان کی طبیعت کچھ کچھ بدخط تھی صبح ہوتے ہوتے
خاصے طور سے تپ موجود ہوگئی اگرچہ تپ کے آثار اوسکے نورانی چہرہ سے ظاہر ہو رہے
تھے لیکن اوسنے اسدن اپنی زبان سے اسکا اظہار تک نہ کیا الملک الافضل -
قاضی فاضل - ابن شداد وغیر سلطان کیخدمت سے تقریبا ظہر کے وقت واپس آئے
یہ پہلا دن تھا کہ دسترخوان پر یہ فتح نصیب سلطان نہین دکھلائی دیا بلکہ بجاے اوسکے
الملک الافضل اوسکا بڑا لڑکا بیٹھا نظر آرہا تھا۔ علالت کے چوتھے روز فصد لیگئی مرض
کا زایل ہونا تو درکنار ضعف اسقدر بڑہگیا کہ نقل وحرکت سے مجبور ہوگیا رطوبت فضلہ
کے ساتھہ اصلی رطوبت بھی خارج ہوگئی جون جون حرارت عزیزیہ گھٹتی جاتی تھی غریبی
حرارت بڑہتی جاتی تھی تا آنکہ نوین روز غشی وغفلت کی ایک نئی شکایت اور
پیدا ہوگئی کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا دسوین روز دوبار عمل دیا گیا بظاہر اس سے
مرض مین خفت ضرور محسوس ہوئی لیکن بعد کو طبیعت اور زیادہ بے لطف ہوگئی -
الملک الافضل حسب صلاح ومشورہ رؤسا رملت روحانیہ امراء دنوابین سے بیعت لینے
لگا چھبیسوین ماہ مذکور یوم سہ شنبہ سے اوسکے بلند وشاندار پیشانی پر پھنڈ سے
پسینہ کے قطرات نمایان ہوچلے جسقدر پسینہ بڑہتا جاتا تھا اسیقدر قوت گھٹتی جاتی
تھی ضعف کا یہ حال تھا کہ لحظہ بلحظہ ترقی پذیر تھا ستائیسوین صفر ۵۸۹ھ یوم چارشنبہ
کے صبحکو جسوقت قاری قرآن ایہ کریمہ انہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت پر پہونچا
یہ باخدا سلطان بھی یہی مبارک وپاک کلمات کہتا ہوا عالم بقا کیطرف کوچ کرگیا - انا للہ
وانا الیہ راجعون - سلطان کی وفات کا دن اہل دمشق کے نزدیک قیامت
کے دن سے سوا تھا - ہر شخص گریہ وزاری مین مبتلا تھا اسکا مورخ کہتا ہے کہ خدا کی
قسم اکثر لوگ اوسپر اپنی جان قربان کرنیکو مستعد تھے اگر قربانی قبول کرلیجاتی تو
ایک عالم اوسکے عوض میں جاندیتا اور اوسکی قابل قدر اور قیمتی جان بچا لیتا

الملک الافضل عزاداری کے خیال سے دیوان خاص مین بیٹھا اور خطیب دولعی[1] نے قدس سرہ کو غسل دیا قاضی فاضل نے اپنے رزق حلال سے سلطان کا تابوت اور کفن مہیا کیا اور بعد ظہر کے جنازہ اوٹھایا گیا قاضی محی الدین معروف بہ ابن الزکی نے نماز پڑھائی پہر اوسکے جنازہ کو اوس باغ مین لائے جسمین کہ وہ حالت علالت مین رہا تھا اور اوسکے پچہم کے دالان مین دفن کیا۔

ثم انقضت تلک السنون و اھلھا
بعد ازان یہ (زمانے) اور اہل زمانہ گذر گئے

فکانھا و کانھم احلام
گویا کہ وہ زمانہ اور اہل زمانہ خواب تھے

سلطان کی وفات پر اوسکے سترہ لڑکے اور ایک لڑکی رہگئی تھی سب سے بڑا اون مین الملک الافضل نور الدین ابو الحسن علی تھا جو کہ مصر مین عید الفطر کے دن عصر کے وقت ۵۶۵ھ مین پیدا ہوا تھا اور بعد انتقال سلطان دمشق بلاد ساحل بعلبک صرخد بانیاس۔ شوش وغیرہ کی حکومت کرنے لگا۔ اس سے چھوٹا الملک العزیز عماد الدین ابو الفتح عثمان تھا یہ بھی مصر ہی مین ۸ رجمادی الاول ۵۶۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور چونکہ وقت وفات سلطان یہ مصر مین تھا اسوجہ سے بعد وفات بھی مصر پر قابض و متصرف رہا اور الملک الظاہر غیاث الدین غازی اندنون حلب مین تھا لہذا بعد وفات سلطان حلب اور اوسکے مضافات حارم۔ تل باشر۔ عزاز۔ برزیہ۔ دربساک وغیرہ کا حاکم بن بیٹھا اور صاحب حماۃ ناصر الدین محمد بن تقی الدین عمر نے اسکی اطاعت قبول کرلی۔ آپکو اور اسکے بقیہ لڑکونکو بقید سنین ولادت عماد کاتب نے ایک نقشہ مین فہرست کی صورت مین لکھا ہے جسکو پہلے ہم ہدیہ ناظرین کیا چاہتے ہین بعد اسکے سلطان کے شجرۃ النسب کو پیشکش کرینگے

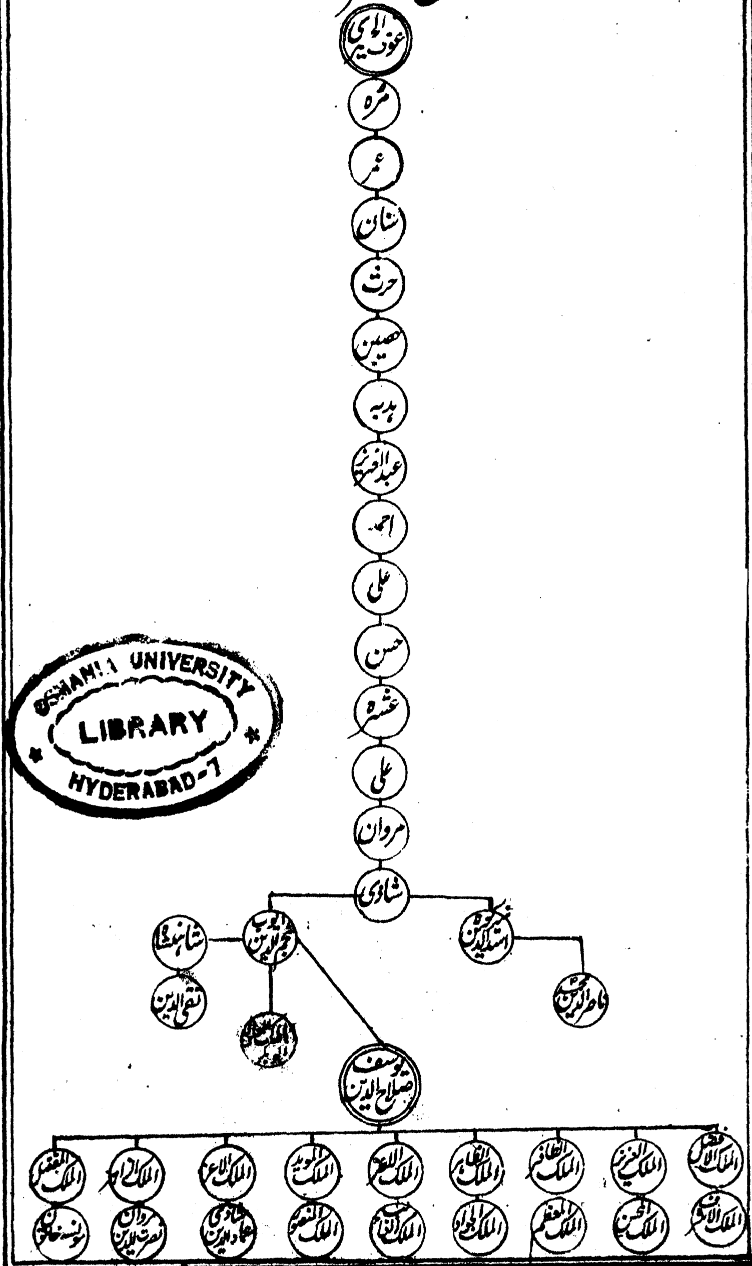
[1] ضیاء الدین ابو القاسم عبد الملک ابن زید بن یاسین بن زید بن قاید بن جمیل الثعلبی الارمنی الدولعی شافعی المذہب جامع مسجد دمشق کا خطیب تھا [illegible]ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا بارہوین ربیع الاول ۵۹۸ھ ہجری مین انتقال کیا۔

سلطانؒ کے اولاد کا نقشہ

نام	جائے ولادت	تاریخ ولادت	زاید حالات
الملک الافضل نور الدین ابو الحسن علی	مصر	وقت عصر روز عید الفطر ٥٦٥ھ	سلطان کے بعد دمشق وغیرہ کا حاکم ہوا
الملک العزیز ابو الفتح عثمان	”	٨ جمادی الاول ٥٦٧ھ	مصر اور اوسکے اعمال کا حاکم ہوا
الملک الظافر ابو العباس خضر	”	٥ شعبان ٥٦٨ھ	الملک الافضل کا حقیقی بہائی -
الملک الظاہر ابو منصور غازی	”	١٥ رمضان ٥٦٨ھ	حلب وغیرہ کا بادشاہ ہوا -
الملک المعز ابو یعقوب اسحاق	”	ربیع الاول ٥٧٠ھ	
الملک المؤید ابو الفتح مسعود	دمشق	ربیع الاول ٥٧١ھ	الملک العزیز کا حقیقی بہائی -
الملک الاعز ابو یوسف یعقوب	مصر	ربیع الثانی ٥٧٢ھ	الملک العزیز کا مادری بہائی -
الملک الظاہر ابو سلیمان داؤد	”	ذو القعدہ ٥٧٣ھ	الملک الظاہر کا مادری بہائی -
الملک المفضل ابو موسیٰ قطب الدین مظفر	”	٥٧٣ھ	الملک الافضل کا مادری بہائی -
الملک الاشرف ابو عبد اللہ محمد	شام	٥٧٥ھ	
الملک المحسن ابو العباس احمد	مصر	ربیع الاول ٥٧٥ھ	الملک الاشرف کا مادری بہائی -
الملک المعظم ابو منصور تور انشاہ	”	ربیع الاول ٥٧٧ھ	
الملک الجواد ابو سعید رکن الدین	”	ربیع الاول ٥٧٨ھ	الملک المعظم کا مادری بہائی -
الملک الغالب ابو الفتح ملک شاہ	سام	رجب ٥٧٨ھ	”
الملک المنصور ابو بکر	حران	بعد وفات سلطان	الملک المعظم کا حقیقی بہائی -

یہ پندرہ لڑکے تو وہ ہین جنکو عماد نے اسموقع پر اس ترتیب سے ذکر کئے ہین اور فتح القدسی کے اخیر مین لکہا ہے کہ سلطان کی وفات پر اوسکے سترہ لڑکے اور ایک لڑکی موجود تہی پندرہ کا تو ذکر ہو چکا اور دو باقی ہہ ہین - عماد الدین شاذی - نصرت الدین مروان لڑکی کا نام مونسہ خاتون تہا اور الملک الکامل - سلطان کے بہتیجے سے منسوب تہین

سلطان کا شجرۃ النسب



اعلان

اس کتاب کے جملہ حقوق تالیف بذریعہ رجسٹری محفوظ کرائے گئے ہین کوئی اہل مطبع اسکے طبع کرنے کا قصد نہ فرمائین۔ اور جسقدر نسخے مطلوب ہون بارسال زر قیمت نقد یا بصیغۂ ویلیوپے ایبل منشی حامد حسین صاحب مالک رسالۂ الاسلام الہ آباد و یا مؤلف کتاب ہذا سے طلب فرمالین۔ دس جلدون کے خریدارون اور تاجران کتب کو کمیشن بہی دیا جائے گا جسکو وہ خط کتابت سے طے کرسکتے ہین ؀

المشتہر

خادم الاطباء۔ احمد حسین الہ آبادی مؤلف کتاب ہذا و مترجم تاریخ علامۂ ابن خلدون۔ محلہ سبزی منڈی شہر الہ آباد